وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

حضرت

مسند علی

رضی اللہ عنہ

کرم اللہ وجہہ

مع اردو ترجمہ

حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

سے مروی متفق علیہ احادیث نبوی کا مجموعہ

مشکوٰۃ المصابیح و صحاح ستہ سے ماخوذ

مؤلفہ

جمیل نقوی

مقدمہ

شیخ الحدیث جناب مولانا عبد الرشید نعمانی

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل کراچی

مسندِ علی
حضرت ... کرم اللہ وجہہ

مع اردو ترجمہ

...اللہ الغالب علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہ...
سے مروی متفق علیہ احادیثِ نبوی کا مجموعہ

مشکوٰۃ المصابیح و صحاحِ ستہ سے ماخوذ

مؤلفہ
جمیل نقوی

مقدمہ
شیخ الحدیث جناب مولانا عبدالرشید نعمانی

مؤلف — سید جمیل احمد نقوی الحنفی

کتابت — منشی ابو محمد حسنی

ناشر — محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب قرآن محل اردو بازار، کراچی ما

طابع — مطبع سعیدی قرآن محل، کراچی۔ ما

باہتمام — عبدالاحد

تاریخ اشاعت — جولائی ۱۹۸۵ء

ہدیہ مجلد — [illegible] روپے

بھائی ظہور احمد مرزا

کی یاد میں

"غنی تھے صورتِ عثمانؓ، فقیر مثلِ علیؓ"

جمیل نقوی

عرضِ ناشر

حدیث کی کتابوں میں صحاح ستہ یعنی حدیث کی چھ کتابیں، بخاری، مسلم نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد کو جو اہمیت حاصل ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں، لیکن ان سے استفادہ کو آسان بنانے کے لیے امام محمد حسین بن مسعود فرا البغویؒ نے ان صحاح اور دوسری مستند کتابوں سے حدیثیں لے کر مصابیح کے نام سے ان کو جمع کیا تھا۔ اس کے بعد شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب عمریؒ نے مصابیح کی مزید صحت کر کے "مشکوٰۃ المصابیح" کے نام سے پیش کیا جسے مع ترجمہ شائع کرنے کی ہمیں سعادت حاصل ہے۔

بقول مولانا محمد عبدالرشید نعمانی "ہمارے محترم دوست سید جمیل احمد نقوی (حنفی) صاحب کی یہ بڑی سعادت ہے کہ حق تعالےٰ نے اُن کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی جتنی روایت کردہ احادیث کی مشہور و متداول کتاب "مشکوٰۃ المصابیح" میں موجود ہیں دیگر کتب احادیث سے مقابلہ کر کے ان سب کو انھوں نے "مسند حضرت علی کرم اللہ وجہۂ" کے عنوان سے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہ کام علما کے کرنے کا تھا۔ سید صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزانی ہو جائے"

امید ہے کہ جناب جمیل نقوی صاحب کی اور ہماری اس کوشش کو اہل علم بنظر استحسان دیکھیں گے اور اس کے کما حقہٗ مستفید ہوں گے۔

المذنب عبدالاحد

فہرست مضامین

دیباچہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ احادیث نبوی کے آئینے میں

جمیل نقوی
مؤلف

بعض ہستیاں اس قدر جلیل القدر اور مہتم بالشان ہوتی ہیں کہ امتدادِ زمانہ کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ ان کی شخصیت گہنا نہیں سکتی۔ دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کا شمار بھی اُنہی افرادِ گرامی میں ہے۔ اُنھیں یہ شرف حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم یعنی حضرت ابو طالب بن عبد المطلب کے فرزند تھے۔ آپ دنیائے اسلام کی اُن مایہ ناز ہستیوں میں سے ہیں جنھوں نے انتہائی شاندار کارنامے انجام دیئے۔ وہ محض میدانِ علم و عمل ہی کے شہسوار نہ تھے تلوار کے دھنی بھی تھے۔ انھیں قدرت نے تیغ و قلم دونوں کی بہترین صلاحیتوں سے بہرہ ور کیا تھا۔ اور ہم اُن کے متعلق بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ

اے داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را

وہ علم و حکمت میں بھی ویسے ہی فرد تھے جیسے جنگی معرکہ آرائیوں میں۔ وہ عالموں کے عالم اور معرکہ آراؤں کے معرکہ آرا تھے۔ نہایت اعلیٰ حکمراں۔ بے مثال منتظم اور سب سے زیادہ یہ کہ مردِ مومن، صاحبِ تقویٰ، ایمان و عرفان کے مظہرِ جلیل۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو انتہائی محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور قدرتی رابطۂ دل وجاں ابتدا ہی سے تھا۔ آپ کی کعبۃ اللہ میں ولادت نے آپ کو شروع ہی سے غیر معمولی سعادت وبرکت سے مشرف کیا تھا۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا آپ کی عظمت وجلال میں بیش از بیش اضافہ ہوتا گیا اور آپ کی شخصیت تابناک سے تابناک تر ہوتی گئی۔ آپ ہاشمی خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جس نے آپ کی شخصیت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے کیونکہ یہ خاندان عرب کے افضل ترین خانوادوں میں تھا۔ یہ وہ صاحبِ عزوشرف خاندان ہے جس اہل عرب کی تاریخ میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ یہ وہ خاندان ہے جسے کعبہ شریف کی تولیت کا شرف حاصل رہا۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی کعبہ میں پیدائش کے شرف کے سلسلے میں شیخ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں ؎

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت　　بر کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

روایت ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ پیدا ہوئے تو پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے اور انھیں اپنے آغوش میں لیا۔ بچے نے سب سے پہلے جس پر آنکھیں کھولیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات اقدس تھی آپ ہی نے اپنے دست مبارک سے غسل دیا۔

دونوں عم زاد بھائیوں کی یہ رفاقت تاحین حیات قائم رہی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے آپ کی لڑکپن میں پرورش وتربیت فرمائی۔ آپ کی شخصیت تمام تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برگزیدہ ذات اور سیرتِ مبارکہ کے ہی سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی۔ دونوں کا رشتہ اس وقت اور بھی مضبوط ہوگیا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا عقد بنت رسولؐ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے

ہوا۔ کیا کسی انسان کے لئے اس سے بہتر کوئی اور شرف ہوسکتا ہے کہ آپکے فرزند نواسۂ رسولؐ سیدنا امام حسینؓ نے دین حق (اسلام) کیلئے جان عزیز قربان کردی اور شہادت عظمیٰ کے بلند ترین مرتبہ پر فائز المرام ہوگئے۔ علاوہ ازیں متعدد احادیث نبوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی برگزیدہ صفات اور مایۂ ناز کمالات پر روشنی ڈالتی ہیں لیکن سے ہمیں آپکی شخصیت کی آب و تاب کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ مختلف شعاعیں ہیں جو جمع ہوکر ایک نورٌ علیٰ نور شخصیت کا تصور پیدا کرتی ہیں اور نگاہوں کو چکاچوند کرتی ہیں۔ آیئے اب ہم اُن زرتاب شعاعوں پر نظر ڈالیں:۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کی نسبت فرمایا کہ تو میرے لئے ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰؑ ہارونؑ کیلئے تھے البتہ اتنا فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا جس طرح ہارونؑ پیغمبر تھے تو پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ اِنَّہٗ لَعَھْدُ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیَّ اَنْ لَّا یُحِبُّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَّلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَمِشْکٰوۃٌ

زر بن حبیشؓ کہتے ہیں کہ علیؓ نے کہا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (یعنی اُگایا) اور ذی روح کو پیدا کیا کہ نبی امی صلعم نے مجھے حکم دیا اور یہ وصیت کی کہ مجھ سے (یعنی علیؓ سے صرف وہ شخص محبت کریگا) جو مومن ہوگا اور مجھ سے وہ شخص بغض و عداوت رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (مشکوٰۃ و مسلم)

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ
لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ
عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيُحِبُّهُ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ
غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ اَنْ يُّعْطَاهَا
فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالُوْا
هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ
فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ
عَيْنَيْهِ فَبَرَاَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ
وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا
مِثْلَنَا قَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى
تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى
الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ
مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ
اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ
مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ مُتَّفَقٌ

حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلعم نے خیبر کے دن فرمایا
میں یہ جھنڈا ایک ایسے شخص کو دوں گا
جس کے ہاتھوں سے خداوند تعالےٰ
قلعہ خیبر کو فتح کرائے گا۔ اور وہ شخص
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت
رکھے گا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کا رسولؐ
اس سے محبت کرے گا جب صبح ہوئی
تو تمام لوگ حضور صلعم کی خدمت میں
یہ امید لے کر حاضر ہوئے کہ وہ جھنڈا
انہیں ملے گا (جب سب لوگ جمع
ہو گئے تو) آپؐ نے پوچھا علیؓ بن ابی
طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا
یا رسول اللہؐ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں
آپؐ نے فرمایا۔ کوئی جا کر اُن کو بُلا لائے
چنانچہ ان کو بُلا کر لایا گیا۔ رسول اللہ
صلعم نے ان کی آنکھوں پر لعاب دہن
لگایا اور وہ اچھی ہو گئیں گویا دکھتی ہی
نہ تھیں پھر آپؐ نے ان کو جھنڈا اعطا
فرمایا۔ علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ!

عَلَيْهِ وَذُكِرَ حَدِيْثُ الْبَرَاءِ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ فِيْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِيْرِ

میں ان لوگوں سے (یعنی دشمنوں سے) اس وقت تک لڑوں جب تک وہ ہماری طرح (مسلمان) نہ ہو جائیں آپؐ فرمایا جاؤ۔ اور اپنی فطری نرمی و آہستگی سے کام لو جب تم میدانِ جنگ میں پہنچ جاؤ تو پہلے دشمنوں کو اسلام کی دعوت دو (یعنی اسلام کی طرف بلاؤ) اور پھر بتلاؤ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر خدا کا کیا حق ہے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری تحریک و تبلیغ سے خداوند تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی ہدایت دیدی تو تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہت بہتر ہوگا (بخاری و مسلم)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ اور علیؓ ہر مومن کا دوست و مددگار ہے (ترمذی)۔

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ۔

حضرت زیدؓ بن ارقم کہتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے (یعنی جس کو میں دوست رکھتا ہوں علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے۔ (احمد۔ ترمذی)

وَعَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا

حضرت حبشیؓ بن جنادہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور

أَنَا أَدْعَى رَدَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَدَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي جُنَادَةَ۔

میری جانب سے کوئی عہد نہ کرے اور نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود یا میری جانب سے علیؓ (ترمذی، احمد)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَ بَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ، الْمِشْكٰوةُ۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے صحابہؓ کے درمیان اخوت (بھائی چارہ) قائم کر دیا تھا یعنی دو دو صحابہؓ کو بھائی بھائی بنا دیا تھا) پھر علیؓ آئے اس حال میں کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپؐ نے صحابہؓ کے درمیان اخوت قائم کی اور مجھ کو کسی کا بھائی نہ بنایا (یعنی میرے ساتھ کسی کی اخوت قرار نہ دی) رسول اللہ صلعم نے فرمایا دنیا اور آخرت دونوں میں تو میرا بھائی ہے، ترمذی یہ حدیث حسن غریب ہے۔

وَعَنْ أَنَسٍ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم کے پاس ایک بھنا ہوا پرندہ رکھا تھا کہ آپؐ نے یہ دعا فرمائی اے اللہ تو میرے پاس اس شخص کو بھیج جو تجھ کو اپنی مخلوق میں بہت پیارا ہو تاکہ وہ میرے ساتھ اس

پرند کو کھائے۔ اس دعا کے بعد آپؐ کی خدمت میں علیؓ حاضر ہوئے اور آپؐ کے ساتھ پرندہ کا گوشت کھایا۔ (ترمذی۔ یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلعم سے سوال کرتا تو آپؐ مجھے دیتے اور جب میں خاموش ہوتا تو اس وقت بھی دیتے (ترمذی) حدیث حسن غریب ہے،

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ شَرِيْكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَحَدٍ مِّنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا کہ بعضوں نے اس کو شریک سے روایت کیا اور صنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ہم اس حدیث کو شریک کے سوا کسی ثقہ سے نہیں جانتے۔ (ترمذی)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاهُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ کو بلایا اور ان سے سرگوشی کی (یعنی خفیہ طور پر آہستہ آہستہ کچھ باتیں کیں) جب ان باتوں میں دیر ہوگئی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَيْتُهٗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ۔ التِّرْمِذِيُّ

تو لوگوں نے کہا رسول اللہ صلعم نے اپنے چچا کے بیٹے سے دیر تک سرگوشی کی، رسول اللہ صلعم نے یہ سُن کر فرمایا۔ میں نے سرگوشی نہیں خدا نے ان سے سرگوشی کی۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يُجْنِبُ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهٗ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے علیؓ سے فرمایا میرے اور تیرے سوا کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ وہ جنابت (ناپاکی کی حالت) میں اس مسجد کے اندر آئے علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صرد سے پوچھا اس حدیث کا کیا مطلب ہے انہوں نے کہا کہ یہ معنی ہیں میرے اور تیرے سوا کسی کو جنابت کی حالت میں اس مسجد کے اندر سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ (ترمذی۔ یہ حدیث حسن غریب ہے)

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا فِيْهِمْ عَلِيٌّ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِيْ حَتّٰى تُرِيَنِيْ عَلِيًّا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْمِشْكٰوةُ۔

حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے ایک لشکر کو کہیں بھیجا جس میں علیؓ بھی تھے ام عطیہؓ کا بیان ہے کہ علیؓ کے چلے جانے کے بعد میں نے رسول اللہ صلعم کو یہ فرماتے سنا یعنی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے

کہ اللہ تعالیٰ! مجھ کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ تو مجھ کو علیؓ کو نہ دکھا دے۔ (ترمذی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَلَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا۔

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا ہے علیؓ سے منافق محبت نہیں رکھتا اور مومن علیؓ سے بغض و عداوت نہیں رکھتا۔ (احمد و ترمذی)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جس شخص نے علیؓ کو برا کہا گویا مجھ کو برا کہا (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْكَ مَثَلٌ مِنْ عِيْسٰى اَبْغَضَتْهُ الْيَهُوْدُ حَتّٰى بَهَتُوْا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتْهُ النَّصَارٰى حَتّٰى اَنْزَلُوْهُ بِمَنْزِلَةِ الَّتِيْ لَيْسَتْ لَهٗ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِيْ بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهٗ شَنَاٰنِيْ عَلٰى اَنْ يَبْهَتَنِيْ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ میں عیسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی۔ اور نصاریٰ نے ان کو اتنا پسند محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو ان کے لئے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی صلعم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی علیؓ کے معاملہ میں) وہ شخص (یعنی دو

جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہونگی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتلائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی، دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (احمد)

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ وَزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا نَزَلَ بِغَدِيْرِ خُمٍّ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهٗ هَنِيْئًا يَا ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ۔

حضرت براءؓ بن عازب اور زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب غدیر خم میں قیام پذیر ہوئے (غدیر خم ایک مقام کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے) تو علیؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کیا تم کو یہ معلوم ہے کہ مومنوں کے نزدیک میں ان کی جانوں سے زیادہ عزیز و بہتر ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ہر مومن کے نزدیک ان کی جان سے زیادہ عزیز و پیارا ہوں، لوگوں نے عرض کیا ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا اے اللہ تم! جس شخص کا میں دوست ہوں علیؓ اس کا دوست ہے۔ اے اللہ تم! تو اس کو دوست رکھ جو علیؓ کو دوست رکھے اور اس شخص کو اپنا دشمن خیال کر جو علیؓ سے دشمنی رکھے۔ اس واقعہ کے بعد علیؓ نے عمرؓ سے

ملاقات کی عمرؓ نے ان سے کہا ابوطالب کے بیٹے! خوش رہو تم صبح اور شام ہر وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے دوست اور محبوب ہو۔ (احمد)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا صَغِيْرَةٌ ثُمَّ خَطَبَهَا عَلِيٌّ فَزَوَّجَهَا مِنْهُ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کے لئے اپنا پیام بھیجا (یعنی منگنی کا پیام دیا) رسول خدا صلعم نے اس پیام کے جواب میں فرمایا۔ فاطمہؓ ابھی چھوٹی ہے پھر علیؓ نے اپنا پیام بھیجا اور رسول اللہ صلعم نے فاطمہؓ سے نکاح کر دیا (نسائی)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِسَدِّ الْاَبْوَابِ اِلَّا بَابَ عَلِيٍّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے (مسجد نبوی کے اندر) تمام لوگوں کے گھروں کے دروازوں کو بند کرا دیا مگر علیؓ کا دروازہ مسجد کی طرف باقی رکھا۔ (ترمذی۔) یہ حدیث غریب ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِيْ مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِنَ الْخَلَائِقِ اٰتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی نظر میں میرا اتنا مرتبہ تھا کہ مخلوق میں سے اتنا مرتبہ کسی کا نہ تھا میں صبح ہی صبح رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا السلام علیکم یا نبی اللہ! اگر آپ سلام کے جواب میں کھنکارتے تو

تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا اور آپؐ نہ کھنکارتے تو میں گھر کے اندر چلا جاتا
(نسائی)

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفِغْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجْعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دے کر راحت عنایت فرما اور اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ بیماری آزمائش وامتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے مجھ کو ٹھکرا کر فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! اس کو عافیت فرما یا شفا بخش (راوی کو شک ہے کہ آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ) علیؓ کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا۔ (ترمذی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

حضرت علیؓ اور علومِ نبویؐ

از

جناب مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ جو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ابنِ عم، آپ کے داماد، سابقین الاولین میں ممتاز، سب سے پہلے اسلام لانے والے، عشرہ مبشرہ کے بزم نشیں، خلافتِ راشدہ کے چوتھے رکن، ان کے فضائل وکمالات کو کوئی کیا بیان کرے۔

بقول حافظ ابن حجر عسقلانی

مات فی رمضان سنۃ اربعین وھو یومئذ افضل الاحیاء من بنی آدم بالارض باجماع اھل السنۃ۔ (تقریب التہذیب)

رمضان سنہ ۴۰ھ ہجری میں جب اس خاکدانِ عالم کو آپ نے خیر باد کہا تو باجماع اہلِ سنت روئے زمین پر جتنے بھی انسان بقیدِ حیات تھے اُن سب سے آپ افضل تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

اِنَّ الْخِلَافَۃَ لَمْ تُزَیِّنْ عَلِیًّا بَلْ عَلِیٌّ زَیَّنَہَا۔

خلافت نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زینت نہیں بخشی بلکہ حضرت علیؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو زینت بخشی [۱]

اور اس بنا پر امام ممدوح کی تصریح ہے کہ

من لم یربع بعلیٍّ فی الخلافۃ فھو اضل من حمار اھلہ [۲] — جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ چہارم نہ مانے وہ اپنے گھر کے گدھے سے بھی زیادہ بے وقوف ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی گرانقدر تصنیف "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" میں حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے فضائل کا ایک مختصر سا جائزہ لیا ہے جو ہدیہ ناظرین ہے۔ فرماتے ہیں،

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل بہت ہیں اور ان کے مناقب بے شمار۔

۱۔ وہ پہلے ہاشمی ہیں جو ایک ہاشمی خاتون کے بطن سے پیدا ہوئے۔

۲۔ ان کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو ان سے پہلے صرف ایک صاحب کو نصیب ہوئی تھی۔ اور یہ صاحب جیسا کہ "مستدرک حاکم" میں مذکور ہے۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

۳۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آغوش تربیت میں نشو و نما پائی۔

۴۔ ایک قول کے مطابق یہی پہلے شخص ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے۔ دوسرے قول کے مطابق پہلے مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

---

[۱] حافظ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اس کو امام احمد سے بسند روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو "تاریخ بغداد" ج ۱، ص ۱۳۵۔ طبع مصر)

[۲] "منہاج السنۃ" از حافظ ابن تیمیہ۔ ج ۱، ص ۱۴۴ طبع مصر ۱۳۲۱ھ

۵۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہ کے خویش (داماد) تھے اور آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ ان ہی کے صلب سے باقی رہا۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے موقع پر بستر نبوی پر جاکر یہی سوئے تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاچکے ہیں۔

۷۔ (مدینہ نبوی میں) عقد مواخات کے وقت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مواخات (یعنی آپ کے بھائی بننے) کا شرف حاصل ہوا۔

۸۔ غزوۂ بدر میں قریش کے پہلوانوں نے جب مبارزت طلب کی تو حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ان کے مقابلہ میں میدانِ جنگ میں اُترے اور غالب رہے اور پھر اس بشارت سے سرفراز ہوئے کہ "بعد قیامت جب (مومنین کی) کفار سے مخاصمت شروع ہوگی تو سب سے پہلے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دونوں بزرگوں کے ساتھ حق تعالیٰ کے حضور میں کھڑے ہوں گے۔"

۹۔ غزوۂ اُحد میں ان چند بزرگوں میں سے یہ بھی تھے جو معرکے میں ثابت قدم رہے اور اس جنگ میں نمایاں سعی آپ سے ظاہر ہوئی۔

۱۰۔ غزوۂ خندق میں عمرو بن عبدوُد کو جو قریش کا مشہور پہلوان تھا جہنم رسید کیا۔

۱۱۔ غزوۂ خیبر میں آشوب چشم کی وجہ سے جو اس وقت آپ کو لاحق تھا اولاً شرکت کا موقع نہ مل سکا لیکن بعد کو توفیق الٰہی نے دستگیری کی اور باوجود آشوب چشم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے آشوب چشم سے شفا پائی اور قلعۂ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوا، اور اس موقع پر ایسی

فضیلت تامہ آپ کے نصیب میں آئی کہ زبانِ رسالت سے یہ کلمات آپ کے حق میں صادر ہوئے

صابعثن غداً رجلاً یحب اللّٰہ ورسولہ ویحبہ اللّٰہ ورسولہٗ — میں کل ہی ایسے شخص کو اس مہم پر بھیجوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔

۱۲۔ غزوات نبوی میں بہت سے مواقع پر عساکر نبوی کے علم بردار آپ ہی تھے۔

۱۳۔ ۹ھ ہجری میں آیۂ براءت کی تبلیغ کا شرف آپ ہی کے حصہ میں آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرماتے ہوئے کہ

لا یبلّغہ الا انا او رجل منی — اس کی تبلیغ یا تو میں کرسکتا ہوں یا میرے خاندان کا کوئی فرد۔

اس حکم کی تبلیغ کی ذمہ داری آپ ہی کے سپرد کی۔

۱۴۔ غزوۂ تبوک میں مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہوئے اور اس باب میں

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی — جو منزلت ہارون کی موسیٰؑ کے یہاں تھی وہی تمہاری میرے یہاں ہے کی فضیلتِ عظمیٰ آپ کو نصیب ہوئی۔

۱۵۔ ہجرت کے آخری سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی حکومت پر آپ کو متعین فرمایا اور یہاں کا قلعہ آپ کے ہاتھوں فتح ہوا۔

۱۶۔ اور جب مال غنیمت کے خمس میں سے ایک لونڈی آپ کے حصہ میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قیل وقال شروع ہوگئی تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس غیرت کی بنا پر لوگوں کو اُن کی ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا

هو منی وانا منه (تم نے علی کو کیا سمجھا ہے) وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

۱۷۔ اور "غدیر خم" کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — میں جس کا دوست ہوں علی اس کے دوست ہیں۔

۱۸۔ اور مباہلہ کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہل بیت کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف فرما ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔

۱۹۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ دعا فرمائی

اللهم هؤلاء اهل بيتي — اے اللہ یہ لوگ (علیؓ، فاطمہؓ، حسنینؓ) میرے

فطهرهم تطهيرا — اہل بیت ہیں تو ان کو خوب پاک کردے

تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان حضرات میں نہ صرف شامل بلکہ ان سب کے بڑے تھے۔

۲۰۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ان کے حق میں ارشاد ہے:

لا يحب عليا منافق — علی سے نہ کوئی منافق محبت رکھ سکتا ہے

ولا يبغضه مومن — اور نہ کوئی مومن بغض رکھ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس بنا پر تھا کہ آپ امرِ حق پر مجاہد اور امرِ الٰہی کی بجا آوری میں شدت کے ساتھ سرگرم تھے۔

۲۱۔ اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حکم دیا کہ مسجد نبوی کے سب دروازے، جو لوگوں نے اپنی نجی آمد و رفت کے لئے کھول رکھے ہیں بند کر دیئے جائیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے دروازے کو اس حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔ کیونکہ ان کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کا شرف حاصل تھا اور آپ کو ان کا قرب مطلوب تھا۔

ان اکیس فضائل کو بیان کرنے کے بعد شاہ صاحب ممدوح کے الفاظ ہیں:

این بود شرح قیام او بیک جناح نبوت کہ افشائے اسلام ہست، ونصرت او در جناح دیگر از جناحین خلافت نبوت کہ افشائے علم است آثار جمیلہ از وے ظاہر شدند۔

اشاعت اسلام جو نبوت کا ایک بازو ہے اس کے برپا کرنے میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو مساعی تھیں یہاں کی شرح ہے اور خلافت نبوت کے دو بازوؤں میں سے دوسرے بازو کی نصرت یعنی اشاعت علم کے سلسلے میں جو آپ سے آثار جمیلہ ظاہر ہوئے (ان کی تفصیل یہ ہے)

۱۔ تعلیم قرآن۔ چنانچہ تاحال آپ کی روایت باقی ہے اور قراء سبعہ میں سے بعض حضرات اس قرآن مجید کو آپ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۔ حدیث نبوی کی روایت کے اعتبار سے آپ کا شمار مکثرین میں ہے یعنی ان اصحاب میں جن سے بکثرت احادیث نبویہ مروی ہیں۔

۳۔ فقہ۔ آپ کے عہد خلافت میں آپ کے ہاتھوں بکثرت مسائل کے فیصلے ظاہر ہوئے۔ اور امت میں محفوظ رہے۔

۴۔ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے علم کی گواہی دی اور فرمایا کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا "میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اُس کا دروازہ ہیں"۔

۵۔ اور مسائل قضا میں ان کے تفوق کو بھی بتایا، چنانچہ ارشاد ہے: اقضاکم علیٌّ "تم میں سب سے بڑے قاضی (مسائل کا فیصلہ کرنے والے) علیؓ ہیں"۔

۶۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس امر سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کوئی سخت الجھا ہوا مسئلہ اُن کے سامنے ایسے وقت پیش آئے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوں۔

۷۔ خود حضرت علیؓ فرمایا کرتے تھے کہ

سلونی عن کتاب اللّٰہ فواللہ	مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ
ما من اٰیۃٍ اِلا و انا اَعلمُ	لیا کرو خدا کوئی ایسی آیت نہیں جس کے
اَ بلیلٍ نزلت ام بنھارٍ ام	بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ وہ رات میں اُتری
فی سھلٍ ام فی جبلٍ	تھی یا دن میں اور وہ وادی میں اُتری تھی یا پہاڑ پر۔

۸۔ حکمت۔ اور ذہن کا جلدی سے (مسئلہ کی حقیقت کی طرف) منتقل ہو جانا جو حکمت کے شعبوں میں سے ایک عظیم شعبہ ہے اس کا بھرپور حصہ آپ کو ملا تھا چنانچہ حساب کے دقیق مسائل نیز مسئلہ کے ماخذ پر کتاب و سنت اور قواعد مقررہ و مسلمہ کی روشنی میں متنبہ کرنے کے بے شمار واقعات آپ سے منقول ہیں۔

۹۔ اور زہد اور بیت المال کے تصرف میں غایت احتیاط۔ کھانے پینے

پہننے میں سادگی اور بیت المال کی تقسیم میں اپنی قرابت کا پاس و لحاظ نہ کرنا۔ ان امور میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے۔

یہ اور اس قسم کے اور بہت سے مناقب جمیلہ آپ میں موجود تھے[1]

یہ بھی واضح رہے کہ "قرۃ العینین" میں شاہ صاحب ممدوح علیہ الرحمۃ کے پیش نظر اختصار تھا لیکن انھوں نے اپنی دوسری بے نظیر تصنیف ازالۃ الخفاءؔ عن خلافۃ الخلفاء کی جلد دوم میں مناقب مرتضوی پر نہایت مبسوط بحث کی ہے۔ جس کی خوبی اس کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ بحث بڑی تقطیع کے پورے چوبیس صفحات پر صفحہ ۲۵۱ سے لیکر ۲۷۴ تک پھیلی ہوئی ہے۔

حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے سلسلہ میں شاہ صاحب نے "ازالۃ الخفاء" میں جو کچھ ارقام فرمایا ہے اس کا نہایت ہی مختصر سا تعارف درج ذیل ہے۔ فرماتے ہیں:

۱۔ ونصیب او از احیاء علوم دینیہ آنست کہ جمع او کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۲۷۳)	۱۔ دینی علوم کے احیاء کے سلسلے میں ان کا حصہ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی حیات مبارکہ ہی میں آپ نے قرآن کریم حفظ کرلیا تھا۔

چنانچہ تابعین کی ایک جماعت نے آپ سے قرآن مجید کو روایت کیا ہے اور اس روایت کا سلسلہ تا حال باقی ہے۔ امام عاصم جن کے شاگرد امام حفص کی قرات آج تمام دنیا میں متداول ہے اور ہم اہل ہند و پاک بھی اسی قرات میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں، اس کا سلسلۂ اسناد بھی حضرت مرتضیٰؓ، حضرت

---

[1] ملاحظہ ہو قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین از ص ۱۳۸ تا ۱۴۰۔ طبع مجتبائی۔ دہلی ۱۳۱۰ھ

عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ پر منتہی ہوتا ہے۔ اسی طرح قراء سبعہ میں امام حمزہ کی قرأت کی سند بھی حضرت ذی النورینؓ و حضرت علی مرتضیٰؓ پر ختم ہوتی ہے۔ اور ان حضرات صحابہ نے خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآن مجید اخذ کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو آج ہم پڑھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اسی طرح بعینہٖ لوگوں کے سینوں میں جمع اور محفوظ تھا لہ

وے رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث
واز مکثرین صحابہ است۔ در بادی النظر
قریب شش صد حدیث در کتب
معتبرہ از احادیث مرفوعہ وے
رضی اللہ عنہ مذکور است لوئی الحقیقت
مرفوعات او از ہزار بیشتر میتواں
یافت (ص ۲۷۳)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ
حدیث کے حفاظ اور مکثرین صحابہ
میں سے تھے۔ بادی النظر میں تو چھ سو
احادیث مرفوعہ کے قریب معتبر کتابوں
میں آپ سے منقول ہیں لیکن درحقیقت
آپ کی مرفوع احادیث ایک ہزار سے
زیادہ مل سکتی ہے۔

آپ کی مرویات کی ایک اہم خصوصیت جس کی طرف شاہ ولی اللہ صاحب نے توجہ دلائی یہ بھی ہے کہ:

وبعض ابواب حدیث کہ پیش
از وے روایت نکردہ بود نزاد
فاتح اوّل آں باب است
(ص ۲۷۳)

اور حدیث کے وہ بعض ابواب جن
کی آپ سے پہلے روایت نہیں کی گئی۔
اس باب کے بیان کرنے کی ابتداء
آپ ہی سے ہوئی۔

چنانچہ اس سلسلے میں شاہ صاحب ممدوح نے خاص طور پر جن احادیث کی

لہ معلوم ہوا جو لوگ قرآن کی تحریف یا اس میں کمی بیشی کے قائل ہیں وہ مسلمان نہیں۔ نعمانی

نشاندہی کی وہ یہ ہیں :

۱۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلیۂ منورہ اور اوقاتِ شب و روز کے گزران کی کیفیت جو شمائلِ ترمذی میں مذکور ہے

۲۔ نمازِ مناجات جو نورانیتِ باطن میں بغایت مؤثر ہے اور "جامع ترمذی" میں مروی ہے۔

۳۔ نوافلِ یومیہ ضحیٰ، صلوٰۃ الزوال وغیرہ جو تصوّف کا خاص باب ہے اس کی روایت "مسند احمد" میں موجود ہے۔

وازمسائلِ فتاویٰ واحکام
بسیارے نقل کردہ شد۔
خصوصاً در کتبِ امام شافعی
ومصنف عبدالرزاق و در
مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ
حصّہ وافرہ مذکور است
(ص ۲۷۴)

آپ سے مسائل فتاویٰ و احکام
بہت منقول ہوئے خصوصاً امام
شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تصانیف
میں، نیز مصنف عبدالرزاق اور
مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ میں ان
کا بڑا حصّہ مذکور ہے۔[1]

۴۔ وبحث توحید و صفاتِ
زبانے داشت فصیح و آں مبحث
در خطب وے رضی اللہ عنہ
یافتہ می شود و از میان صحابہ

توحید و صفاتِ الٰہی کے بارے میں
آپ کی زبان فیض ترجمان پر فصاحت
کے دریا جاری تھے یہ مضمون آپ
کے خطبات میں پایا جاتا ہے۔ صحابہؓ

---

[1] بندہ زادہ کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب کی تصانیف میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جتنی روایتیں کی ہیں ان سے بھی زیادہ روایات مذکور ہیں۔

کبار وے کرم اللہ وجہہ بآن
زبان متفرد است گویا در
باب توحید و صفات از فن
کلام متکلم اوّل او است و
وے دراں مقامات از اصل
سنت سنیّہ انبیاء بیرون نہ
رفتہ (ص ۲۷۴)

۵ ۔ درباب تصوف بحرے بود
بغایت وسیع ...... قال
الجنید رحمہ اللہ شیخنا
فی الاصول والبلاء علی
المرتضٰی رضی اللہ عنہ
(ص ۲۷۴)

۔ در رسم فصاحت و بلاغت در
خطب آوردۂ اوست خلفائے
سابق بآں مشغول نمی شدند۔

۔ باز در زمانِ شیخین مشیر در
مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات
ملکیۂ ایشاں بود و ایشاں
را تعظیم و توقیر او در دور
رفتہ و مناقب و فضائل

کبار میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ
وجہہٗ اس بحث میں اپنے زورِ بیان
میں منفرد ہیں۔ گویا فنِ کلام میں جو توحید
و صفات کا باب ہے اس کے پہلے متکلم
امت میں آپ ہی ہیں اور ان مقامات
کے بیان میں انبیاء کی اصل سنت سنیّہ
سے آپ نے قدم باہر نہیں رکھا ہے۔

اور علم تصوف کا تو آپ ایک نہایت
وسیع سمندر تھے..... حضرت
جنید رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ
اُصول اور بلاء میں تو ہمارے شیخ
علی مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ہی ہیں۔

خطبات میں فصاحت و بلاغت کا
طریقہ آپ ہی کا جاری کردہ ہے خلفائے
سابق اس میں مشغول نہ ہوئے۔

پھر حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما
کے عہد میں دینی مسائل کے مشیر اور
ملکی تدابیر میں ان کے وزیر رہے اور
یہ حضرات بھی ان کی تعظیم و توقیر بہت
ہی زیادہ کرتے تھے اور ان کے مناقب

او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند۔ (ص ۲۷)

و فضائل خوب کھول کر بیان کرتے تھے۔

اور شاہ صاحب نے "قرۃ العینین" میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:

اعتماد بر فتاویٰ عبد اللہ بن مسعود در غالب حال و بر قضایائے مرتضیٰ در بعض احوال بآں شرط کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود روایت کردہ باشند و اثبات نمودہ و بعد ازاں بر تحقیقات ابراہیم نخعی و شعبی و تخریجات ایشاں اصل مذہب ابی حنیفہ است کہ بسبب آں صورت خاص مذہب او پیدا شد۔ (ص ۱۶۷)

اکثر حالات میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ پر اور بعض حالات میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فیصلوں پر اعتماد کرنا بشرطیکہ ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلامذہ نے نقل کیا اور ثابت رکھا ہو[1]۔ بعد ازاں ابراہیم نخعی و شعبی کی تحقیقات و تخریجات کو سامنے رکھنا یہ امام ابو حنیفہ کے مذہب کا اصول ہے جس کی بنا پر ان کے مذہب کی ایک خاص شکل پیدا ہو گئی۔

---

[1] اس شرط کو ملحوظ رکھنے کی وجہ خود شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ بتائی ہے کہ:

اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ثقات و فقہاء اند و رواۃ حضرت مرتضیٰ لشکریان مستور الحال۔ و حدیث مرتضیٰ بدرجہ صحت نرسیدہ است الا آنچہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود روایت کردہ اند (قرۃ العینین)

کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب ثقات اور فقہاء ہیں۔ اور حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والے ان کے لشکر کے وہ لوگ ہیں جن کا حال ظاہر نہیں۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہی حدیث صحت کے درجہ تک پہنچتی ہے کہ جس کو ان سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب روایت کرتے ہیں۔

اس سے اندازہ لگائیے کہ مذہب حنفی پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد سب سے زیادہ جس کا اثر ہے وہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہیں۔

واضح رہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام فقہی مسائل مستقل کتاب کی صورت میں علیحدہ بھی مدوّن کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں:

محدثین اہلسنت میں سے لالکائی نے	لالکائی از محدثین اہل سنت مذہب
مسائل فقہ میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ	علی مرتضیٰ را در فقہیات از کتاب
تعالیٰ عنہ کے مذہب کو کتاب الطہارت	الطہارۃ تا کتاب القضاء بہ ترتیب
سے لیکر کتاب القضاء تک جمع کر کے ایک مستقل	جمع کردہ کتابے مستقل در فقہ
کتاب فقہ کی تیار کر دی ہے۔ چنانچہ جو	ساختہ است۔ ہر کسے کہ خواہد
شخص چاہے اس کتاب کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔	بطرف آں کتاب رجوع کند[1]

حافظ شمس الدین الذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں محدث لالکائی کا ترجمہ لکھا ہے جو ان الفاظ میں شروع ہوتا ہے۔ اللالکائی الامام ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسین بن منصور الطبری الرازی الحافظ الفقیہ الشافعی محدث بغداد۔ انھوں نے بہت سے محدثین سے حدیث کا سماع کیا تھا۔ فقہ کی تعلیم ابو حامد اسفرائینی سے پائی تھی۔ محدث خطیب بغدادی حدیث میں ان کے شاگرد تھے۔ رمضان ۴۱۸ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف میں اس کتاب کے علاوہ جس کا ذکر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کیا ہے ایک کتاب السنہ ہے دوسری رجال صحیحین پر اُن کی ایک تالیف ہے۔

---

[1] فتاویٰ عزیزی۔ ج۔ ۱۔ ص ۱۰۰۔ مطبع مجتبائی ۱۳۴۱ھ

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی احادیث مرویہ کو جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے لکھا۔ حدیث کی معتبر کتابوں میں علماء محدثین نے جمع کر دیا ہے۔ کتب حدیث کا ایک مستقل عنوان ہے "مسند" اس نام سے حدیث کی جتنی کتابیں جمع کی گئی ہیں ان میں ہر صحابی کے نام کے تحت اس صحابی کے تمام مرویات کو بلا لحاظ مضمون یکجا ذکر کر دیا جاتا ہے۔ مسانید اسلام میں بکثرت مرتب ہوئیں۔ سیکڑوں ہزاروں کتابیں اسی عنوان کے تحت لکھی گئیں مگر ان میں سب سے مبسوط کتاب امام شیخ الاسلام ابو عبد الرحمٰن بقی بن مخلد القرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ المتوفی ۲۷۶ھ کی "مسند کبیر" ہے۔ حافظ ابن حزم اندلسی کا بیان ہے کہ اس مسند میں تیرہ سو سے زائد صحابہ کی مرویات درج ہیں اور پھر ہر صحابی کی حدیث ابواب فقہیہ پر بھی مرتب ہیں۔ اس اعتبار سے یہ کتاب "مسند" بھی ہے اور مصنَّف بھی۔ اس خوبی کی حامل کسی اور مصنِّف کی کتاب نہیں[1]۔ شیخ الاسلام بقی بن مخلد علم حدیث میں بخاری و مسلم کے ہمسر تھے۔ امام ابن حزم نے تصریح کی ہے کہ

كانَ بقي ذا خاصة من احمد بن حنبل وجاريا في مضمار البخاري ومسلم والنسائي[2]

بقی کو امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بڑا اختصاص حاصل تھا۔ یہ بخاری، مسلم اور نسائی کے ہم عناں ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو کشف الظنون زیر عنوان "مسند امام بقی بن مخلد" خاکسار کہتا ہے کہ اس صفت کی حامل شیخ الاسلام بقی بن مخلد کے معاصر امام ابن جریر طبری کی "تہذیب الآثار" بھی ہے لیکن افسوس ہے کہ یہ کتاب مصنف کی زندگی میں تمام نہ ہو سکی شیخ الاسلام بقی کی مسند تو آج دنیا میں ناپید ہے لیکن امام ابن جریر طبری کی کتاب کے کئی حصے زیور طبع سے آراستہ ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

[2] ملاحظہ ہو تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی ترجمہ بقی بن مخلد۔

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ دو سُو ۲۰۰ اُستی سے زاید شیوخ حدیث سے انھوں علم حدیث اخذ کیا اور طلب حدیث میں مشرق و مغرب کو پَے سپر کیا تھا۔ حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان الفاظ میں ان کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے "وکان اماماً عَلَماً قدوۃً مجتہداً، لا یقلد احداً ثقۃً حُجۃً صالحاً عابداً متہجداً اوّاھاً، عدیم النظیر فی زمانہ"۔ متاخرین محدثین جو عام طور پر کسی صحابی کی مرویات کی تعداد بیان کیا کرتے ہیں وہ انھیں کی مسند کی مرویہ احادیث کی تعداد ہوتی ہے۔

حضرت مرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث مرفوعہ کی تعداد شاہ ولی اللہ صاحب نے چھ سو کے قریب بتلائی ہے۔ حافظ ابن جوزی کی کتاب "تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر" کا جو نسخہ اس وقت ہمارے پیش نظر ہے اور جس کو سید محمد یوسف ٹونکی نے اپنی تصحیح و اہتمام سے جید برقی پریس دہلی میں طبع کرا کر شائع کیا ہے اس میں اس "قریب" کی تعیین پانچسو چھتیس ۵۳۶ کی ہے۔ چنانچہ "اصحاب المئین" کے زیر عنوان اس کی عبارت یہ ہے:

علی بن ابی طالب خمس مائۃ حدیث	علی بن ابی طالب کی پانچسو چھتیس ۵۳۶ روایات
وستۃ وثلاثون۔ وقال ابونعیم	ہیں اور حافظ ابونعیم اصفہانی نے کہا
الاصفہانی اسند ابایع مائتہ نیفا	ہے کہ چار سو سے زاید متونِ حدیث
من المتون سوی الطرق وقال	ان سے مروی ہیں طرق و اسانید کا اس
البرقی الذی حفظ لنا عنہ نحو	میں شمار نہیں اور حافظ برقی کہتے ہیں کہ
مائتی حدیث (ص ۱۸۴)	جو حدیثیں ہمارے پاس ان کی محفوظ ہیں

وہ دو سُو کے قریب ہیں۔

حافظ ابن جوزی نے تعداد حدیث کا سارا باب اسی مسند بقی بن مخلد سے

نقل کیا ہے البتہ اس سلسلہ میں وہ مزید اضافہ حافظ ابوبکر برقی کی تاریخ اور حافظ ابونعیم اصفہانی کی کتاب سے کرتے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویہ احادیث کی تعداد بیان کرتے ہوئے بھی انھوں نے کیا ہے۔

ہماری تحقیق کے مطابق تلقیح میں "ستۃ وثلاثون" کے الفاظ غلطی سے طبع ہوگئے ہیں۔ اصل میں "ستۃ وثمانون" ہیں۔ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ اصل مخطوطہ منقول عنہا میں بھی یہ غلطی تھی یا مطبوعہ نسخہ ہی میں واقع ہوئی ہے۔ حافظ ابن حزم کے پیش نظر بھی "مسند بقی" ہی تھی اور انھوں نے بھی ایک مستقل رسالہ اس موضوع پر قلمبند کیا ہے جو اُن کی کتاب "جوامع السیرۃ" کے ساتھ آخر میں طبع ہوگیا ہے۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی مرویات کی تعداد ۵۸۶ ہی مرقوم ہے اور یہی تعداد انھوں نے اپنی دوسری کتاب "الفصل فی الملل والاھواء والنحل" میں لکھی ہے۔ چنانچہ ان کی عبارت حسب ذیل ہے:

ولم یرو عن علی الا خمس مائۃ وستۃ وثمانون حدیثا مسندۃ یصح منہا نحو خمسین وقد عاش بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازید من ثلاثین سنۃ وکثر لقاء الناس ایاہ وحاجتہم الی ما عندہ لذھاب جمہور الصحابۃ رضی اللہ عنہم وکثر سماع اھل الآفاق منہ مرۃ بصفین واعواماً

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پانچ سو چھیاسی مسند حدیثیں مروی ہیں جو ان میں پچاس کے قریب صحیح ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد تیس سال سے زیادہ زندہ رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بڑی جماعت کے گزر جانے کے سبب لوگ کثرت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے پاس جو علم تھا اس کی ان کو ضرورت پڑی چنانچہ کثرت سے اہل آفاق نے آپ سے حدیثیں

بالکوفۃ ومرۃ بالبصرۃ والمدینۃ (ج ۴۔ ص ۱۲۷)

سنیں کبھی صفین میں اور کئی برس کوفہ میں اور کبھی بصرہ اور مدینہ میں۔

حافظ ابن حزم نے جو تعداد بیان کی ہے یہی تعداد امام سیوطی کی تاریخ الخلفاء اور علامہ خزرجی کی کتاب "خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال" میں مرقوم ہے خزرجی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ان میں بیس حدیثیں "متفق علیہ" ہیں یعنی امام بخاری و مسلم دونوں نے ان کو روایت کیا ہے اور نو حدیثوں کی روایت صرف بخاری نے کی ہے اور پندرہ کی صرف مسلم نے۔ غالباً اسی نقطۂ نظر سے ابن حزم نے صحیح احادیث کی تعداد پچاس کے قریب لکھی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تعداد "صحیح لذاتہ" کی ہے جو محدثین کے نزدیک صحیح کی سب سے عالی قسم شمار کی جاتی ہے ورنہ ثبوت کے لحاظ سے حدیث کی چار قسمیں ہیں (۱) صحیح لذاتہ (۲) صحیح لغیرہ (۳) حسن لذاتہ (۴) حسن لغیرہ۔ یہ چاروں قسمیں بالاتفاق مقبول ہیں اور حجت مانی جاتی ہیں۔

پھر یہ بھی واضح رہے کہ یہ تعداد ان احادیث کی ہے جو "مسند بقی بن مخلد" میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہیں۔ ان کی جملہ مرویات کی یہ تعداد نہیں۔ بعض لوگوں کو اس سلسلہ میں یہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ "مسند بقی" میں ہر صحابی کی مرویات کی جو تعداد مذکور ہے اس سے زیادہ اس صحابی سے اور کچھ مروی نہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ حافظ ابن جوزیؒ "تلقیح" میں لکھتے ہیں:

وقد کان ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد جمع فی مسندہ حدیثا کثیرا عن جمہور الصحابۃ فعد منہ بعض روایۃ الاحادیث التی یرویہا

ابو عبد الرحمن بقی بن مخلد نے اپنی مسند میں جمہور صحابہ کی حدیثیں جمع کی ہیں چنانچہ اسی بنا پر ہر صحابی نے جو حدیثیں روایت کی ہیں ان میں بعض کی تعداد اسی کتاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیان کر دی گئی ہے۔

كل صحابي فتوهم بعض المتاخرين ان الصحابي لايروي سوى ذلك وليس كما توهم وانما هو قدر ما وقع الى المصنف (ص ۱۸۴)

اس سے بعض متاخرین اس وہم میں مبتلا ہوگئے ہیں کہ یہ صحابی بس اتنی ہی حدیثیں روایت کرتے ہیں حالانکہ درحقیقت ایسا نہیں جیسا کہ ان کو وہم ہوا ہے بلکہ یہ تو روایت کی اس مقدار کا بیان ہے جو مصنف کو پہنچی ہے۔

مسند بقی تو آجکل ناپید ہے لیکن جو مسانید طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں :۔

۱۔ مسند امام ابو داؤد سلیمان بن داؤد طیالسی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ جس کا شمار اسلام کے قدیم ترین مسانید میں ہے بلکہ بعض حضرات اس باب میں سب سے پہلی تصنیف انھیں کی مسند کو خیال کرتے ہیں۔ یہ مسند دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے ۱۳۲۱ھ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہے۔ اس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات صفحہ ۱۵ سے صفحہ ۲۶ تک درج ہیں مگر درمیان میں کچھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثیں بھی آگئی ہیں۔ آج کل اس کتاب کی مسند علی کی احادیث پر فرزند عزیز محمد عبد الشہید سلمہ اللہ تعالیٰ امام سخاوی کی ترتیب مسند طیالسی کے ایک قلمی نسخے کی مدد سے جس کا ایک حصہ ان کو دستیاب ہو گیا ہے کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد ان کو اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ مسند امام عبد اللہ بن زبیر حمیدی المتوفی سنہ ۲۱۹ھ یہ کتاب دو جلدوں میں مجلس علمی کراچی نے شائع کی ہے اور اس کی تصحیح و تحشیہ کا کام مولانا حبیب الرحمن صاحب محدث اعظمی نے انجام دیا ہے۔ مگر اس مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت ہی کم روایتیں مذکور ہیں جن کی کل تعداد ۲۳ ہے۔

۴۔ مسند امام احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ۔ جو اس وقت موجودہ تمام مسانید میں سب سے زیادہ ضخیم ہے اور باریک ٹائپ پر چھ ضخیم جلدوں میں پہلے مصر اور پھر بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ اس "مسند" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات ص ۷۵ سے ۱۶۰ پر ختم ہوتی ہیں۔

"صحاح ستہ" میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی روایات کی تعداد تین سو بائیس ۳۲۲ کل ہے جن کو ان سے ایک سو تریپن صحابہ و تابعین نے نقل کیا ہے۔ ان سب احادیث کی فہرست حافظ جمال الدین مزی نے اپنی گرانقدر تصنیف "تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف" میں راویوں کے اسماء کو حروف تہجی پر مرتب کر کے پیش کر دی ہے اور ہر حدیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ صحاح ستہ کے کس باب میں کس راوی کی سند سے وہ مروی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث کی بکثرت قلمی اور مطبوعہ کتابیں ہیں جن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بکثرت روایتیں پائی جاتی ہیں اور عین ممکن ہے کہ ان کتابوں میں بعض وہ حدیثیں بھی موجود ہوں جو "مسند بقی" میں نہیں ہیں۔

"صحاح ستہ" کی بزم کے رکن رکین امام احمد بن شعیب نسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ جو امام بقی کی طرح امام بخاری و امام مسلم کے ہم پایہ ہیں بلکہ بعض محققین حفاظ حدیث تو ان کو امام مسلم پر بھی فوقیت دیتے ہیں۔ انھوں نے مستقل طور پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیثوں کو جمع کرنے پر توجہ دی اور ان کو ایک علیحدہ کتاب میں مدوّن کر دیا جس کا نام ہے "مسند امیر المؤمنین علی بن ابی طالب"۔

اسی دور کے ایک اور بزرگ حافظ علامہ ابو یوسف یعقوب بن شیبہ سدوسی بصری نزیل بغداد المتوفی سنہ ۲۶۲ھ ہجری ہیں۔ جو شیخ الاسلام بقی بن مخلد، امام محمد بن جریر طبری اور امام نسائی سب سے عمر اور طبقے میں بڑے تھے انھوں

نے بھی حدیث میں ایک بہت مسند لکھی تھی جس کا تعارف حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان الفاظ میں کرایا ہے

صنف مسندا احسن	اس سے بہتر مسند تصنیف نہیں ہوئی لیکن
منه ولكنه ما اتمه	وہ اس کو مکمل نہ کر سکے

اور اپنی دوسری مشہور تصنیف "سیر اعلام النبلاء" میں اس "مسند" کا ذکر ان لفظوں میں کرتے ہیں

المسند الكبير العديم النظير	مسند کبیر عدیم النظیر معلل جس کی مسانید
المعلل الذی تم من مسانيده	میں سے صرف تیس جلدوں کے قریب
نحو من ثلاثين مجلدا	مکمل ہو سکیں۔
ولو كمل لجاء في مائة مجلدا	ورنہ اگر یہ کتاب پایۂ تکمیل کو پہنچ جاتی تو
(ج ۔ ۱۳ ص ۲۷۶)	سو جلدوں میں آتی۔

"معلل" کا مطلب یہ ہے کہ احادیث کی اسانید کے ساتھ ان کے علل پر بھی تفصیل سے کلام کیا جائے۔ محدثین نے تصریح کی ہے کہ کوئی معلل کتاب پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ اس کے ختم ہونے سے پہلے مصنف کی عمر ختم ہو جاتی ہے۔ یعقوب بن شیبہ بڑے پایہ کے محدث تھے۔ حافظ ذہبی نے لکھا ہے وکان من کبار علماء الحدیث۔ حق تعالیٰ نے ان کو دولت علم کے ساتھ دولت دنیوی سے بھی نوازا تھا۔ چنانچہ "مسند" کی تبییض پر دس ہزار اشرفیاں صرف کیں ان کی حویلی میں چالیس لحاف ان مبیضہ نویسوں کے لئے تیار رکھے رہتے تھے جو اس خدمت کو انجام دینے کے لئے رات ان کے یہاں ہی بسر کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس مسند کی "مسند ابی ہریرہ" کا حصہ جو مصر میں لوگوں کی نظر سے گزرا وہ دو سو جزء پر مشتمل تھا۔ اس کے علاوہ "مسند یعقوب" کے جو اجزاء مبیضہ ہو کر منظر عام پر آ گئے۔ وہ مسانید عشرہ

مبشرہ، مسند ابن مسعود، مسند عمار، مسند عباس اور بعض صحابی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مسانید ہیں۔ ان میں صرف علی کرم اللہ وجہہ کی مسند پانچ جلدوں پر مشتمل تھی[۱]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث نبوی کی روایت میں جن احتیاطوں کو مدنظر رکھتے تھے۔ امام ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں ان کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

۱۔ وكان اماما عالما متحريا في الاخذ بحيث انه يستحلف من يحدثه بالحديث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام تھے عالم تھے۔ اخذ حدیث (یعنی روایت قبول کرنے میں) احتیاط برتتے تھے چنانچہ جو شخص بھی آپکے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو پہلے اس سے قسم لیتے

البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اس اصول سے مستثنیٰ تھی کہ آپ ان کی روایت بغیر حلف لئے بھی قبول فرما لیتے تھے۔

۲۔ عن علي قال حدثوا الناس بما يعرفون ودعوا ما ينكرون أتحبون ان يكذب الله ورسوله

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، لوگوں کو وہ حدیثیں بیان کرو جو جانی پہچانی ہوں اور وہ نہ بیان کرو جن سے وہ بدکیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے۔

حضرت ممدوح کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے یہ ارشاد فرمایا ہے :-

فقد زجر الامام علي رضي الله عنه عن رواية المنكر وحث على التحديث بالمشهور وهذا اصل كبير في الكف

(اب دیکھئے) بلا شبہ امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکر (اوپری) روایات کے بیان کرنے سے سختی سے روک دیا اور مشہور روایت کے بیان کرنے کی ترغیب

---

[۱] ان ساری تفصیلات کے لئے "تذکرۃ الحفاظ" امام ذہبی میں ان کا ترجمہ ملاحظہ ہو۔

عن بث الاشياء الواهية والمنكرة من الاحاديث فی الفضائل والعقائد والرقائق ولا سبيل الى معرفة هذا من هذا الا معان فی معرفة الرجال۔

دلائل اور یہ فضائل ،عقائد و مواعظ کے بارے میں واہی اور منکر روایات کے بیان کرنے سے رک جانے کا بڑا کارگر اصول ہے اور منکر کی غیر منکر سے شناخت جب تک فن رجال میں گہری نظر نہ ہو نہیں ہو سکتی۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان چند صحابہ میں شامل ہیں جن کو عہد رسالت میں حدیث نبوی کی کتابت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے نقل کیا ہے:۔

عن علی قال ما كتبنا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم الا القرآن وما فی هذه الصحيفة۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ علیہ وسلم سے سوائے قرآن کریم کے اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے (جو تمہارے سامنے ہے) اور کچھ نہیں لکھا۔

اس صحیفہ کا ذکر حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ حدیثیں چند فقہی احکام سے متعلق تھیں۔ حافظ ذہبی نے "تذکرۃ الحفاظ" میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت ہیں اور میں نے ایک مستقل کتاب آپ کے لئے فضائل اور مناقب پر لکھی ہے جو ایک پوری جلد میں ہے اور اس کا نام ہے "فتح المطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب"۔

احادیث نبویہ کے مطالب و معانی کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:

اذا حدثتم عن رسول الله

جب تمہارے سامنے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم حدیثاً
فظنوا بہ الذی ھو اھناہ
الذی ھو اھداہ، والذی ھو
اتقی (مسند احمد بن حنبل
ج ۱۔ ص ۱۳۰)

صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان
کی جائے تو وہ معنی لو جو سب سے زیادہ
عمدہ، سب سے زیادہ قرین ہدایت
اور سب سے زیادہ تقوی کو
بتاتے ہوں۔

محدثین نے اختلافِ روایت کے تحت ترجیح کے بہت سے اصول بیان کئے ہیں، چنانچہ حافظ ابوبکر حازمی نے اپنی مشہور کتاب "الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار" میں پچاس کے قریب وجوہ ترجیحات ذکر کی ہیں۔ یہ کتاب مصر اور ہندوستان دونوں جگہ طبع ہو چکی ہے۔ اس میں پچاسواں ضابطہ یہ بتایا ہے کہ جب کسی ایسے مسئلے میں دو مختلف حدیثیں وارد ہوں کہ جن کا تعلق قضا سے ہو تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت کردہ حدیث کو ترجیح دی جائے گی۔

اہل سنت میں مذہب حنفی کو حضرت علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خصوصی نسبت ہے۔ یہ مذہب آپ کے انفاس قدسیہ کی خصوصی برکات کا حامل ہے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد ایک بار اپنے صغیر السن صاحبزادہ جناب ثابت علیہ الرحمہ کو جو امام صاحب کے والد ماجد ہیں لے کر خدمت مرتضوی میں حاضر ہوئے تو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کے اور اُن کی اولاد کے حق میں برکت کی خصوصی دعا فرمائی تھی۔ چنانچہ یہ اسی دعا کی برکت کا اثر ہے کہ فقہ حنفی کو چار دانگ عالم میں غلبہ نصیب ہوا اور آج بھی اسلامی دنیا کی غالب اکثریت اسی مذہب کی پیرو ہے۔ فقہ مرتضوی کا اصل ترجمان مذہب حنفی ہی ہے۔ دور کیوں جائیے۔ نماز کے مشہور مسائل

آہستہ سے آمین کہنا۔ رکوع میں جاتے ہوئے اور اس سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین نہ کرنا۔ زیرِ ناف ہاتھ باندھنا، گاؤں میں نمازِ جمعہ و عیدین کا نہ پڑھنا، تراویح کی بیس رکعت۔ ان تمام مسائل میں فقہ حنفی میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہی کے فتاویٰ پر عمل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمہ میں مغیرہ بن مقسم ضبی علیہ الرحمہ سے جو کوفہ کے مشہور فقہا و محدثین میں ہیں اور امام حنیفہؒ کے استاد بھی۔ مروی ہے کہ

لم یکن یصدق علی علیٍّ فی الحدیث الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرویات میں صرف وہی روایت درست سمجھی جاتی تھی جس کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کے تلامذہ ان سے نقل کرتے تھے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اسی مسندِ علمی کے صدر نشین ہیں جس کا سلسلہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصحاب سے عہد بعہد آپ تک منتہی ہوا۔ اسی لئے مذہب حنفی میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو علم منتقل ہوا وہ بالکل صحیح طریقہ پر منتقل ہوا، پھر مذہب حنفی میں جس کثرت سے اولیا ہوئے ہیں دوسرے مذاہب میں نہیں ہوئے۔ تمام اولیاء اللہ کے سلاسل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔

امام حافظ شمس الدین ذہبی نے جو علم تاریخ اور اسماء الرجال کے ایک عنصر خیال کئے جاتے ہیں۔ اپنی مشہور بے نظیر کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں تصریح کی ہے کہ

فافقہ اھل الکوفۃ علی

اہل کوفہ کے سب سے بڑے فقیہ علی اور

وابن مسعود، وافقہ
اصحابہما علقمہ، وافقہ
اصحابہ ابراھیم، وافقہ
اصحاب ابراھیم حماد
ابوحنیفہ، وافقہ اصحابہ
ابویوسف، وانتشر اصحاب
ابی یوسف فی الآفاق،
وافقہم محمد، وافقہ
اصحاب محمد ابوعبداللہ
الشافعی رحمہم اللہ تعالیٰ
(ج ۵ ص ۲۳۶)

اور ابن مسعود ہیں، اور ان دونوں کے اصحاب
میں سب سے بڑے فقیہ علقمہ ہیں اور علقمہ
کے اصحاب میں سب سے بڑے فقیہ ابراہیم
نخعی ہیں اور ابراہیم کے اصحاب سب سے
بڑے فقیہ حماد ہیں اور حماد کے اصحاب میں
سب سے بڑے فقیہ ابوحنیفہ ہیں اور
ابوحنیفہ کے اصحاب میں سب سے بڑے
فقیہ ابویوسف ہیں۔ پھر ابویوسف کے
اصحاب آفاق عالم میں پھیل گئے۔ اور ان
میں سب سے بڑے فقیہ محمد ہیں۔ اور
محمد کے اصحاب میں سب سے بڑے
ابوعبداللہ شافعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان سب
پر رحمتیں نازل ہوں۔

ہمارے محترم دوست سید جمیل احمد نقوی صاحب کی یہ بڑی سعادت
ہے کہ حق تعالیٰ نے اُن کو یہ توفیق بخشی کہ حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی
جتنی روایت کردہ احادیث، حدیث کی مشہور و متداول کتاب "مشکوٰۃ المصابیح"
میں موجود ہیں ان سب کو انھوں نے ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ یہ کام علماء کے کرنے کا تھا
سید صاحب عالم نہیں مگر توفیق حق ہے جس کو ارزانی ہو جائے۔ سچ ہے ؎

دادِ اُو را قابلیت شرط نیست
بلکہ شرط قابلیت دادِ اوست

دُعا ہے کہ حق تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرما کر اس پر اجر جزیل

عطا فرمائے۔ آمین۔

والحمد للہ اولاً و آخراً وصلی اللہ تعالیٰ
علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم

محمد عبدالرشید نعمانی

۱۰ ذی الحجہ ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُطبۂ کتاب

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ
ونستغفرہ ونعوذ باللہ من
شرور انفسنا ومن سیئات
اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل
لہ ومن یُضلل فلا ھادی لہ
واشھد ان لا الٰہ الا اللہ د
شھادۃ تکون للنجاۃ وسیلۃ
ولرفع الدرجات کفیلۃً
واشھد ان محمدا عبدہ
ورسولہ الذی بعثہ وکرٰیٰ
الایمان قد عفت اثارھا
وخبت انوارھا ووھنت ارکانھا
وجھل مکانھا فشید صلوات
اللہ علیہ وسلامہ من معالمھا
ما عفا وشفٰی من العلیل فی تاشید
کلمۃ التوحید من کان علیٰ

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ثابت ہیں
ہم اس کی حمد بیان کرتے اور اس سے مغفرت
چاہتے ہیں اپنی بداعمالیوں اور نفس کی
شرارتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔
جسے اللہ ہدایت دے اس کا کوئی گمراہ
کرنے والا نہیں۔ اور جسے گمراہ کر دے
تو اس کا کوئی ہادی نہیں۔ اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات
عبادت کے لائق نہیں ایسی گواہی جو
نجات کا وسیلہ اور بلندی مرتبہ کی ضامن
ہو۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں
جنکو اللہ نے اس حال میں بھیجا کہ ایمان کی
راہوں کے نشانات مٹ چکے تھے اور اسکی
روشنی بجھ چکی تھی، اسکے ستون کمزور پڑ گئے
تھے۔ اسکے موقف سے لوگ ناواقف ہوگئے تھے

واوضح سبیل الهداية لمن
اراد ان يسلكها واظهر كنوز
السعادة لمن قصد ان يملكها
واسأل الله التوفيق والاعانة
والهداية والصيانة وتيسير ما
اقصده وان ينفعني في الحيوة
وبعد الممات وجميع
المسلمين والمسلمات حسبي
الله ونعم الوكيل ولا حول
ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم

پس آپ نے (اللہ کی رحمت کاملہ اور
سلامتی آپ پر نازل ہو) ان مٹے ہوئے
نشانات کو بلند اور مضبوط کر دیا۔ اور کلمۂ
توحید کی تائید کر کے ان بیماروں کو شفا
دی جو ہلاکت کے غار کے دہانے پر
کھڑے تھے۔ اور ان کے لئے جو اس راہ
پر چلنا چاہیں راہ ہدایت کھول کر رکھدی
اور ان کے واسطے سعادت اور نیکبختی
کے خزانے ظاہر کر دیئے جو اس کے
مالک بننا چاہیں۔

اللہ تعالیٰ سے توفیق و اعانت چاہتا ہوں غلطی سے بچائے جائے اور ہدایت کی درخواست کرتا ہوں اپنے منزل مقصود پر پہنچے کی آسانیاں چاہتا ہوں اور اس کا خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ حالت حیات میں اور پس مرگ بھی مجھ کو اور تمام مومنین کو فائدہ پہنچائے اللہ ہی میرے واسطے کافی ہے اور وہی بہتر کارساز ہے گناہ سے بچنے اور عبادت کی طاقت اللہ ہی کی اعانت سے حاصل ہوتی ہے جو زبردست ہے حکمت والا ہے۔

ایمان

تقدیر پر ایمان رکھنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى الْاٰيَة مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کا ٹھکانا نہ لکھا گیا ہو۔ یعنی یا تو اس کا ٹھکانا آگ میں ہوگا۔ یا جنت میں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ تو پھر ہم اپنے نوشتۂ تقدیر ہی پر بھروسہ نہ کرلیں اور اعمال کو چھوڑ دیں۔ آپ نے فرمایا عمل کرو۔ اس لئے کہ جو شخص نیک بخت ہے۔ اس کے لئے نیک بختی کے کام آسان کر دیئے جاتے ہیں اور جو بدبخت ہے۔ اس کے لئے بدبختی کے کام سہل کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الآیۃ یعنی جس شخص نے بخشش کی، پرہیزگاری اختیار کی اور عمل خیر کو اچھا سمجھا (بخاری، مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَشْهَدُ

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ان

اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ ۔ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ اِبْنُ مَاجَۃَ

چاروں باتوں کا یقین نہ رکھے (۱) اس امر کی شہادت دینا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں خدا کا رسول ہوں۔ مجھ کو خدا نے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۲) موت کو حق جانے (۳) مرنے کے بعد جی اُٹھنے (دوبارہ زندہ ہونے) کو سچ ماننے (۴) اور تقدیر پر ایمان رکھے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَاَلَتْ خَدِیْجَۃُ رضی اللہ عنہا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ وَلَدَیْنِ مَاتَا لَہَا فِی الْجَاہِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہُمَا فِی النَّارِ قَالَ فَلَمَّا رَاٰی الْکَرَاہِیَۃَ فِیْ وَجْہِہَا قَالَ لَوْ رَاَیْتِ مَکَانَہُمَا لَاَبْغَضْتِہِمَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَلَدِیْ مِنْکَ قَالَ فِی الْجَنَّۃِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَوْلَادَہُمْ فِی الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ وَاَوْلَادَہُمْ فِی النَّارِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جناب خدیجہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اُن دو بچوں کے متعلق پوچھا۔ جو ایّام جاہلیت میں (اسلام سے پہلے مر گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونوں دوزخ میں ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت نے دیکھا کہ یہ سُن کر جناب خدیجہؓ کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا ہے۔ اور وہ رنجیدہ سی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اگر تم اُن کے ٹھکانے اور اُن کے حال دیکھو۔ تو تم کو اُن سے نفرت ہو جائے۔ یہ سُن کر جناب خدیجہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الآيَة (رواه احمد) میری وہ اولاد جو آپ سے ہوئی ہے یعنی قاسم اور عبداللہ، آپ نے فرمایا وہ جنت میں ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مومنین اور اُن کی اولاد جنت میں ہیں اور مشرکین اور اُن کی اولاد دوزخ میں ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی اطاعت کی ہم ان کو انھیں کے ساتھ رکھیں گے۔ (احمد)

العلم

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ (رواه رزين. مشكوٰة. كتاب العلم) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دین کی سمجھ پانے والا ایسا شخص کیا خوب ہے کہ اگر اس کی ضرورت محسوس کی جائے تو نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پروائی برتی جائے تو خود بھی بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (رزین۔ مشکوٰۃ۔ کتاب العلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائیگا۔ اور نہیں باقی رہیگا

وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مَّنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ

قرآن میں سے مگر اس کے نقوش ان کی مسجدیں بظاہر میں آباد ہوں گی۔ لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی۔ ہدایت سے ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ انھیں سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور انھیں میں لوٹ آئیگا۔ (بیہقی شعب الایمان)

طہارت وپاکیزگی

موجبات وضو

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً فَكُنْتُ اَسْتَحْيِيْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَكَانِ ابْنَتِهٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهٗ وَيَتَوَضَّاُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ فرماتے کہ مجھ مذی زیادہ آتی تھی اور میں اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی میرے نکاح میں تھیں آپ سے اس کا حکم دریافت کرتے ہوئے شرماتا تھا۔ پس میں نے مقدادؓ سے دریافت کرنے کو کہا مقدادؓ نے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا (مذی کے خارج ہونے پر صرف پیشاب گاہ کو دھو ڈالے اور وضو کرے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی

قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَذِیِّ فَقَالَ مِنَ الْمَذِیِّ الْوُضُوْءُ وَمِنَ الْمَنِیِّ الْغُسْلُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ

کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے۔ اور منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِکَاءُ السَّہِ الْعَیْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْیَتَوَضَّأْ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّۃِ رَحِمَہُ اللّٰہُ ھٰذَا فِیْ غَیْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰی تَخْفِقَ رُؤُسُھُمْ ثُمَّ یُصَلُّوْنَ وَلَا یَتَوَضَّؤُنَ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ اِلَّا اَنَّہٗ ذَکَرَ فِیْہِ یَنَامُوْنَ بَدَلَ یَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰی تَخْفِقَ رُؤُسُھُمْ

حضرت علیؓ کا بیان ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سرین کا بند آنکھیں ہیں۔ پس جو شخص کہ سو جائے اس کو چاہیئے کہ وضو کرے (ابوداؤد)

امام محی السنۃ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس شخص کے لئے جو بیٹھا نہ ہو لیٹ کر سویا ہو۔ چنانچہ انس سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین عشاء کی نماز کا بیٹھے ہوئے انتظار کیا کرتے تھے یہاں تک نیند کے سبب اُن کے سر جھک جھک جاتے تھے۔ اسی حالت میں وہ اُٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور وضو نہ کرتے تھے (ترمذی)

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز کی کنجی وضو ہے اور نماز کی تحریم تکبیر ہے (یعنی اللہ اکبر کہکر نماز شروع کر دینے سے تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں) اور نماز کی تحلیل سلام کہنا ہے (یعنی نماز کو سلام کہہ کر ختم کر دینے سے تمام باتیں حلال ہوجاتی ہیں) داری ترمذی۔

وَعَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ نَحْنُ جُلُوْسٌ نَنْظُرُ اِلٰى عَلِيٍّ حِيْنَ تَوَضَّاَ فَاَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى فَمَلَاَ فَمَهٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِيَدِهِ الْيُسْرٰى فَعَلَ هٰذَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهٰذَا طُهُوْرُهٗ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

حضرت عبد خیرؓ کا بیان ہے کہ ہم بیٹھے ہوئے علیؓ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جبکہ وہ وضو کر رہے تھے۔ پس آپ نے سیدھے ہاتھ سے برتن میں سے پانی لیا اور منہ میں بھر کر کلی کی اور ناک میں پانی دیا اور الٹے ہاتھ سے ناک کو جھاڑا تین مرتبہ اسی طرح کیا۔ پھر کہا جس کو پسند ہے یہ بات کہ دیکھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضوء کو پس دیکھے کہ اس طرح تھا وضو آپ کا۔

(دارمی)

بیت الخلاء کے آداب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِيْ اٰدَمَ اِذَا اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِيٍّ.

حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت تم میں سے کوئی پاخانہ میں داخل ہو۔ تو جنوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان کا پردہ یہ ہے کہ کہے بسم اللہ (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ غریب ہے، اس کی اسناد قوی نہیں ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَيَاْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهٗ اَوْ يَحْجُزُهٗ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے باہر تشریف لاتے۔ پس پڑھاتے ہم کو قرآن اور کھاتے ہمارے ساتھ گوشت اور نہیں روکتی تھی ان کو ں سے کوئی چیز اور نہ قرآن پڑھنے کو، مگر ناپاکی یعنی صرف ناپاکی کی حالت میں آپ ایسا کوئی کام نہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد و نسائی) اور ابن ماجہ نے اس طرح روایت کی۔

غسل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِيْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِيْ فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِيْ ثَلٰثًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يُكَرِّرَا فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَاسِيْ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے بال برابر بھی جگہ غسل جنابت میں چھوڑ دی اور اس کو نہ دھویا تو اس کی وجہ سے کیا جائے گا اس کو دوزخ میں عذاب ایسا اور ایسا۔ علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سن کر اس وقت سے دشمنی کی میں نے اپنے سر کے ساتھ تین بار آپ نے یہ جملے ادا کئے (یعنی اس وعید کے بعد اپنے سر کے بال منڈا لئے)۔ ابوداؤد۔ دارمی۔ احمد۔ مگر دارمی نے علیؓ کے الفاظ کو مکرر نہیں بیان کیا ہے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَاَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاَكَ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

حضرت علیؓ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ناپاکی کو دور کرنے کے لئے غسل کیا اور پھر صبح کی نماز پڑھی اس کے بعد معلوم ہوا کہ ناخن برابر جگہ غسل میں خشک رہ گئی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اس پر مسح کر لیتا تو کافی ہوتا۔ (ابن ماجہ)

موزوں پر مسح

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيْمِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

شریح بن ہانی نے کہا میں نے علی بن ابی طالب سے موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھا۔ پس کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہ مقرر کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کی، مسافر کے لئے تین دن اور تین رات اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات۔ (مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَلِلدَّارِمِيِّ مَعْنَاهُ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر دین رائے پر ہوتا تو موزوں کے نیچے مسح کرنا بہتر ہوتا اوپر مسح کرنے سے اور بلاشبہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ موزے کے اوپر مسح کرتے تھے۔ (ابوداؤد۔ دارمی)

نماز

جلدی نماز پڑھنا

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَلِيُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ إِذَا أَتَتْ وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًا۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

نے مجھ سے فرمایا۔ علی تین کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے۔ ایک تو نماز ادا کرنے میں جب وقت ہو جائے دوسرے جنازہ میں جب وہ تیار ہو جائے اور تیسرے غیر منکوحہ عورت کے نکاح میں جب اس کا کفو (عورت کے مطابق مرد) پایا جائے۔ (ترمذی)

نماز کے فضائل

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا کہ انہوں نے ہم کو درمیانی نماز سے روک دیا ہے خداوند تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے گا۔ (بخاری و مسلم)

رات کی نماز

أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

علیؓ بن ابی طالبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهٗ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةً فَقَالَ أَلَا
تُصَلِّيَانِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ
يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِيْنَ قُلْنَا
ذٰلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ
سَمِعْتُهٗ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهٗ
وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ
جَدَلًا (بخاری)

ایک شب ان کے پاس آئے اور فاطمہ
بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
تو فرمایا کہ تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے
ہو۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہماری جانیں
خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا
چاہے گا تو ہم اٹھیں گے۔ جب ہم لوگوں
نے یہ کہا، تو آپ لوٹ گئے اور ہم لوگوں
کی طرف کچھ بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں
نے سنا کہ آپ پیٹھ پھیر رہے تھے، اپنے
ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔ انسان تمام چیز سے زیادہ جھگڑالو ہے۔ (بخاری)

ثنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ
وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ
كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ
فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّ
مَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ
وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے اور ایک
روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب آپ نماز
شروع فرماتے تو اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ
پڑھتے۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ

اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ
وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ
جَمِیْعًا اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ
وَاهْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ
لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ
سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا
اَنْتَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ
فِیْ یَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ اَنَا
بِكَ وَاِلَیْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ وَاِذَا
رَكَعَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ
اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ
لَكَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَمُخِّیْ وَعَظْمِیْ
وَعَصَبِیْ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَالَ
اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا
وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ وَ
اِذَا سَجَدَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ

اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ
اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا
عَبْدُكَ وَظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّهٗ
لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِیْ
لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا یَهْدِیْ لِاَحْسَنِهَا
اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَهَا لَا یَصْرِفُ
عَنِّیْ سَیِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ
وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ فِیْ یَدَیْكَ وَالشَّرُّ لَیْسَ
اِلَیْكَ اَنَا بِكَ وَاِلَیْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَیْتَ
اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ یعنی متوجہ
ہوا میں اس ذات کی طرف جس نے پیدا
کیا ہے آسمانوں اور زمین کو متوجہ ہونے
والا طرف کی اور بیزار ہونے والا باطل سے
اور نہیں ہوں ان لوگوں میں سے جو شرک
کرتے ہیں۔ میری نماز، میری عبادت میری
زندگی میری موت سب خدا کے لئے ہے جو
دونوں جہان کا پروردگار ہے کوئی اس کا
شریک نہیں اور اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے
اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ اے اللہ تو

وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ
وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ
وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ثُمَّ يَكُوْنُ
مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ
وَالتَّسْلِيْمِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ
وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا
اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ
اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ
اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لِلشَّافِعِيِّ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَ
الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ
وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَاَ
اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ۔ (مسلم)

بادشاہ ہے۔ نہیں ہے تیرے سوا کوئی
معبود۔ تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا
بندہ ہوں۔ میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا،
ہے اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں
تو میرے لئے گناہوں کو بخش دے سارے
گناہوں کو اس لئے کہ تیرے سوا گناہوں کو
بخشنے والا کوئی نہیں اور بہترین اخلاق
کی طرف میری رہنمائی کر کیونکہ اس جانب
تو ہی میری رہنمائی کر سکتا ہے اور بدترین اخلاق
سے مجھ کو بچا اور تو ہی مجھ کو بدترین اخلاق
سے بچا سکتا ہے۔ حاضر ہوں میں تیری خدمت
میں اور آمادہ تیرا حکم بجا لانے پر تمام نیکیاں
اور بھلائیاں تیرے ہی ہاتھ میں ہیں اور
برائی تیری جانب منسوب نہیں کی جاتی۔ میں تجھ
پر بھروسہ رکھتا ہوں اور تیری ہی قوت
سے قائم ہوں تو با برکت ہے اور بلند و برتر ہے۔ مغفرت چاہتا ہوں تجھ سے
اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف۔ اور جب رکوع میں جاتے تو یہ پڑھتے اَللّٰهُمَّ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ
مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ۔ یعنی اے اللہ رب ہمارے تیرے لئے حمد ہے۔ آسمانوں اور
زمین کے مطابق اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اور کے برابر وہ جس چیز کے

برابر جو بعد کو تو پیدا کرے اور جب سجدہ کرتے تو یہ پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنی اے اللہ تیرے ہی لیے سجدہ کیا میں نے تجھ پر ایمان لایا میں اور تیری ہی خوشنودی کے لئے اسلام قبول کیا۔ میں نے سجدہ کیا میرے مُنہ نے اس ذات کو جس نے پیدا کیا اس کو صورت دی اور کھولا آنکھوں اور کانوں کو بہت با برکت ہے اللہ اور بہترین خالق ہے اور پھر التحیات اور سلام کے درمیان یہ کہتے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ یعنی اے اللہ بخش دے میرے ان گناہوں کو جو پہلے کئے ہیں میں نے اور پیچھے کئے ہیں میں نے اور جو پوشیدہ کئے ہیں میں نے اور جو علانیہ ظاہر کئے ہیں میں نے اور بخش دے اس گناہ کو جو زیادتی کی میں نے اعمال وغیرہ میں اور اس گناہ کو جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو ہی آگے بڑھانے والا ہے۔ اپنے بندوں کو عزت میں اور تو ہی پیچھے ڈالنے والا ہے عزت و مرتبہ میں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اور امام شافعیؒ کی روایت میں اس دعا میں جو تکبیر تحریمہ کے بعد آپ نے پڑھی وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ کے بعد یہ الفاظ ہیں۔ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَاءَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ یعنی اور برائی تیری طرف منسوب نہیں ہے اور ہدایت یافتہ وہی شخص ہے جس کو تو نے ہدایت دی میں قائم ہوں تیری قوت کے ذریعہ اور تیری ہی طرف میں متوجہ ہوں نہیں ہے نجات اور بے پروائی تیری ذات سے اور تجھ سے

اور نہیں ہے پناہ مگر تیری طرف تو ہی بابرکت ہے۔ (مسلم)

فضیلتِ دُرود شریف

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے (ترمذی احمد) ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

سجدہ کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ اِنِّيْ اُحِبُّ لَكَ مَا اُحِبُّ لِنَفْسِيْ وَاَكْرَهُ لَكَ مَا اَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علیؓ میں پسند کرتا ہوں تیرے لئے وہ چیز کہ پسند کرتا ہوں اپنے لئے اور برا سمجھتا ہوں تیرے لئے اس چیز کو جس کو برا خیال کرتا ہوں اپنے لئے ہیں تو دو سجدوں کے درمیان اقعاء[1] نہ کر۔ (ترمذی)

---

[1] اقعاء کتے کی طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی دونوں سرینوں کو زمین پر رکھنا اور رانوں پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔۔ ہاتھوں کو زمین پر پھیلا دینا۔ اور بعض لوگ ایڑیوں پر بیٹھنے کو بھی اقعاء کہتے ہیں۔ مترجم

دعا بعد از نماز

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَعْوَادِ هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ مَنْ قَرَءَ اٰيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَاَهَا حِيْنَ يَاْخُذُ مَضْجَعَهٗ اٰمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهٗ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکڑی کے اس منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روکتی اور جو شخص آیۃ الکرسی کو سوتے وقت پڑھے خداوند تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے اور جتنے مکانات اس کے مکان کے گرد ہوں سب کو امن میں رکھتا ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور اس کو ضعیف کہا ہے۔

امامت (امام کی اقتدا)

عَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ وَالْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علیؓ اور معاذؓ بن جبل کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں کوئی نماز کو آوے اور امام ایک حال پر ہو تو جو امام کرے وہی اس کو کرنا چاہیے۔ (ترمذی)

یہ حدیث غریب ہے۔

سُنّت نمازیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے جن کے درمیان ملائکہ مقربین اور مومنین و مسلمین میں سے جو لوگ آپ کے تابع ہیں ان پر آپ سلام بھیجتے تھے (یعنی التحیات پڑھتے تھے (ترمذی)

وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھیں۔ (ابوداؤد)

وتر

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ فَأَوْتِرُوْا يَا أَهْلَ الْقُرْاٰنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالے وتر ہے۔ دوست رکھتا ہے وتر کو پس اے اہل قرآن وتر پڑھو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ اٰخِرِ وِتْرِهٖ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھتے تھے: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ

مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ
عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا
اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ
عَلٰى نَفْسِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ
التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ
مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا
اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ یعنی اے اللہ میں پناہ
مانگتا ہوں تیری رضا اور خوشنودی کے ذریعہ
تیرے غصے سے اور تیری عافیت کے ذریعہ
تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری ذات خاص کے ذریعہ تیری صفت غضب
سے، تیری تعریف کا شمار نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی کہ تو نے اپنی تعریف کی۔

(ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلٰثٍ
يَقْرَاُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ
الْمُفَصَّلِ يَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ
بِثَلٰثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَ اللّٰهُ
اَحَدٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر
پڑھتے تھے۔ جن میں نو سورتیں مفصل
کی پڑھتے تھے۔ یعنی ہر رکعت میں تین تین
سورتیں اور آخری سورۃ قل ہو اللہ
احد ہوتی تھی۔ (ترمذی)

رمضان کی عبادت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَتْ
لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا
لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب شعبان کی پندرہویں
رات آئے تو تم رات کو قیام کرو۔ یعنی
نوافل پڑھو اور دن کو روزہ رکھو اسلئے کہ

اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں پھر یاد کرتے ہیں اللہ کو اور بخشش چاہتے ہیں اپنے گناہوں کی (ترمذی۔ ابن ماجہ) لیکن ابن ماجہ نے روایت نہیں بیان کی

عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُوْنَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيْفٌ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت ومغفرت دعا کرتے ہیں شام تک اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت اس کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح تک اور بہشت میں اس کے لئے باغ مقرر کر دیا جاتا ہے (ابوداؤد)

مَيِّتْ اور جَنَازَہ

میّت کو کفن دینا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالُوْا فِي الْكَفَنِ فَإِنَّهُ يُسْلَبُ سَلْبًا سَرِيْعًا۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ زیادہ قیمتی کپڑا کفن میں نہ لگاؤ اس لیے کہ وہ جلد چھین لیا جاتا ہے۔ یعنی جلد خراب خستہ ہو جاتا ہے (ابوداؤد)

جنازے کے ساتھ جانا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ رَأَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ مَالِكٍ وَأَبِيْ دَاوُدَ قَامَ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ دیکھا ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے ہیں پس ہم بھی کھڑے ہوگئے پھر آپ بیٹھے تو ہم بھی بیٹھ گئے (یعنی جنازہ کو دیکھ کر (مسلم) اور مالک اور ابوداؤد کی روایت یہ الفاظ ہیں، کہ کھڑے ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازہ کو دیکھ کر اور پھر بیٹھ گئے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِالْقِيَامِ فِي الْجَنَازَةِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَأَمَرَنَا بِالْجُلُوْسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرو لیکن پھر آپ بیٹھے رہتے تھے (اور کھڑے نہ ہوتے تھے) اور ہمکو بھی بیٹھنے کا حکم دیا تھا (احمد)

میت پر رونا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ إِذَا أَدْخَلَ أَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ أَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ أَدْخِلْ أَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کچا بچہ جھگڑا کرے گا اپنے پروردگار سے جب کہ خدا اس کے ماں باپ کو دوزخ میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا۔ پس کہا جائے گا

فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ)

اس سے اسے جھگڑا کرنے والے کچے بچے ے جا تو اپنے ماں باپ کو جنت میں لیس کھینچے گا وہ بچہ اپنے ماں اور باپ کو آنول نال سے اور لے جائے گا ان کو جنت میں۔ (ابن ماجہ)

زَکٰوۃ وَصَدقہ

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ الْعَبَّاسَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ تَعْجِيْلِ صَدَقَتِهٖ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ عباسؓ نے رسول خدا سے جلد زکٰوۃ ادا کرنے کی بابت سوال کیا یعنی سال گذر سے پہلے زکٰوۃ ادا کر دینے کی بابت پوچھا آپ نے اسکی اجازت دیدی (ابوداؤد۔ ترمذی، ابن ماجہ)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِي الْخَضْرَاوَاتِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَرَايَا صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْ اَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِي الْجَبْهَةِ صَدَقَةٌ قَالَ الصَّقْرُ اَلْجَبْهَةُ اَلْخَيْلُ وَالْبِغَالُ وَالْعَبِيْدُ۔ (رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترکاریوں میں زکٰوۃ واجب نہیں ہے اور نہ ان درختوں میں جو کسی کو مستعار دیدیئے جائیں اور زکٰوۃ پچیس من سے کم مقدار پر نہیں ہے اور نہ کام کے جانوروں میں زکٰوۃ ہے اور نہ جبہہ میں زکٰوۃ ہے۔ صقر راوی کا بیان ہے کہ جبہہ سے مراد گھوڑا، خچر اور غلام ہیں۔ (دآر قطنی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ
عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَهَاتُوْا
صَدَقَةَ الرِّقَّةِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ
دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِيْ تِسْعِيْنَ وَمِائَةٍ
شَيْءٌ فَاِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيْهَا
خَمْسَةُ دَرَاهِمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ
عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ
زُهَيْرٌ اَحْسِبُهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ هَاتُوْا رُبْعَ
الْعُشْرِ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا
دِرْهَمٌ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ شَيْءٌ حَتّٰى
تَتِمَّ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَاِذَا كَانَتْ
مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَفِيْهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ
فَمَا زَادَ فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ وَفِيْ
الْغَنَمِ فِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ
اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِنْ زَادَتْ
وَاحِدَةٌ فَشَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِنْ
زَادَتْ فَثَلٰثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلٰثِمِائَةٍ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معاف کی میں نے
(ان) گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ (جو
تجارت کے لئے نہ ہوں) اور ادا کرو تم
زکوٰۃ چاندی کی چالیس درہم پر ایک درہم
(اگر وہ دو سو درہم سے زیادہ ہوں) اور
ایک سو نوے درہموں میں زکوٰۃ نہیں ہے
اور جب پورے دو سو درہم ہو جائیں تو
ان میں پانچ درہم واجب ہیں (ترمذی .
ابو داؤد) اور ابو داؤد کی ایک روایت
میں جو زہیر سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں کہ
کہا زہیر نے گمان کرتا ہوں میں حارث
اعور سے کہ کہا انھوں نے یہ کہ بیان کیا
حضرت علیؓ نے یہ کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ ادا کرو تم چالیسواں حصہ
ہر چالیس درہم میں سے اور اس وقت
تک تم پر کچھ واجب نہیں ہے جب تک
پورے دو سو درہم نہ ہو جائیں پس جب
پورے دو سو درہم ہو جائیں تو ان میں
پانچ درہم واجب ہیں اور جس قدر دو سو

فَإِذَا زَادَتْ عَلٰى ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ إِلَّا تِسْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ فِيْهَا شَيْءٌ وَّفِي الْبَقَرِ فِيْ كُلِّ ثَلٰثِيْنَ تَبِيْعٌ وَّفِي الْأَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةٌ وَّلَيْسَ عَلَى الْعَوَامِلِ شَيْءٌ۔

درہم سے زیادہ ہوں ان پر اسی حساب سے زکوٰۃ واجب ہے اور بکریوں میں ہر چالیس بکریوں پر ایک بکری واجب ہے ایک سو بیس تک اور جب اس تعداد پر ایک بھی زیادہ ہو جائے تو دو بکریاں واجب ہیں دو سو تک اور دو سو سے زیادہ ہو جائیں تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہیں اور تین سے زیادہ ہو جائیں تو ہر سینکڑے پر ایک بکری واجب ہے اور اگر انتالیس بکریاں ہوں تو ان میں کچھ واجب نہیں، اور گایوں میں ہر تیس گایوں پر برس روز کا بچھڑا اور چالیس میں ایک گائے دو برس کی اور کام کے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

صدقہ کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا رَوَاهُ رَزِيْنٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جلدی کرو صدقہ اور خیرات دینے میں (یعنی مرنے سے پہلے پہلے صدقہ وخیرات کرو) کہ صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے۔ (رزین)

فضائلِ قرآن

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَظْهَرَهٗ فَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهٗ فِيْ عَشَرَةٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُمْ قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّاوِيْ لَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کیا پھر اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے ان دس شخصوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کی جائیگی جو قطعی دوزخی ہوں گے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔ حفص بن سلیمان ضعیف راوی ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوْسٌ وَعَرُوْسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر چیز کی زینت ہے اور قرآن کی زینت سورۂ رحمٰن ہے (بیہقی)

وَعَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ

حارث اعورؓ کہتے ہیں کہ میں (کوفہ کی ایک) مسجد میں گیا تو دیکھا لوگ بیکار باتوں میں مشغول تھے اس کے بعد میں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور ان سے یہ واقعہ کہا حضرت علیؓ نے کہا کیا انھوں نے ایسا کیا یعنی ذکر الہٰی

قَالَ اَمَا اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا
اِنَّھَا سَتَکُوْنُ فِتْنَۃٌ قُلْتُ
مَا الْمَخْرَجُ مِنْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
قَالَ کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ نَبَأُ مَا
قَبْلَکُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَکُمْ
وَحُکْمُ مَا بَیْنَکُمْ ھُوَ الْفَصْلُ
لَیْسَ بِالْھَزْلِ مَنْ تَرَکَہٗ مِنْ
جَبَّارٍ قَصَمَہُ اللّٰہُ وَھُوَ حَبْلُ
اللّٰہِ وَمَنِ ابْتَغَی الْھُدٰی فِیْ
غَیْرِہٖ اَضَلَّہُ اللّٰہُ وَھُوَ حَبْلُ
الْمَتِیْنُ وَھُوَ ذِکْرُ الْحَکِیْمُ
وَھُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِیْمُ
ھُوَ الَّذِیْ لَا تَزِیْغُ بِہِ الْاَھْوَاءُ
وَلَا تَلْتَبِسُ بِہِ الْاَلْسِنَۃُ
وَلَا یَشْبَعُ مِنْہُ الْعُلَمَاءُ وَلَا
یَخْلَقُ مِنْ کَثْرَۃِ الرَّدِّ
وَلَا یَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ ھُوَ الَّذِیْ
لَمْ تَنْتَہِ الْجِنُّ اِذَا سَمِعَتْہُ
حَتّٰی قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا

اور تلاوت قرآن کو چھوڑ کر دنیا کی باتوں
میں مشغول رہے۔ میں نے عرض کیا ہاں علیؓ
نے کہا خبردار میں نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یہ فرماتے سنا ہے کہ خبردار فتنہ واقع
ہوگا میں نے عرض کیا رسول اللہ اس سے
کیونکر نجات ہوگی آپ نے فرمایا کتاب اللہ
پر عمل کرنے سے جس میں تم سے پہلے لوگوں
کے واقعات ہیں اور تمہارے بعد کی خبریں
یعنی قیامت وغیرہ کا حال ہے اور تمہارے
درمیان حرام و حلال یا طاعت و گناہ وغیرہ
کا ہے اور حق و باطل کے اندر قول فیصل
ہے بیہودہ چیز نہیں۔ جس متکبر نے چھوڑا
قرآن کو ہلاک کرے گا اس کو اللہ اور جس نے
قرآن کے سوا کسی دوسری چیز میں ہدایت کو
طلب کیا گمراہ کرے گا اس کو اللہ اور
قرآن خدا کی مضبوط و سیدھی رسی ہے اور
قرآن باحکمت ذکر اور بیان ہے اور قرآن
ایسا سیدھا راستہ ہے جس میں کجی نہیں اور
اس کے اتباع سے خواہشات میں کجی واقع
نہیں ہوتی اور قرآن کی زبان سے دوسری

تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَلَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِیَهٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ۔ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ۔

اللہ تعالیٰ اس رات میں آفتاب غروب ہونے کے بعد ہی آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے کوئی مغفرت چاہنے والا ہے۔ تاکہ میں اس کو بخش دوں۔ کوئی رزق مانگنے والا ہے میں اس کو رزق دوں، کوئی گرفتار بلا ہے اس کو عافیت دوں۔ اور ایسا ایسا فرماتا رہتا ہے یہاں تک صبح روشن ہو جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

نمازِ نفل

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَصَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ یُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَتَطَهَّرُ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثُمَّ یَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ یَذْکُرِ الْاٰیَةَ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر نے سچ کہا انھوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ نہیں ہے کوئی جو گناہ کرے۔ پھر کھڑا ہو کر وضو کرے اور نماز پڑھے اور اس کے بعد خدا سے مغفرت چاہے تو خدا اُس کو بخش دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَکَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ یعنی وہ لوگ جو بے حیائی کے گناہ کر کے جب

عَجَبًا يَّهْدِيْ إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ أُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا إِلَيْهِ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ إِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ وَفِي الْحَارِثِ مَقَالٌ۔

زبانیں جیسی چلتیں اس کی فصاحت کو کوئی کلام نہیں پہنچتا اور علما کی طبیعت اس کے پڑھنے سے سیر نہیں ہوتی اور قرآن حلاوت سے پرانا نہیں ہوتا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوتے اور قرآن مجید ایسا کلام ہے کہ جب اس کو جنوں نے سنا تو ایک لمحہ کا توقف کئے بغیر کہا کہ ہم نے قرآن عجیب سنا جو راہ ہدایت دکھاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور جس شخص نے قرآن کے موافق کہا سچ کہا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کو ثواب دیا جائے گا اور جس کے موافق فیصلہ کیا انصاف کیا اور جس نے قرآن کی طرف لوگوں کو بلایا اس کو سیدھی راہ دکھائی گئی۔ (ترمذی۔ دارمی) ترمذی نے کہا اس حدیث کا اسناد مجہول ہے اور حارث میں کلام ہے۔

استغفار وتوبہ

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ (رَوَاهُ أَحْمَدُ)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ اپنے مومن بندہ کو بہت دوست رکھتا ہے جو بہت سے گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے (احمد)

دُعائیں

صبح و شام اور سونے کے وقت کی دعائیں

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ فَاطِمَةَ اَتَتِ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْكُوْا
اِلَيْهِ مَا تَلْقٰى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحٰى
وَبَلَغَهَا اَنَّهُ جَاءَهُ رَقِيْقٌ فَلَمْ
تُصَادِفْهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ
فَلَمَّا جَاءَ اَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ قَالَ
فَجَاءَنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا
فَذَهَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا
فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهَا حَتّٰى
وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمِهِ عَلٰى بَطْنِيْ
فَقَالَ اَلَا اَدُلُّكُمَا عَلٰى خَيْرٍ مِّمَّا
سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا
فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَاحْمَدَا
ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَكَبِّرَا اَرْبَعًا
وَّثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمَا مِنْ
خَادِمٍ. مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں حضرت فاطمہؓ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چکی
پیسنے کی محنت اور ہاتھوں کی تکلیف
کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں
کیونکہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غلام آئے ہیں
آپ گھر میں نہ ملے تو حضرت فاطمہؓ نے
اپنی شکایت کا ذکر حضرت عائشہؓ سے
کر دیا پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے آپ
سے حضرت فاطمہؓ کا واقعہ بیان کر دیا
حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اس
وقت جب ہم بستروں پر لیٹ چکے تھے
پس ارادہ کیا ہم نے اٹھنے کا آپ نے
فرمایا اپنی اپنی جگہ لیٹے رہو پھر آپ میرے

اور فاطمہؓ کے درمیان بیٹھ گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے قدم مبارک کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی پھر آپ نے فرمایا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتلادوں جو اس چیز سے بہتر ہے جو تم نے طلب کی ہے (یعنی غلام) اور وہ یہ ہے کہ جب تم بچھونوں پر جاؤ تو تینتیس مرتبہ سُبْحَانَ اللہ کہو اور تینتیس مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر کہو پس یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ مَضْجَعِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ وَکَلِمَاتِکَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَکْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُکَ وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُکَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ (رواہ ابوداؤد)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے اللھم اعوذ بوجھک الکریم وکلماتک التامات من شر ما انت اخذ بناصیتہ اللھم انت تکشف المغرم والماثم اللھم لا یھزم جندک ولا یخلف وعدک ولا ینفع ذالجد منک الجد سبحانک وبحمدک یعنی اے اللہ میں تیری بزرگ و برتر ذات اور تیرے کامل کلمات کے ذریعہ اس چیز کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی پیشانی کے بال تو پکڑے ہوئے ہے یعنی جو چیز تیرے قبضہ واختیار میں ہے اے اللہ تو ہی دور کرتا ہے قرض کو اور گناہ کو اے اللہ نہیں شکست پاتا تیرا لشکر اور نہیں خلاف ہوتا تیرا وعدہ اور نہیں نفع دیتی دولت مند کو اس کی دولت تیرے عذاب سے بچانے میں پاک ہے تو میں تیری پاکی تیری تعریف کے ساتھ بیان کرتا ہوں (ابوداؤد)

مختلف اوقات کی دعائیں

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ جَاءَهُ مُكَاتَبٌ فَقَالَ اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلْ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنا زر کتابت ادا کرنے سے قاصر ہوں آپ میری مدد فرمایئے انھوں نے کہا کیا میں تجھ کو وہ کلمات سکھا دوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سکھائے تھے اگر تجھ پر بڑے پہاڑ کے مانند بھی قرض ہوگا تو خدا اس کو ادا کر دے گا تو اُن کلمات کو پڑھا کر اللّٰھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك یعنی اے اللہ کفایت کر میرے لئے اپنے حلال کو حرام سے اور بے پرواہ بنادے مجھ کو اپنے فضل سے اپنے سوا سے (ترمذی۔ بیہقی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى رَوَاهُ اَحْمَدُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورہ سبح اسم ربك الاعلٰی کو بہت محبوب رکھتے تھے (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا وَاللّٰهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقِيْلَ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي ذُنُوْبِي يَقُوْلُ اللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاؤُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ان کی سواری کے لئے جانور لایا گیا انھوں نے جب رکاب میں پاؤں رکھا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ اور جب پشت پر سوار ہوئے تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور اس کے بعد کہا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پھر تین بار الحمد للہ کہا اور تین بار اللہ اکبر اور پھر کہا سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت (یعنی پاک ہے تو اے اللہ میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر پس بخش دے تو مجھ کو اس لئے کہ گناہوں کو تو ہی بخشتا ہے اس کے بعد وہ ہنسے پوچھا گیا امیر المومنین آپ کیوں ہنسے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا پھر آپ ہنسے میں نے پوچھا یا رسول اللہ کس چیز نے آپ کو ہنسایا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے جب

وہ کہتا ہے اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور خداوند تعالیٰ یہ سنکر کہتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ سوائے میرے گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔ (احمد۔ ترمذی۔ ابو داؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ (رواہ مسلم)

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تو یہ پڑھا کر اللھم اھدنی وسددنی یعنی اللہ ہدایت دے مجھ کو اور سیدھا کر مجھ کو۔ جب تو ہدایت کو طلب کرے تو تصور میں رکھ راستے کے سیدھا چلنے کو اور جب سوال کرے تو راستی کا تو تصور کر تو راستی تیر کی۔ (مسلم)

حج

افعال حج

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَلَكَ زَادًا وَرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَمُوْتَ يَهُوْدِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مالک ہوا کھانے کے قابل خرچ کا اور بیت اللہ تک پہنچا دینے سواری کے مصارف کا اور پھر اس نے حج نہیں کیا تو اس کے یہودی یا نصرانی ہو کر مرنے میں کوئی فرق نہیں ہے اور یہ اسلئے خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: وللہ علی الناس حج البیت

مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ مَقَالٌ وَهِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ مَجْهُوْلٌ وَالْحَارِثُ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ۔

یعنی خدا تعالیٰ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا لوگوں پر فرض ہے جب کہ وہ زاد راحلہ کی قوت رکھتا ہو یعنی حج کے تمام ضروری مصارف کا مالک ہو۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند پر اعتراض ہے کیونکہ ہلال بن عبداللہ مجہول ہے اور حارث حدیث میں ضعیف ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ اَحْلِقْ اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے فرض طواف کر لیا آپ نے فرمایا سر منڈا لے یا بال ترشوا لے کوئی حرج نہیں دوسرا شخص آیا اس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے فرمایا کنکریاں مارے کوئی حرج نہیں (ترمذی)

قربانی کا جانور

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلٰى بُدْنِهٖ وَاَنْ اَتَصَدَّقَ بِلُحُوْمِهَا وَجُلُوْدِهَا وَاَجِلَّتِهَا وَاَنْ لَّا اُعْطِيَ الْجَزَّارَ مِنْهَا قَالَ نَحْنُ نُعْطِيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں کی خبرگیری کروں اور ان کے گوشت کو خیرات کر دوں اور چمڑہ اور جھولیں بھی صدقہ کر دوں اور قصائی کی مزدوری

مِنْ عِنْدِنَا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

اس میں سے نہ دوں۔ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مزدوری ہم اپنے پاس سے دیں گے (بخاری، مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَلَا مُدَابَرَةٍ وَلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ ، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور کو ہم قربان کریں اس کی آنکھ کان کو اچھی طرح دیکھ لیں کہ ان میں کوئی نقصان نہ ہو اور یہ حکم دیا ہے کہ ہم اس کو ذبح نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے کٹا ہو یا پچھلی طرف سے اور نہ اس کو جس کا کان پھٹا ہو لمبائی میں یا گولائی میں۔

(ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ دارمی۔ ابن ماجہ)

وَعَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُضَحِّيَ بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمایا ہے اس جانور کی قربانی جس کے سینگ ٹوٹے اور کان کٹے ہوں (ابن ماجہ)

سر منڈانا

عَنْ عَلِيٍّ وَعَائِشَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَحْلِقَ الْمَرْأَةُ رَأْسَهَا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

حضرت علیؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے عورتوں کو سر منڈانے سے (ترمذی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَفَضْتُ قَبْلَ اَنْ اَحْلِقَ قَالَ احْلِقْ اَوْ قَصِّرْ وَلَا حَرَجَ وَجَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے سر منڈانے سے پہلے طواف فرض کر لیا آپ نے فرمایا سر منڈا لے یا بال ترشوا لے کوئی حرج نہیں۔ دوسرا شخص آیا اور اُس نے کہا میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کر لی ہے آپ نے فرمایا کنکریاں مارے کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترمذی)

قربانی کے جانوروں کی
جھولوں کا خیرات کرنا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَهْدٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةَ بُدْنَةٍ فَاَمَرَنِيْ بِلُحُوْمِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ بِجِلَالِهَا فَقَسَمْتُهَا ثُمَّ بِجُلُوْدِهَا فَقَسَمْتُهَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کے کر بھیجے ان کا گوشت تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے تقسیم کر دیا، پھر ان کے جھولوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے تقسیم کر دیا، پھر ان کی کھالوں کو تقسیم کرنے کا حکم دیا، تو میں نے ان کی کھالوں کو تقسیم کر دیا۔ (بخاری)

قربانی کے کھالوں کا خیرات کرنا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنَّ

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا وَلَا يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا (رواه البخاری)

نے ان کو حکم دیا، کہ قربانی کے جانور کے پاس کھڑے ہوں اور ان جانوروں میں سے تمام چیزیں، یعنی ان کے گوشت، ان کی کھالیں اور جھولیں تقسیم کر دی جائیں اور قصاب کو اس کی اجرت میں اس سے کچھ بھی نہ دیا جائے (بخاری)

قصاب کو قربانی میں سے کچھ بھی نہ دینا

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْتُ عَلَى الْبُدْنِ فَأَمَرَنِي فَقَسَمْتُ لُحُوْمَهَا ثُمَّ أَمَرَنِي فَقَسَمْتُ جِلَالَهَا وَجُلُوْدَهَا قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَقُوْمَ عَلَى الْبُدْنِ وَلَا أُعْطِيَ عَلَيْهَا شَيْئًا فِي جِزَارَتِهَا (رواه البخاری)

حضرت علیؓ نے بیان کیا، کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھیجا، میں قربانی کے اونٹوں کے پاس گیا، پھر آپ نے مجھے حکم دیا، تو میں نے ان کا گوشت تقسیم کر دیا، پھر مجھے حکم دیا، تو میں نے ان کی کھالیں اور جھولیں تقسیم کر دیں، سفیان کا بیان ہے کہ مجھ سے عبد الکریم نے بواسطہ مجاہد عبد الرحمٰن حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا، کہ مجھ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں قربانی کے جانور کے پاس کھڑا ہو جاؤں، اور اس میں سے کچھ بھی قصاب کو اجرت کے طور پر نہ دوں۔ (بخاری)

حَرَمُ الْمَدِيْنَةِ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى

حرم مدینہ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا كَتَبْنَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْقُرْاٰنَ وَمَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ اِلٰى ثَوْرٍ فَمَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا اَوْ اٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ يَّسْعٰى بِهَا اَدْنَاهُمْ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ وَّالٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کوئی چیز نہیں لکھی مگر قرآن اور وہ چیز جو اس صحیفہ میں ہے (اور اس صحیفہ میں یہ ہے کہ) فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے کہ مدینہ حرم ہے مقام "عیر" سے "ثور" تک (یہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں جو مدینہ کے دونوں طرف واقع ہیں) پس جو شخص کہ پیدا کرے مدینہ میں کوئی نئی بات یا نئی بات پیدا کرنے والے کو پناہ دے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ نہیں قبول کئے جاتے اس کے فرض اور نہ نفل مسلمانوں کا عہد ایک ہے کوشش کر سکتا ہے اس کے لئے ادنیٰ شخص بھی (یعنی ایک معمولی آدمی بھی عہد کرے تو اس کو نباہنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے) پس جو شخص کسی مسلمان کے عہد کو توڑے اس پر خدا کے فرشتوں کی اور سارے مسلمانوں کی

نَهُمَا مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ وَ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

لعنت ہے۔ نہیں قبول کئے جاتے اس کے فرض اور نفل (بخاری ومسلم) اور بخاری ومسلم کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص دعویٰ کرے اپنے باپ کے سوا غیر باپ کی جانب (یعنی اپنے آپ کو دوسروں کی طرف منسوب کرے یا منسوب کرے اپنے مالک کے سوا دوسرے مالکوں کی طرف) پس اس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے نہیں قبول کئے جاتے فرض اور نفل

بیع

سود

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اٰكِلَ الرِّبٰوا وَمُوْكِلَهٗ وَكَاتِبَهٗ وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ وَكَانَ يَنْهٰى عَنِ النَّوْحِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو لعنت فرماتے ہوئے سود خوار پر، سود دینے والے پر، سود کا کاغذ لکھنے والے پر یا سود کا حساب لکھنے والے پر اور صدقہ سے منع کرنے والے پر اور منع فرماتے تھے نوحہ کرنے سے (نسائی)

جن بیعوں سے ممانعت کی گئی ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مضطر

الْمُضْطَرِّ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ اَنْ تُدْرِكَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

سے اور بیع غرر سے اور پھلوں کو پختہ ہونے سے پہلے فروخت کرنے سے بیع مضطر سے مراد زبردستی کسی چیز کا خریدنا ہے یا یہ مراد ہے کہ کوئی شخص مجبور ہو کر اپنی چیز سستی بیچ ڈالے۔ اس صورت میں بہتر ہے کہ اس کی سستی چیز خرید نہ کرے ممکن ہو تو اس کی مدد کر دے۔ (ابوداؤد)

لقطہ

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ وَجَدَ دِیْنَارًا فَاَتٰی بِهٖ فَاطِمَةَ فَسَاَلَ عَنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا رِزْقُ اللّٰهِ فَاَکَلَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَکَلَ عَلِیٌّ وَّفَاطِمَةُ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَتَتْهُ امْرَاَةٌ تَنْشُدُ الدِّیْنَارَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَلِیُّ اَدِّ الدِّیْنَارَ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار پایا اور حضرت فاطمہ کے پاس لے آئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا یہ خدا کا رزق ہے۔ پس اس دینار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سب نے کھایا اس کے بعد ایک عورت دینار کو ڈھونڈتی ہوئی آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ دینار دیدو (ابوداؤد)

فَرَائِض

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّكُمْ تَقْرَؤُنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ وَاِنَّ اَعْيَانَ بَنِي الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ الرَّجُلُ يَرِثُ اَخَاهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ اَخِيْهِ لِاَبِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّارِمِيِّ قَالَ الْاِخْوَةُ مِنَ الْاُمِّ يَتَوَارَثُوْنَ دُوْنَ بَنِي الْعَلَّاتِ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔

حضرت علیؓ نے (ایک روز) لوگوں سے کہا تم اس آیت کو پڑھتے ہو مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ جس میں قرض سے پہلے وصیت کو پورا کرنے کا حکم ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل یہ تھا کہ آپ وصیت سے پہلے قرض کو ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ حکم دیا تھا کہ حقیقی بھائی (باپ کے) وارث ہوتے ہیں سوتیلے بھائی کا نہیں (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ہے ایک ماں باپ کے بھائی (حقیقی بھائی) ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں نہ وہ بھائی جو فقط باپ میں شریک ہوں (یعنی سوتیلے) آخر حدیث تک۔

نکاح وطلاق

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے بخاری مسلم

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ فِيْ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ رَوَاهُ الْمُسْلِمُ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے چچا حمزہؓ کی بیٹی کی خواہش رکھتے ہیں۔ وہ قریش کی ایک خوبصورت لڑکی ہے آپ نے آپ نے فرمایا تم کو معلوم نہیں حمزہ میرا دودھ شریک بھائی ہے اور خداوند تعالیٰ نے جو چیزیں نسب سے حرام فرمائی ہیں وہ رضاعت سے حرام قرار دی ہیں۔ (مسلم)

خلع وطلاق

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَلَاقَ قَبْلَ نِكَاحٍ وَّلَا عِتَاقَ إِلَّا بَعْدَ مِلْكٍ وَّلَا وِصَالَ فِي صِيَامٍ وَّلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَّلَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ وَّلَا صَمْتَ يَوْمٍ إِلَى اللَّيْلِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی اور نہ مالک ہونے سے پہلے غلام کو آزاد کیا جاتا ہے اور مسلسل پیہم روزے رکھنا یعنی رات کو افطار نہ کرنا اور برابر روزے رکھنا جائز نہیں ہے اور بالغ ہونے کے بعد کوئی شخص یتیم نہیں رہتا اور دودھ پینے کی مدت کے بعد دودھ پینا رضاعت میں شامل نہیں اور دن بھر خاموش رہنا بھی جائز نہیں ہے (شرح السنۃ)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْهُمَا۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین آدمیوں کے قول وفعل کا اعتبار نہیں ہے یعنی ان کا قول وفعل مواخذہ سے پاک ہے ایک تو سونے والا جب تک وہ بیدار ہو کر ہوش میں نہ آجائے۔ دوسرے بچہ جب تک وہ بالغ نہ ہوجائے۔ اور تیسرے بے عقل جب تک اس کی عقل درست نہ ہوجائے۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی نے اسے حضرت عائشہؓ سے اور ابن ماجہ نے دونوں سے روایت کیا ہے۔

غلاموں اور لونڈیوں کے حقوق

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ وَهَبَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ اَخَوَيْنِ فَبِعْتُ اَحَدَهُمَا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رُدَّهُ رُدَّهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دو غلام عنایت فرمائے جو آپس میں بھائی بھائی تھے میں نے ان میں سے ایک کو بیچ ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا، علیؓ تیرا دوسرا غلام کیا ہوا۔ میں نے واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا علیؓ اس کو واپس کر لو (ترمذی۔ ابن ماجہ)

وَعَنْهُ اَنَّهُ فَرَّقَ بَيْنَ جَارِيَةٍ وَوَلَدِهَا فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ وَرَدَّ الْبَيْعَ رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ مُنْقَطِعًا

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک لونڈی اور اسکے بچہ کے درمیان علیحدگی کر دی تھی یعنی دونوں میں سے ایکو بیچ ڈالا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور اس بیع کو فسخ کر دیا۔ (ابو داؤد)

قِصاص
قتل کا بدلہ

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَيَسْعٰى

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سب مسلمان خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل چھوٹے

أَوْ نَاهُمْ وَيَرُدُّ عَلَيْهِمْ أَقْصَاهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلٰى مَنْ سِوَاهُمْ أَلَا لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ وَّلَا ذُوْ عَهْدٍ فِيْ عَهْدِهٖ ۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

ہوں یا بڑے عالم ہوں یا جاہل) قصاص اور دیت (خون بہا) میں برابر ہیں اور مسلمانوں میں سے اگر کوئی معمولی سا معمولی آدمی بھی کسی سے عہد کرے تو اس عہد کو پورا کیا جائے اور اگر کسی دور کے رہنے والے مسلمان نے کسی سے کوئی معاہدہ کیا ہو تو اس کو توڑا نہ جائے اور تمام مسلمان غیر مسلموں کے مقابلہ میں ایک ہاتھ (یعنی ایک متحد جماعت) کا حکم رکھتے ہیں خبردار کسی کافر کے بدلے میں مسلمان کو قتل نہ کیا جائے اس شخص کو جو اپنے عہد وضمان میں ہے جب تک وہ عہد وضمان میں ہے۔ (ابو داؤد۔ نسائی) اور ابن ماجہ نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے نقل کی ہے۔

دِیت
قتل کا مالی معاوضہ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ دِيَةُ شِبْهِ الْعَمْدِ أَثْلَاثًا ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ حِقَّةً وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ جَذَعَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ ثَنِيَّةً إِلٰى بَازِلِ عَامِهَا كُلُّهَا خَلِفَاتٌ وَّفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ فِي الْخَطَاءِ أَرْبَاعًا خَمْسٌ وَّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ شبہ عمد کا خون تین قسم کے اونٹ ہیں تینتیس اونٹنیاں وہ جو چوتھے سال میں لگی ہوں اور تینتیس اونٹنیاں وہ جو پانچویں برس لگی ہوں اور چونتیس اونٹنیاں وہ جو چھٹے برس میں لگی ہوں آٹھ برس تک کی جو نویں

عِشْرُوْنَ حِقَّةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتِ لَبُوْنٍ وَّخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بَنَاتِ مَخَاضٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

برس میں لگی ہوں اور یہ سب حاملہ ہوں اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ قتلِ خطا کا خون بہا چار قسم کے اونٹ ہیں پچیس تین تین برس کی پچیس چار چار برس کی پچیس دُو دُو برس کی اور پچیس ایک ایک برس کی اور سب اونٹنیاں ہوں (ابوداؤد)

مفسدوں اور دینِ اسلام سے پھرنے والوں کا قتل

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ حُدَّاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ اَجْرًا لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علیؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے. عنقریب آخری زمانہ میں ایک قوم پیدا ہو گی جو نو عمر اور کم عقل ہونے کے باوجود بہترین لوگوں کی باتیں کرے گی اس کا ایمان ان کے حلق سے آگے نہ جائے گا مذہب سے وہ اس طرح نکل جائیگی جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے. تم میں سے جو شخص اس قوم سے ملے اس کو قتل کر ڈالے ان کو قتل کرنے میں اس شخص کو قیامت میں اجر ملے گا جو اس کو قتل کرے گا (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيْهِ فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَأَبْطَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا رَوَاهُ أَبُوْدَاؤُدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ میں عیب نکال کر طعن کیا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون معاف فرما دیا۔ (ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَقِيْمُوْا عَلٰى أَرِقَّائِكُمُ الْحَدَّ مَنْ أَحْصَنَ مِنْهُمْ وَمَنْ لَمْ يُحْصِنْ فَإِنَّ أَمَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَنَتْ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَجْلِدَهَا فَإِذَا هِيَ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِنِفَاسٍ فَخَشِيْتُ إِنْ أَنَا جَلَدْتُهَا أَنْ أَقْتُلَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَحْسَنْتَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةِ أَبِيْ دَاؤُدَ قَالَ دَعْهَا حَتّٰى يَنْقَطِعَ دَمُهَا ثُمَّ أَقِمْ عَلَيْهَا الْحَدَّ وَأَقِيْمُوا الْحُدُوْدَ عَلٰى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ۔

حضرت علیؓ نے لوگوں سے مخاطب کر کے کہا لوگو! تمہاری لونڈیاں اور غلام اگر زنا کریں تو ان کو شرعی سزا دو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا تھا آپنے مجھکو حکم دیا کہ میں اسکے دُرّے لگاؤں اس نے حال ہی میں بچہ جنا تھا مجھ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ اگر میں اس کے دُرّے لگاؤنگا تو وہ مر جائیگی میں نے نبی صلی اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا آپنے فرمایا تم نے اچھا کیا اور اس حالت میں اسکو سزا نہ دی (مسلم) اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ نے حضرت علیؓ سے یہ فرمایا اس وقت کے لئے چھوڑ دو کہ اس کے نفاس کا خون بند ہو پھر اس پر حد

جاری کرو اور اپنے غلاموں کو (اگر وہ کوئی جرم کیا کریں) سزا دیا کرو۔

شرعی سزا

شرعی سزا اور بددعا نہ کرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَصَابَ حَدًّا فَعُجِّلَ عُقُوبَتُهُ فِي الدُّنْيَا فَاللّٰهُ أَعْدَلُ مِنْ أَنْ يُثَنِّيَ عَلَى عَبْدِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الْآخِرَةِ وَمَنْ أَصَابَ حَدًّا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَفَا عَنْهُ فَاللّٰهُ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ يَعُودَ فِي شَيْءٍ قَدْ عَفَا عَنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص کوئی ایسا گناہ کرے جس کی سزا مقرر ہے اور دنیا میں اس کو سزا مل گئی تو اس کو آخرت میں سزا نہیں دی جائیگی اس لئے کہ خداوند تعالیٰ انصاف پسند ہے دوبارہ اس کو سزا نہیں دیگا اور جس شخص نے کوئی گناہ کیا اور خدا نے اس کے گناہ کو چھپا لیا اور معاف فرمادیا تو خدا تعالیٰ زیادہ بخشش والا ہے اور آخرت میں بھی اس کو سزا نہ دے گا اور معاف کر دیگا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ یہ حدیث غریب ہے)

عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ النَّخَعِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ مَا كُنْتُ لِأُقِيمَ عَلَى أَحَدٍ حَدًّا فَيَمُوتَ فَأَجِدَ فِي نَفْسِي مِنْهُ شَيْئًا إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ

عمیر بن سعید نخعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ سے یہ سنا ہے کہ جب میں کسی شخص پر کوئی شرعی حد قائم کروں اور وہ اس سزا میں مرجائے تو مجھ پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا البتہ شراب پینے والا اگر اپنی سزا میں مرگ وہ

فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ وَذٰلِكَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

مر جائے تو اس کا خون بہا میں دوں گا اور یہ اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے والے کی کوئی سزا مقرر نہیں کی ہے (بخاری)

الامارۃ والقضاء

حکومت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علی رضی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کسی گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری)

حکمرانی کرنے اور حکمرانی سے ڈرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ قَاضِيًا فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تُرْسِلُنِي وَأَنَا حَدِيثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِي بِالْقَضَاءِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ سَيَهْدِي قَلْبَكَ وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ

حضرت علی رضی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عامل بنا کر یمن بھیجا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھکو حاکم بنا کر بھیج رہے ہیں میں تو جوان ہوں اور حکومت کرنے کا طریقہ بھی مجھکو معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا خداوند تعالے

رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْاَوَّلِ حَتّٰی تَسْمَعَ كَلَامَ الْاٰخَرِ فَاِنَّهٗ اَحْرٰی اَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ وَقَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

تیرے دل کی رہنمائی کریگا اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا اس کے بعد آپ نے فرمایا جب دو شخص کوئی معاملہ لے کر تیرے پاس آئیں تو پہلے شخص یعنی مدعی کے حق میں اس وقت تک فیصلہ نہ کر جب تک دوسرے کے بیان کو نہ سُن لے اس کے لئے مدعا علیہ کا بیان تجھ کو حکم دینے میں مدد دیگا حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے بعد کسی معاملہ میں فیصلہ کرنے میں شک نہیں کیا (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

جہاد

وَعَنْ عَلِیٍّ وَّاَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ وَاَبِیْ اُمَامَةَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ كُلُّهُمْ يُحَدِّثُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ اَرْسَلَ نَفَقَةً فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَقَامَ فِیْ بَيْتِهٖ فَلَهٗ بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعُ مِائَةِ دِرْهَمٍ وَمَنْ غَزَا بِنَفْسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ فِیْ وَجْهِهٖ ذٰلِكَ فَلَهٗ

حضرت علیؓ۔ ابی درداءؓ۔ ابی ہریرہؓ۔ ابی امامہؓ عبداللہ بن عمرؓ۔ عبداللہ بن عمروؓ جابر بن عبداللہؓ اور عمران بن حصینؓ سب کے سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں خرچ کرنے کے لئے مال بھیجے اور خود گھر میں رہے اس کو ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔ اور جو شخص خود خدا کی راہ میں لڑا اور جہاد میں اپنا مال بھی خرچ کیا اس کو ہر درہم کے

بِكُلِّ دِرْهَمٍ سَبْعَ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَاللّٰهُ يُضَاعِفُ لِمَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی واللہ یضاعف لمن یشاء (ابن ماجہ)

سامانِ جہاد

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةٌ فَرَكِبَهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَوْ حَمَلْنَا الْحَمِيْرَ عَلَى الْخَيْلِ فَكَانَتْ لَنَا مِثْلُ هٰذِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیہ میں دی گئی آپ اس پر سوار ہوئے حضرت علیؓ نے عرض کیا اگر ہم گدھوں کو گھوڑیوں پر چھوڑ دیں تو ہمارے لئے اس خچر کی مانند بچے پیدا ہوں رسول اللہ نے یہ سن کر فرمایا ایسا وہ شخص کرتے ہیں جو واقف نہیں ہیں

(یعنی احکام شریعت سے واقف نہیں ہیں (ابو داؤد، نسائی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْسٌ عَرَبِيَّةٌ فَرَأَى رَجُلًا بِيَدِهٖ قَوْسٌ فَارِسِيَّةٌ قَالَ مَا هٰذِهٖ أَلْقِهَا وَعَلَيْكُمْ بِهٰذِهٖ وَأَشْبَاهِهَا وَرِمَاحِ الْقَنَا فَإِنَّمَا يُؤَيِّدُ اللّٰهُ لَكُمْ بِهَا فِي الدِّيْنِ وَيُمَكِّنُ لَكُمْ فِي الْبِلَادِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں عربی کمان تھی آپ نے ایک شخص کے ہاتھ میں ایرانی کمان دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے اس کو پھینک دے تجھ کو اس قسم کی کمان رکھنی چاہئے (یعنی عربی کمان) اور تیز نیزے کہ ان کے سبب خداوند تعالیٰ دین میں تمہاری مدد کریگا اور شہروں میں تم کو متمکن کر دیگا (ابن ماجہ)

جہاد میں لڑنے کا بیان

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ تَقَدَّمَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَتَبِعَهُ ابْنُهُ وَاَخُوْهُ فَنَادٰى مَنْ يُّبَارِزُ فَانْتَدَبَ لَهُ شَبَابٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ مَنْ اَنْتُمْ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكُمْ اِنَّمَا اَرَدْنَا بَنِيْ عَمِّنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُمْ يَا حَمْزَةُ قُمْ يَا عَلِيُّ قُمْ يَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْحَارِثِ فَاَقْبَلَ حَمْزَةُ اِلٰى عُتْبَةَ وَاَقْبَلْتُ اِلٰى شَيْبَةَ وَاخْتُلِفَ بَيْنَ عُبَيْدَةَ وَالْوَلِيْدِ ضَرْبَتَانِ فَاَثْخَنَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ ثُمَّ مِلْنَا عَلَى الْوَلِيْدِ فَقَتَلْنَاهُ وَاحْتَمَلْنَا عُبَيْدَةَ. رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کی لڑائی کے دن کفار کے لشکروں میں سے عتبہ بن ربیعہ آگے بڑھا اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا ولید اور بھائی شیبہ آئے اور پکارے کون ہے جو ہم سے لڑنے کیلئے میدان میں آئے لشکر اسلام میں سے کئی انصاری جوان مقابلہ میں آئے عتبہ نے پوچھا تم کون ہو انھوں نے بتایا ہم انصاری ہیں عتبہ نے کہا تم سے لڑنے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے ہم تو اپنے چچا کے بیٹوں سے لڑنا چاہتے ہیں (یعنی قریش اور مہاجرین سے) رسول اللہ صلی اللہ نے عتبہ کے ان الفاظ کو سنکر فرمایا حمزہؓ کھڑے ہو جاؤ علی رضؓ کھڑے ہو جاؤ۔ عبیدہ بن حارث کھڑے ہو جاؤ چنانچہ حمزہؓ عتبہ کے مقابلہ پر آگئے (اور اس کو مار ڈالا) اور میں (یعنی علی) شیبہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو مار ڈالا) اور عبیدہؓ و ولید کے درمیان دو سخت مقابلے ہوئے اور ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا پھر ہم نے ولید پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا اور عبیدہؓ کو ہم میدان سے اٹھا لائے۔ (احمد۔ ابوداؤد)

قیدیوں کے احکام

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ عُبْدَانٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِيْ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَبْلَ الصُّلْحِ فَكَتَبَ إِلَيْهِ مَوَالِيْهِمْ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا خَرَجُوْا إِلَيْكَ رَغْبَةً فِيْ دِيْنِكَ وَإِنَّمَا خَرَجُوْا هَرَبًا مِنَ الرِّقِّ فَقَالَ نَاسٌ صَدَقُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رُدَّهُمْ إِلَيْهِمْ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مَا أُرَاكُمْ تَنْتَهُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى يَبْعَثَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلٰى هٰذَا وَأَبٰى أَنْ يَرُدَّهُمْ وَقَالَ هُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ۔ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح سے پہلے چند غلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (یعنی اپنے مالکوں کے پاس سے چلے آئے۔) غلاموں کے مالکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ اے محمدؐ! قسم ہے خدا کی یہ غلام تمہارے پاس اسلئے نہیں آئے ہیں کہ تمہارے دین کی طرف کچھ رغبت رکھتے ہیں بلکہ یہ لوگ بھاگ کر آگئے ہیں اور غلامی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں صحابہ میں سے چند لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ان کے مالکوں نے ٹھیک کہا ہے ان غلاموں کو واپس کر دیجئے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہو گئے۔ اور فرمایا قریش میں دیکھتا ہوں کہ تم باز نہ آؤ گے (یعنی سرکشی اور نافرمانی سے) جب تک کہ خداوند تعالیٰ تمہارے پاس اس شخص کو نہ بھیجے جو تمہارے اس حکم تمہاری گردن کو مار ڈالے اس کے بعد آپ نے (صاف الفاظ میں) غلاموں کو واپس دینے سے انکار کر دیا۔

اور فرمایا یہ خداوند تعالے کے آزاد کیے ہوئے ہیں (ابوداؤد)

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرَئِيْلَ هَبَطَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ خَيِّرْهُمْ يَعْنِيْ اَصْحَابَكَ فِيْ اُسَارٰى بَدْرٍ اَلْقَتْلَ اَوِ الْفِدَاءَ عَلٰى اَنْ يُّقْتَلَ مِنْهُمْ قَابِلًا مِّثْلُهُمْ قَالُوا الْفِدَاءَ وَيُقْتَلُ مِنَّا۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ جنگ بدر کے بعد) جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لائے اور فرمایا اپنے صحابہ کو بدر کے قیدیوں کے بابت اختیار دیجئے وہ خواہ ان کو مار ڈالیں یا معاوضہ لے کر چھوڑ دیں اگر وہ معاوضہ لیں گے تو آئندہ سال ان کے ستر آدمی مارے جائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور غزوۂ احد میں ستر مسلمان شہید ہوئے) صحابہؓ نے اس اختیار کو سن کر عرض کیا ہم معاوضہ لینا اور ستر کا ہم میں سے مارا جانا قبول کرتے ہیں (ترمذی)

کھانے پینے کی چیزیں

کھانے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ اِلَّا مَطْبُوْخًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جب کہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے (ترمذی، ابوداؤد)

پینے کی چیزیں

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِيْ حَوَائِجِ النَّاسِ فِيْ رَحْبَةِ الْكُوْفَةِ حَتّٰى حَضَرَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ ثُمَّ اُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَذَكَرَ رَأْسَهٗ وَرِجْلَيْهِ ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُوْنَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ انھوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر کوفہ کی ایک کشادہ جگہ میں لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کیلئے بیٹھے یہاں تک کہ عصر کی نماز کا وقت آگیا پھر ان کے لئے پانی لایا گیا جس میں سے اوّل انھوں نے پیا پھر منہ دھویا اور ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا اور پاؤں دھوئے پھر وضو کا پانی جو بچ رہا تھا اس کو کھڑے ہو کر پیا اور پھر فرمایا لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا برا سمجھتے ہیں اور رسول اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے ابھی کیا ہے (بخاری)

اللباس

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةٌ سِيَرَاءُ فَبَعَثَ بِهَا اِلَيَّ فَلَبِسْتُهَا فَعَرَفْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَبْعَثْ بِهَا اِلَيْكَ لِتَلْبَسَهَا اِنَّمَا

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ کے طور پر تہبند اور دھاری دار ریشمی چادر بھیجی گئی آپ نے ان کو میرے پاس بھیجدیا میں نے اس کو پہن لیا، میں نے دیکھا کہ

بَعَثْتُ بِهَا إِلَيْكَ لِتُشَقِّقَهَا خُمُرًا بَيْنَ النِّسَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

آپ کے چہرہ پر غصہ کے آثار میں پھر حضور نے فرمایا میں نے ان کو تمہارے پاس پہننے کے لئے نہیں بھیجا تھا بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ تم ان کو پھاڑ کر اور دوپٹے بنا کر عورتوں میں تقسیم کر دو گے۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَعَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمَيَاثِرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ وَقَالَ نَهَى عَنِ الْمَيَاثِرِ الْأُرْجُوَانِ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو منع فرمایا ہے سونے کی انگوٹھی سے اور قسی ومیاثر سے (قسی سوتی کپڑا جو سوتی ہوتا ہے لیکن اس میں ریشمی دھاریاں ہوتی ہیں اور میاثر سرخ زین پوش کو کہتے ہیں (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے منع فرمایا ہے ارغوانی زین پوش سے۔

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ حَرِيرًا فَجَعَلَهُ فِي يَمِينِهِ وَأَخَذَ ذَهَبًا فَجَعَلَهُ فِي شِمَالِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ حَرَامٌ عَلَى ذُكُورِ أُمَّتِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا لیا اور اپنے داہنے ہاتھ پر رکھا پھر سونا لیا اور اس کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔ (احمد۔ ابوداؤد۔ نسائی)

وَعَنْ أَبِي مَطَرٍ قَالَ أَنَّ عَلِيًّا اشْتَرَى ثَوْبًا بِثَلٰثَةِ دَرَاهِمَ فَلَمَّا

حضرت ابی مطرؒ کہتے ہیں کہ علیؓ نے تین درہم میں ایک کپڑا خرید کیا جب اس کو

لَبِسَهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ رَوَاهُ اَحْمَدُ

پہنا تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَزَقَنِیْ مِنَ الرِّیَاشِ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ وَاُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ (یعنی ہر قسم کی حمد خدا ہی کے لئے جس نے مجھ کو زینت کے کپڑے عطا فرمائے کہ میں لوگوں کے درمیان ان سے زینت کا اظہار کرتا ہوں اور ان سے زینت کا اظہار کرتا ہوں اور ان سے اپنا ستر چھپاتا ہوں) پھر کہا میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ کو فرماتے سنا۔ (احمد)

عورتوں کا سر منڈانا

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْاَةُ رَاْسَهَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عورت کو سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (نسائی)

انگوٹھی اور مُہر

وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْقَسِّیِّ وَالْمُعَصْفَرِ وَعَنْ تَخَتُّمِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے مصری کپڑے کے پہننے، کسم کے رنگے ہوئے کپڑے

الذَّهَبِ وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوْعِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

کے پہننے اور سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا ہے (مسلم)

※

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمَى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے یعنی درمیان انگلی اور انگشت شہادت میں (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهٖ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ عَلِيٍّ

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ ہوا اشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ میں مُہر پہنا کرتے تھے۔ ابن ماجہ، ابوداؤد نسائی نے اسے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے۔

تصویر

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس گھر میں تصویر ہو اور نہ اس گھر میں جس میں کتا اور ناپاک آدمی ہو۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

طِب اور منتر

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا وَغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ فَجَعَلَهُ فِي إِنَاءٍ ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلَى أُصْبُعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ	حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک روز رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ اپنا ہاتھ زمین پر رکھا اور بچھو نے آپ کو کاٹ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتی کو اٹھایا اور بچھو کو مار ڈالا پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو فرمایا بچھو پر خدا کی لعنت ہو۔ نمازی کو چھوڑتا ہے نہ بے نمازی کو۔ یا یہ فرمایا نبی کو چھوڑتا ہے نہ غیر نبی کو۔ اس کے بعد آپ نے نمک اور پانی منگوایا اور ایک برتن میں دونوں کو ڈال کر اس سے اپنی انگلی کو دھارا اور رگڑا

کو ملا پھر قل اعوذ برب الناس اور قل اعوذ برب الفلق پڑھیں (بیہقی)،

آداب

سلام

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوْا	حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کہتے ہیں کہ جب آدمیوں کی کوئی جماعت گزرے

اَنْ يُّسَلِّمَ اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَّرُدَّ اَحَدُهُمْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَرْفُوْعًا وَرَوٰى اَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ رَفَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَهُوَ شَيْخُ اَبِيْ دَاوُدَ

اور ان سے ایک کسی آدمی یا جماعت کو سلام کرے تو یہ سلام ساری جماعت کی طرف سے ہے اور اسی طرح سے اگر کسی میں سے صرف ایک آدمی کسی سلام کا جواب دیدے تو یہ سلام سارے کی طرف سے کافی ہے (بیہقی نے اس روایت کو مرفوعاً نقل کیا ہے یعنی اس قول کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بتایا ہے) ابو داؤد کہتے ہیں اسے حسن بن علیؓ نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور حسن بن علیؓ ابو داؤد کے شیخ ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوْفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِذَا لَقِيَهُ وَيُجِيْبُهُ اِذَا دَعَاهُ وَيُشَمِّتُهُ اِذَا عَطَسَ وَيَعُوْدُهُ اِذَا مَرِضَ وَيَتْبَعُ جَنَازَتَهُ اِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مسلمان کے مسلمان پر چھ پسندیدہ حقوق ہیں (۱) جب کوئی مسلمان ملے تو اس کو سلام کرنا (۲) جب کوئی مسلمان دعوت کرے تو اسکو قبول کرنا (۳) کسی مسلمان کو چھینک آئے تو اس کا جواب دینا (۴) کوئی مسلمان بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنا (۵) کوئی مسلمان مر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا (۶) اور ہر مسلمان کے لئے اس چیز کو پسند کرنا جس کو خود اپنے لئے پسند کرتا ہے (ترمذی۔ دارمی)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ رَجُلٌ

حضرت علیؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

مُتَخَلِّقٌ بِخَلُوْقٍ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَاَعْرَضَ عَنِ الرَّجُلِ اَعْرَضْتَ عَنِّيْ قَالَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ جَمْرَةٌ (بخاری)

گزر ایسی قوم پر ہوا جس میں ایک آدمی تھا جس نے زرد رنگ کی خوشبو ملی ہوئی تھی۔ آپ نے لوگوں کو دیکھا انہیں سلام کیا اور اس آدمی سے اعراض فرمایا۔ اس آدمی نے کہا آپ نے مجھ سے اعراض کیا! آپ نے فرمایا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان انگارہ ہے (بخاری)

اندر آنے کی اجازت حاصل کرنا

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات کو اور دن کو (یعنی ہر وقت) آیا جایا کرتا تھا جب میں رات کو حاضر ہوتا تو آپ اجازت کے لئے کھنکار دیتے۔ (نسائی)

چھپانے والے اعضا

وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا عَلِيُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَكَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰى فَخِذِ حَيٍّ وَّلَا مَيِّتٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ علی رضی اللہ عنہ اپنی ران نہ کھول اور نہ کسی زندہ اور مردہ کی ران کو دیکھ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

اچھے بُرے نام

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ وُلِدَ لِيْ بَعْدَكَ وَلَدٌ اُسَمِّيْهِ بِاِسْمِكَ وَاُكَنِّيْهِ بِكُنْيَتِكَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ

حضرت محمدؒ بن حنفیہ کہتے ہیں کہ میرے والد (حضرت علیؓ) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد میرے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا تو میں اس کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم رکھ دوں آپ نے فرمایا ہاں۔ (ابوداؤد)

ظلم (حق تلفی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّمَا يَسْاَلُ اللّٰهَ حَقَّهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهٗ۔ بَيْهَقِيْ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اپنے آپ کو مظلوم کی بددعا سے بچاؤ اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ سے صرف اپنا حق طلب کرتا ہے اور خداوند تعالیٰ حقدار کو اپنا حق طلب کرنے سے نہیں روکتا۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

تَغَيُّر وَتَبَدُّل

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ

حضرت محمد کعب قرظیؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے علی بن ابی طالبؓ سے سنا تھا یعنی علیؓ نے کہا کہ ہم لوگ مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ
بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ
لَهُ مَرْقُوعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَكَى لِلَّذِي كَانَ فِيهِ مِنَ النِّعْمَةِ
وَالَّذِي هُوَ فِيهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ كَيْفَ بِكُمْ
إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِي حُلَّةٍ وَرَاحَ
فِي حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ
صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرَى وَ
سَتَرْتُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ
خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ
وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمُ
الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ مصعب بن
عمیر آئے ان کے جسم پر اس وقت صرف
ایک چادر تھی جس میں چمڑے کے پیوند لگے
ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
کو دیکھ کر رو پڑے کہ ایک زمانے میں وہ
کس قدر خوشحال تھے اور آج ان کی کیا
حالت ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب
کہ تم صبح کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور شام
کو ایک جوڑا پہن کر نکلو گے اور تمہارے
سامنے کھانے کا ایک بڑا پیالہ رکھا جائیگا
اور دوسرا اٹھایا جائیگا (یعنی انواع و اقسام
کے کھانے تمہارے سامنے رکھے جائیں گے)
اور تم اپنے گھروں میں اس طرح پردہ ڈالوگے
جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے صحابہؓ
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اس روز ہم آج کے دن سے بہتر حال میں
ہونگے اس لئے کہ ہم کو عبادت کے لئے کافی
وقت ملیگا اور محنت و اشغال سے بے فکری
ہوگی آپ نے فرمایا نہیں آج کے دن تم اس
سے بہتر ہو (ترمذی)

دل کو نرم کرنے والی حدیثیں

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِيْ مَالِهٖ جَعَلَهٗ فِي الْمَآءِ وَالطِّيْنِ (بیہقی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب بندہ کے مال میں برکت نہ دی جائے تو وہ اس کو پانی اور مٹی میں خرچ کر دیتا ہے (بیہقی)

فقرا کی فضیلت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَضِيَ مِنَ اللهِ بِالْيَسِيْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْقَلِيْلِ مِنَ الْعَمَلِ۔ (بیہقی)

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے تھوڑے سے رزق پر راضی ہو جائے خداوند تعالےٰ اس سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے

مہمان کا حق

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّلٰوةُ اِتَّقُوا اللهَ فِيْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (الادب المفرد)

(بروایت علیؓ بن ابی طالب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلمات یہ تھے "نماز" "نماز" جو تمہارے دستِ نگر ہیں ان کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو۔ (الادب المفرد)

علاماتِ قیامت

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَعَلَتْ اُمَّتِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ خَصْلَةً حَلَّ بِهَا الْبَلَاءُ وَعَدَّ هٰذِهِ الْخِصَالَ وَلَمْ يَذْكُرْ تُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ قَالَ وَبَرَّ صَدِيْقَهٗ وَجَفَا اَبَاهُ وَقَالَ وَشُرِبَ الْخَمْرُ وَلُبِسَ الْحَرِيْرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کہ میری امت ان پندرہ باتوں کو کرے گی (جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہوا ہے) تو اس پر وہ بلا نازل ہوگی (جس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں کیا گیا ہے) حضرت علیؓ نے یہ پندرہ باتیں گنائیں لیکن ان میں "علم کو دین کے لئے نہیں دنیا حاصل کرنے کیلئے سیکھنے کا ذکر نہیں کیا اور جب آدمی اپنے دوست کو اپنا ہمنشیں بنائے گا اور باپ کو اپنے سے دور رکھے گا" کی جگہ یہ الفاظ بیان کئے کہ جب دوست کے ساتھ احسان کرے گا اور باپ پر ظلم وستم ڈھائے گا اور جب شرابیں پی جائیں گی۔" کی جگہ "جب ریشم پہنا جائے گا" بیان کیا۔ (ترمذی)

لہ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اتُّخِذَ الْفَيْءُ دُوَلًا وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا وَالزَّكٰوةُ مَغْرَمًا وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّيْنِ وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ وَعَقَّ اُمَّهٗ وَاَدْنٰى صَدِيْقَهٗ وَاَقْصٰى اَبَاهُ وَظَهَرَتِ

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ مال غنیمت کو دولت قرار دیدیا جائے گا (یعنی جب مال غنیمت کو امراء اور صاحب منصب لوگ دولت قرار دے کر خود لے لیں گے اور ضعیف اشخاص کو اس میں سے حصہ نہ دیں گے) اور جب امانت کے مال

الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ وَسَادَ
الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ وَكَانَ
زَعِيْمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ وَاُكْرِمَ
الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ وَظَهَرَتِ
الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ
الْخُمُوْرُ وَلَعَنَ اٰخِرُ هٰذِهِ
الْاُمَّةِ اَوَّلَهَا فَارْتَقِبُوْا عِنْدَ
ذٰلِكَ رِيْحًا حَمْرَاءَ وَزَلْزَلَةً
وَخَسْفًا وَّمَسْخًا وَّقَذْفًا وَّاٰيَاتٍ
تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهٗ فَتَتَابَعَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

کو غنیمت شمار کر لیا جائے گا۔ (یعنی جب
لوگ امانت کے مال میں خیانت کریں گے
اور اس کو مالِ غنیمت سمجھ لیں گے) اور
زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا اور جب
علم کو دین کے لئے نہیں بلکہ دُنیا طلبی حاصل
کرنے کے لئے سیکھا جائے گا۔ اور جب
مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ (یعنی
جو کچھ عورت کہے گی اس کو بجالائے گا)
اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا اور
اس کو رنج دے گا۔ اور جب آدمی دوست
کو اپنا ہمنشیں بنائے گا۔ اور جب باپ
دُور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی اور شور
مچایا جائے گا۔ اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا۔ اور
جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارزل شخص ہوگا۔ اور جب آدمی
تعظیم اس کی بُرائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں
ظاہر ہوں گی (اور لوگ ان سے اختلاط کریں گے) اور جب باجے ظاہر ہونگے
اور شرابیں پی جائیں گی (یعنی علانیہ) اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ
اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور ان پر لعنت کریں گے اس وقت تم ان چیزوں کے
وقوع میں آنے کا انتظار کرو۔ یعنی تیز و تند سُرخ آندھی۔ زلزلہ۔ زمین میں
دھنس جانے۔ صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور
ایسی پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے اس طرح آئیں گی) گویا وہ موتیوں

کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے۔ جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ وَّرَاءِ النَّهْرِ يُقَالُ لَهُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰى مُقَدِّمَتِهِ مَنْصُوْرٌ يُوَطِّنُ وَيُمَكِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا مَكَّنَتْ قُرَيْشٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ نَصْرُهٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤٗدَ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص ان شہروں میں جو نہر کے پیچھے واقع ہیں ہوگا حارث حراث ہوگا اس کی فوج کے اگلے حصہ پر ایک شخص ہوگا جس کا نام منصور ہوگا۔ یہ حارث محمد صلی اللہ علیہ کی اولاد کو جگہ یا ٹھکانا دے گا جس طرح کہ قریش (کے ان لوگوں) نے (جو ایمان لے آئے تھے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھکانا دیا تھا ہر مسلمان پر اس شخص کی مدد واجب ہے۔ (ابوداؤد)

جنّت اور جنّتیوں کے صفات

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِيْنِ يَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَهَا يَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْاَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوْبٰى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں حور عین کے اجتماع کی ایک جگہ ہوگی (یعنی ایک جگہ ایسی ہوگی جہاں حوریں جمع ہوا کریں گی) اس اجتماع میں بلند آواز سے ترانے گائیں گی ان کی آواز اس قدر دلکش ہوگی کہ لوگوں نے کبھی بھی نہ سنی ہوگی یہ حوریں اس قسم کا ترانہ گائیں گی۔ ہم

كَمَا لَهُ ذُو الْتِرْمِذِيُّ — ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ کبھی فکرمند نہ ہوں گے۔ ہم اپنے پروردگار یا اپنے خاوندوں سے راضی اور خوش رہیں گے کبھی ناخوش نہ ہوں گے۔ خوشخبری ہر اس شخص کے لئے جو ہمارے لئے ہے۔ اور ہم اس کے لئے ہیں۔ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَسُوْقًا مَا فِيْهَا شِرًى وَلَا بَيْعٌ اِلَّا الصُّوَرَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَاِذَا اشْتَهَى الرَّجُلُ صُوْرَةً دَخَلَ فِيْهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت میں ایک بازار ہے جس میں خرید وفروخت نہیں ہوتی۔ بلکہ مردوں اور عورتوں کی صورتوں کا بازار ہوگا یعنی جب کوئی شخص کسی کو خوش کرنا چاہے تو اس کو اس بازار میں سے کر آجائے گا۔ (ترمذی)

فَضَائِلِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلُ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو دراز قامت تھے اور نہ پستہ قد آپ کا سر مبارک بڑا تھا اور ڈاڑھی گنجان تھی۔ ہتھیلیاں اور پاؤں فربہ اور پُرگوشت تھے۔ رنگ آپ کا سُرخ وسفید تھا۔ ہڈیوں کے جوڑ موٹے تھے۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی دھاری

صَبَبٍ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

یا کیر تھی۔ جب آپ چلتے تو آگے کی جانب جھکے ہوئے گویا آپ نشیب میں جا رہے ہیں۔ نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد میں نے کوئی شخص آپ جیسا نہیں دیکھا۔ آپ پر خدا کی رحمت اور سلام ہو (ترمذی)۔

وَعَنْهُ كَانَ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ بِالْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ أَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ إِذَا مَشٰى يَتَقَلَّعُ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَأَكْرَمُهُمْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کہتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو لانبے تھے اور نہ پستہ قد بلکہ متوسط بالقامت تھے آپ کے بال نہ تو گھونگریالے تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ بل کھائے ہوئے تھے آپ نہ بہت موٹے تھے اور نہ بالکل نحیف و دُبلے۔ آپ کا چہرہ گول تھا۔ اور سفید سُرخی لئے ہوئے۔ آپ کی آنکھیں سیاہ تھیں اور پلکیں لمبی اور آپ کی ہڈیوں کے سرے یعنی جوڑ موٹے تھے، آپ کے جسم پر بال نہ تھے صرف ایک دھاری یا لکیر بالوں کی تھی جو سینہ سے ناف تک چلی گئی تھی۔ ہاتھ اور پاؤں پُرگوشت تھے جب چلنے کے لئے قدم اٹھاتے تو گویا آپ بلندی سے نیچے اُتر رہے ہیں۔ اور جب آپ اِدھر اُدھر دیکھتے تو پورے جسم کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے۔ آپ کے دونوں شانو

عَشِیْرَۃً وَمَنْ رَاٰہُ بَدِیْھَۃً ھَابَہٗ وَمَنْ خَالَطَہٗ مَعْرِفَۃً اَحَبَّہٗ یَقُوْلُ نَاعِتُہٗ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ آپ لوگوں میں نہایت کشادہ دل اور سخی اور زبان کے نہایت سچے تھے۔ آپؐ نہایت صاف الفاظ میں گفتگو فرماتے تھے۔ آپؐ طبیعت کے نہایت نرم اور قوم کے لحاظ سے نہایت شریف بزرگ تھے جو شخص آپؐ کو یکایک دیکھتا اس پر ہیبت طاری ہو جاتی اور جو شخص آپؐ کو پہچان کر کے آپؐ سے محبت سے محبت اور اختلاط رکھتا آپؐ سے محبت کرتا۔ حضورؐ کی صفات بیان کرنے والے یعنی حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ کی وفات سے پہلے اور آپؐ کی وفات کے بعد میں نے آپؐ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔ آپؐ پر خدا کی رحمت ہو (ترمذی)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ اَبَا جَھْلٍ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نُکَذِّبُکَ وَلٰکِنْ نُکَذِّبُ بِمَا جِئْتَ بِہٖ فَاَنْزَلَ اللہُ تَعَالٰی فِیْھِمْ فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ یَجْحَدُوْنَ (رواہ الترمذی)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ابوجہل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم تم کو جھوٹا نہیں کہتے ہم تو اس چیز کو جھٹلاتے ہیں جس کو تم لائے ہو (یعنی جس کو تم وحیِ الٰہی بتاتے ہو۔ خداوند تعالٰے نے ابوجہل وغیرہ کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی : فَاِنَّھُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللہِ یَجْحَدُوْنَ (وہ تجھ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ یہ ظالم خدا تعالےٰ سے تجاوز کرنے والے ہیں، خدا تعالےٰ کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وعادات

وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ يَهُودِيًّا كَانَ يُقَالُ لَهُ فُلَانٌ حَبْرٌ كَانَ لَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَانِيرُ فَتَقَاضَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ يَا يَهُودِيُّ مَا عِنْدِي مَا أُعْطِيكَ قَالَ فَإِنِّي لَا أُفَارِقُكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى تُعْطِيَنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذًا أَجْلِسُ مَعَكَ فَجَلَسَ مَعَهُ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَالْغَدَاةَ وَكَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَدَّدُونَهُ وَيَتَوَعَّدُونَهُ فَفَطِنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الَّذِي يَصْنَعُونَ بِهِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَهُودِيٌّ يَحْبِسُكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَنِي رَبِّي أَنْ أَظْلِمَ مُعَاهِدًا أَوْ غَيْرَهُ فَلَمَّا تَرَجَّلَ النَّهَارُ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی تھا جس کو فلاں عالم کہا جاتا تھا۔ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند دینار چاہیے تھے۔ اس نے آپ پر تقاضا کیا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ اے یہودی! میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں تجھ کو دوں۔ اُس نے کہا، محمدؐ میں اُس وقت تک تم سے جُدا نہ ہوں گا۔ جب تک آپ میرا قرض ادا نہ کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا میں تیرے پاس بیٹھ جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ اس کے سامنے بیٹھ گئے اور اسی مقام پر آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشا اور پھر صبح کی نماز پڑھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ اس یہودی کو دھمکاتے تھے اور نکال دینے کا خوف دلاتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو محسوس کیا۔ کہ صحابیؓ اس کو دھمکاتے ہیں تو آپ نے ان کو منع فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ایک

قَالَ الْيَهُوْدِيُّ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَشَطْرُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمَا وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ بِكَ الَّذِيْ فَعَلْتُ بِكَ اِلَّا لِاَنْظُرَ اِلٰى نَعْتِكَ فِي التَّوْرٰىةِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَمُهَاجَرُهٗ بِطَيْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا مُتَزَيٍّ بِالْفُحْشِ وَلَا قَوْلِ الْخَنَاءِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا مَالِيْ فَاحْكُمْ فِيْهِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ وَكَانَ الْيَهُوْدِيُّ كَثِيْرَ الْمَالِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ

یہودی آپ کو روک سکتا ہے! آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ نے مجھ کو منع فرمایا ہے کہ میں اس شخص پر ظلم کروں جو ہماری پناہ میں ہے یا اس پر جو ہماری پناہ میں نہیں ہے پھر جب دن چڑھ گیا تو یہودی نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے، اور یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں اور میرے مال کا آدھا حصہ خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم میں نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا ہے وہ محض اسلئے کیا ہے کہ میں دیکھوں کہ جو صفات تورات میں مذکور ہیں وہ آپ میں پائی جاتی ہیں یا نہیں، تورات میں لکھا ہے محمدؐ بن عبداللہ مکہ میں پیدا ہوگا طیبہ کی طرف ہجرت کریگا اور اس کی حکومت شام میں ہوگی وہ بدزبان سنگدل نہ ہوگا اور نہ بازار میں شور مچانے والا۔ اور نہ فحش گوئی اس میں ہوگی اور نہ وہ بیہودہ بات کہنے والا ہوگا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور آپ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں یہ میرا مال موجود ہے جو حکم آپ مناسب سمجھیں فرمائیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کے حکم سے اس کو جہاں چاہیں خرچ فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے، یہ یہودی بہت مالدار تھا (بیہقی)

معجزات

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا يَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ

حضرت علی رضی بن ابی طالب کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا جب ہم آپ کے ساتھ گرد و نواح میں جاتے تو جو پہاڑ (پتھر) اور درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا السلام علیک یا رسول اللہ (ترمذی۔ دارمی)

مسافات

عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ اَنَّهُ قَالَ اَصَبْتُ شَارِفًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَغْنَمٍ يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَاَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا اُخْرَى فَاَنَخْتُهُمَا يَوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَا اُرِيدُ اَنْ اَحْمِلَ عَلَيْهِمَا اِذْخِرًا لِاَبِيعَهُ وَمَعِي صَائِغٌ مِنْ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَاَسْتَعِينَ بِهِ عَلَى وَلِيمَةِ فَاطِمَةَ وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَشْرَبُ فِي ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهُ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ. فَثَارَ اِلَيْهِمَا

حضرت علی رض بن ابی طالب نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر کے دن غنیمت میں ایک اونٹنی ملی، اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹنی اور دی، ان دونوں کو میں نے ایک دن ایک انصاری کے دروازے پر بٹھایا اور میں ارادہ کر رہا تھا کہ ان دونوں پر اذخر لاد کر لے جاؤں تاکہ بیچوں اور میرے ساتھ بنی قینقاع کا ایک سنار تھا اس سے فاطمہ کے ولیمہ کی دعوت میں مدد لوں، حمزہ بن عبد المطلب اسی گھر میں شراب پی رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک گانے والی تھی جو گا رہی تھی کہ

حَمْزَةَ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَمِنَ السَّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ إِلَى مَنْظَرٍ أَفْظَعَنِي فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَهُ زَيْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَدَخَلَ عَلَى حَمْزَةَ فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ فَرَفَعَ حَمْزَةُ بَصَرَهُ وَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِآبَائِي فَرَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَهْقِرُ حَتَّى خَرَجَ عَنْهُمْ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ)

یا حمز للشرف النواء اے حمزہ آگاہ ہو، فربہ اونٹنیاں لے لو حمزہ ان دونوں اونٹنیوں کی طرف تلوار لے کر جھپٹ پڑے ان کے کوہان کاٹ ڈالے اور کوکھیں کاٹ دیئے، پھر ان دونوں کی کلیجیاں نکال ڈالیں۔ میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کوہان کیا ہوا، کہا کوہان کاٹ کر لے گئے، ابن شہاب کا بیان ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس زید بن حارثہ بھی تھے، میں نے آپ سے واقعہ بیان کیا، تو آپ چلے اور آپ کے ساتھ زید بھی چلے، میں آپ کے ساتھ روانہ ہوا، آپ حمزہ کے پاس پہنچے اور بہت غصہ ہوئے، حمزہ نے اپنی نگاہ اٹھائی اور کہا۔ کیا تم میرے باپ دادوں کے غلام ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُلٹے پاؤں واپس چلے گئے۔ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے (بخاری)

مناقبِ وفضائلِ صحابہ رضوان علیہم اجمعین

فضائلِ ابوبکرؓ

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قِيلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ
قَالَ اِنْ تُؤَمِّرُوْا اَبَا بَكْرٍ تَجِدُوْهُ
اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي
الْاٰخِرَةِ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عُمَرَ تَجِدُوْهُ
قَوِيًّا اَمِيْنًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ
لَوْمَةَ لَائِمٍ وَاِنْ تُؤَمِّرُوْا عَلِيًّا
وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ تَجِدُوْهُ
هَادِيًا (احمد)

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ!
آپ کے بعد کس کو ہم اپنا امیر بنائیں. آپ
نے فرمایا اگر تم ابوبکرؓ کو اپنا امیر بناؤگے
تو اس کو امانت دار. دنیا سے بے پروا.
اور آخرت کی طرف راغب پاؤگے. اور
اگر تم عمرؓ کو اپنا امیر بناؤگے تو تم اس کو
قوی اور امین پاؤگے. وہ احکام خدا میں
کسی ملامت کرنے والے سے نہیں ڈرتا.
اور اگر تم علیؓ کو اپنا امیر بناؤگے اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو اپنا امیر نہ بناؤگے تو تم
اس کو راہ راست دکھلانے والا اور ہدایت یافتہ پاؤگے اور وہ تم کو پکڑ کر سیدھے راستے
پر لے جائے گا. (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِيْ اِبْنَتَهٗ
وَحَمَلَنِيْ اِلٰى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِيْ
فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهٖ
رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَاِنْ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خدائے تعالیٰ
ابوبکرؓ پر رحم فرمائے اس نے اپنی بیٹی کا مجھ
سے نکاح کیا اور اپنے اونٹ پر سوار کرکے
مجھ کو دار الہجرت لے آیا (یعنی مدینہ میں
میرا مصاحب رہا) اور مال سے بلال کو آزاد

كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ مِنْ صَدِيْقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيْهِ الْمَلٰئِكَةُ رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔

کیا اور خداوند تعالیٰ عمرؓ پر رحم فرمائے جو حق بات کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہوتی ہے۔ حق گوئی نے اسے اس حال پر پہنچایا ہے کہ اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ عثمانؓ پر رحم فرمائے جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ علیؓ پر رحم فرمائے۔ اللہ حق کو علیؓ کے ساتھ گردش دے یعنی جدھر علیؓ جائے ادھر ہی حق ہے (ترمذی)

مناقب علی رضؓ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ وَرُقَبَاءَ وَاُعْطِيْتُ اَنَا اَرْبَعَةَ عَشَرَ قُلْنَا مَنْ هُمْ قَالَ اَنَا وَابْنَايَ وَجَعْفَرٌ وَحَمْزَةُ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَبِلَالٌ وَسَلْمَانُ وَعَمَّارٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر نبی کے ساتھ سات آدمی ہوتے ہیں جو اس کے منتخب و برگزیدہ اور رقیب و نگہبان ہوتے ہیں اور مجھ کو ایسے چودہ آدمی دیئے گئے ہیں۔ علیؓ سے پوچھا گیا وہ کون لوگ ہیں۔ علیؓ نے کہا میں۔ میرے دونوں بیٹے (حسنؓ و حسینؓ) جعفرؓ حمزہؓ۔ ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ مصعبؓ بن عمیرؓ۔ بلالؓ سلمانؓ۔ عمارؓ۔ عبداللہ بن مسعودؓ۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ اِذَا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَانِيْ وَاِذَا سَكَتُّ ابْتَدَاَنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ مجھے دیتے اور جب میں خاموش ہوتا تو اس وقت بھی مجھے دیتے۔

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيكٍ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ ہے اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور کہا بعضوں نے اس کو شریک سے روایت کیا اور صُنابحی کا ذکر نہیں کیا اور ہم اس حدیث کو شریک کے سوا کسی ثقہ سے نہیں جانتے ہیں (ترمذی)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكَ مَثَلٌ مِنْ عِيسَى أَبْغَضَتْهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ وَأَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلُوهُ بِالْمَنْزِلَةِ الَّتِي لَيْسَتْ لَهُ ثُمَّ قَالَ يَهْلِكُ فِيَّ رَجُلَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يُقَرِّظُنِي بِمَا لَيْسَ فِيَّ وَمُبْغِضٌ يَحْمِلُهُ شَنَآنِي عَلَى أَنْ يَبْهَتَنِي رَوَاهُ أَحْمَدُ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تجھ میں عیسیٰؑ سے ایک مشابہت ہے۔ یہودیوں نے ان کو برا سمجھا یہاں تک کہ ان کی والدہ پر زنا کی تہمت لگائی اور نصاریٰ نے اتنا پسندیدہ محبوب قرار دیا کہ ان کو اس درجہ پر پہنچا دیا جو اُن کے لیے ثابت نہیں ہے (یعنی خدا کا بیٹا) اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے معاملہ میں (یعنی علی کے معاملے میں) دو شخص (یعنی دو جماعتیں) ہلاک ہوں گی (یعنی گمراہی میں مبتلا ہوں گی) ایک تو وہ جو حد سے زیادہ مجھ سے محبت رکھنے والا ہوگا اور مجھ میں وہ خوبیاں بتلائے گا جو مجھ میں نہ ہوں گی۔ دوسرے وہ جو میرا دشمن ہوگا اور مجھ سے دشمنی اس کو اس امر پر آمادہ کر دے گی کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے (احمد)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَتْ لِي مَنْزِلَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْخَلَائِقِ فَكُنْتُ اٰتِيْهِ بِاَعْلٰى سَحَرٍ فَاَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَاِنْ تَنَحْنَحَ انْصَرَفْتُ اِلٰى اَهْلِيْ وَاِلَّا دَخَلْتُ عَلَيْهِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں میرا اتنا مرتبہ تھا کہ مخلوق میں سے اتنا مرتبہ کسی کا نہ تھا میں صبح ہی صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا السلام علیکم یا نبی اللہ! اگر آپ السلام کے جواب میں کھنکارتے تو میں اپنے گھر واپس چلا جاتا اور اگر آپ نہ کھنکارتے تو میں گھر کے اندر چلا جاتا۔ (نسائی)

وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَاَرِحْنِيْ وَاِنْ كَانَ مُتَاَخِّرًا فَارْفَعْنِيْ وَاِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ قُلْتَ فَاَعَادَ عَلَيْهِ مَا قَالَ فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَافِهِ اَوِ اشْفِهِ شَكَّ الرَّاوِيْ قَالَ فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِيْ بَعْدُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں بیمار تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھ کو موت دیکر راحت عنایت فرما اور اگر ابھی موت کا وقت نہیں آیا ہے تو میری زندگی میں وسعت بخش اور اگر یہ بیماری آزمائش و امتحان ہے تو مجھ کو صبر عطا فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا تو نے کس طرح کہا ہے پھر کہنا، میں نے دعا کے الفاظ کو پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھکرا کر مجھ سے فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت فرما یا شفا بخش (راوی کو شک ہے کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے یا دوسرے الفاظ، علی کا بیان ہے کہ اس دعا کے بعد پھر مجھ کو یہ شکایت یا مرض کبھی نہ ہوا (ترمذی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

عشرہ مبشرہ کے مناقب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ اِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَوْمَ اُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت علی رضہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی کے لئے ماں باپ کو جمع کرتے ہوئے نہیں دیکھا مگر سعد بن مالک رضہ کے لئے چنانچہ اُحد کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا۔ تیر چلا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔ (بخاری و مسلم)

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ اُذُنِيْ مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

حضرت علی رضہ کہتے ہیں کہ میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے سنے ہیں۔ طلحہ رضہ اور زبیر رضہ جنت میں میرے ہمسائے ہیں۔

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ اِلَّا لِسَعْدٍ قَالَ لَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَقَالَ لَهٗ ارْمِ اَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

حضرت علی رضہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ کو کسی کے لئے جمع نہیں کیا۔ مگر سعد بن ابی وقاص کے لئے چنانچہ اُحد کے دن اُن سے فرمایا سعد! تیر چلا تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوا اور سعد کے لئے آپ نے یہ بھی فرمایا تیر پھینکے جا اے قوی جوان۔ (ترمذی)

بعض مشہور صحابہ رضہ کے مناقب

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت علی رضہ کہتے ہیں رسول اللہ

صلى الله عليه وسلم لو كنت مؤمرا أحدا من غير مشورة لأمرت عليهم ابن أم عبد رواه الترمذي وابن ماجة

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں مشورہ کے بعد کسی کو امیر (حاکم) بنانا چاہتا تو میں تمہارا سردار (حاکم) ام عبد کے بیٹے (ابن مسعود رضی) کو بناتا (ترمذی، ابن ماجہ)

وعن علي قال استأذن عمار على النبي صلى الله عليه وسلم فقال ائذنوا له مرحبا بالطيب المطيب رواه الترمذي

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ عمار رض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضری کی اجازت طلب کی نبی نے فرمایا اس کو اجازت دیدو اس پاک آدمی کو خوشخبری ہو (یعنی عمار کو) ترمذی

وعن علي قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا والزبير والمقداد وفي رواية وأبا مرثد بدل المقداد فقال انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ فإن بها ظعينة معها كتاب فخذوه منها فانطلقنا تعادى بنا خيلنا حتى أتينا إلى الروضة فإذا نحن بالظعينة فقلنا أخرجي الكتاب قالت ما معي من كتاب فقلنا لتخرجن الكتاب أو لتلقين الثياب فأخرجته من عقاصها فأتينا به النبي

حضرت علی رض کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو زبیر رض کو اور مقداد کو (اور ایک روایت میں مقداد کی جگہ ابو مرثد کا نام آیا ہے، حکم دیا کہ تم روضہ خاخ پر جاؤ! (یہ مقام مدینہ کے قریب مکہ اور مدینہ کے راستہ پر واقع ہے) وہاں ایک عورت ہے جو اونٹ پر کجاوے میں سوار ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط تم اس سے لے آؤ! پس ہم اپنے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑا کر چلے یہاں تک کہ روضہ خاخ پر پہنچ گئے اور وہ عورت ہم کو وہاں مل گئی، ہم نے اس سے کہا خط نکال کر ہم کو

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ
حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ مِّنَ
الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ
بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ
مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ
عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي
قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ
وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ
لَهُمْ قَرَابَةٌ يَحْمُوْنَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ
وَأَهْلِيْهِمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي
ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيْهِمْ
يَدًا يَحْمُوْنَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ
كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِي وَ
لَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا
الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا

دیدے یہ خط مدینہ والوں نے مکہ والوں
کے نام لکھا تھا۔ اس عورت نے کہا میرے
پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا یا تو خط
کو تو خود نکال دے ورنہ ہم تیرے کپڑے
اتار دیں گے آخر وہ خط اس نے اپنی چوٹی سے
نکال کر دیا۔ ہم اس کو لیکر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور
اور دیکھا تو اس میں یہ لکھا حاطبؓ بن بلتعہؓ
کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام اس خط
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق
کچھ خبریں درج تھیں یہ معلوم کرکے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے حاطب
یہ کیا بات ہے۔ حاطبؓ نے عرض کیا۔
یا رسول اللہ! میرے معاملہ میں عجلت سے
کام نہ لیجئے، میں ایک ایسا شخص ہوں
جو قریش سے لپٹا یا گیا ہوں، یعنی ان کا
حلیف ہوں، لیکن میں ان میں شامل
نہیں ہوں اور جو لوگ مہاجرین میں سے
آپ کے ساتھ ہیں مکہ والوں سے ان کی قرابت
ہے اور مکہ کے مشرک اس قرابت کے
لحاظ سے ان کے جان و مال کی حفاظت

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِي رِوَايَةٍ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

کرتے ہیں پس میں نے یہ پسند کیا کہ چونکہ میری نسبی قرابت قریش میں نہیں ہے اس لئے میں ایسا کام کروں جس سے وہ مجھ سے خوش رہیں اور وہ میرے قرابت داروں کی حفاظت کریں جو کہ میں ہیں میں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا ہے کہ میں کافر یا منافق ہوں یا دین اسلام سے پھر گیا ہوں اور نہ یہ کام میں نے اس لئے کیا ہے کہ اسلام لانے کے بعد میں کفر سے خوش اور راضی ہوں۔ رسول اللہؐ نے سنکر فرمایا حاطبؓ نے تم سے بلاشبہ سچ بات کہہ دی ہے۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! مجھ کو اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، حاطبؓ بدر کے معرکہ میں شریک رہا ہے اور تم حقیقت حال کو جانو ممکن ہے خداوند تعالیٰ نے بدر والوں پر نظر رحمت فرمائی ہو اور ان کی مغفرت کی ہو اس لئے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے تم جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہو گئی ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں نے تم کو بخش دیا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ (اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو تم اپنا دوست نہ بناؤ یعنی کافروں سے تعلق نہ رکھو) اس آیت میں حاطب وغیرہ کے لئے زجر و توبیخ کرے (بخاری و مسلم)

ازواج مطہرات کے

مناقِب وفضائِل

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ وَاَشَارَ وَكِيْعٌ اِلَى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

حضرت علی رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے مریمؑ بنت عمران ساری اُمت کی عورتوں میں بہتر تھیں۔ اور خدیجۃ الکبریٰؓ بھی سب سے زیادہ بہتر ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ وکیع نے آسمان وزمین کی جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ ان کے رہنے والوں میں سب سے بہتر ہیں۔

(بخاری ومسلم)

فضائل اہل بیت

وَعَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ سُئِلَ عَلِیٌّ هَلْ خَصَّكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَیْءٍ فَقَالَ مَا خَصَّنَا بِشَیْءٍ لَمْ یَعُمَّ بِهِ النَّاسَ اِلَّا مَا فِیْ قِرَابِ سَیْفِیْ هٰذَا فَاَخْرَجَ صَحِیْفَةً فِیْهَا لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَرَقَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَفِیْ رِوَایَةٍ مَنْ غَیَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهٗ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابی الطفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو (یعنی اہل بیت کو) کسی چیز کے ساتھ مخصوص و ممتاز نہیں کیا گیا جو لوگوں کو عام طور پر نہ دی گئی ہو البتہ اس چیز کے ساتھ مخصوص و ممتاز کیا گیا ہے جو میری اس تلوار کے غلاف کے اندر ہے (یعنی یہ چیز ہم کو خاص طور پر دی گئی ہے لیکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اندر جو احکام ہیں وہ عام مسلمانوں کیلئے نہیں یا خاص ہمارے لئے) یہ کہہ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کے غلاف میں سے ایک کاغذ نکالا جس میں لکھا تھا کہ اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو زمین کا نشان چرائے (یعنی حد و دمکانات و کھیت وغیرہ) اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ خدا کی لعنت ہو اس شخص پر جو زمین کی علامت میں تغیر و تبدیل کرے اور اس شخص پر جو اپنے باپ پر لعنت کرے اور اس شخص پر خدا کی لعنت ہو جو بدعتی کو ٹھکانہ دے (مسلم)

سہ ماہی ـــــ فکرونظر ـــــ اسلام آباد

تعلیمی اداروں اور کتب خانوں کے لئے منظور شدہ

(بحوالہ وزارت تعلیم حکومت مغربی پاکستان چٹھی نمبر ۶ ۔ ۶۸ ۔ ۱۲۰ (Bureau (1) (d

جلد ۔ ۲۳ | شوال ۔ ذوالحجہ ۱۳۰۵ ھ جولائی ۔ ستمبر ۱۹۸۵ء | شمارہ ۔ ۱

فہرست

مجلس ادارت

حضرت علیؓ بن ابی طالب

ڈاکٹر محمد حمیداللہ

فاضل مقالہ نگار نے یہ تحقیقی مقالہ اُردُو دائرہ معارف اسلامیہ کیلئے رقم فرمایا تھا۔ بعض ادارتی مجبوریوں کے پیش نظر یہ مکمل طور پر شائع نہ ہو سکا، چنانچہ ڈاکٹر صاحب محترم نے از راہ عنایت فکرونظر میں اشاعت کیلئے ارسال فرمایا — قارئین کے استفادے کیلئے پیش خدمت ہے۔

(ادارہ)

تاریخ اسلام کے کسی شخص کی سوانح عمری لکھنا غالباً اتنا دشوار نہیں جتناحضرت علیؓ کی۔ کیونکہ اس میں تعلق بدقسمتی سے عقائد سے ہوگیا ہے۔ اور سنّی، شیعہ، معتزلی، اور اباضی (خارجی) مورخ بھی بےشعوری میں جذبات سے اتنے متاثر نظر آتے ہیں کہ آج ساڑھے تیرہ سو سال بعد بھی دامن سمیٹ کر کوئی ایسی چیز لکھنا آسان نہیں جسے سب قبول کر سکیں۔ اختلافی چیزوں سے سکوت کرنے میں سوانح عمری نامکمل ہو جاتی ہے، اور تحقیق حق کے نتائج کو بیان نہ کرنا بددیانتی ہوتی ہے۔ بہرحال ہم امکانی حد تک کوشش کرینگے۔

یہ ابو طالب بن عبدالمطلب اور ان کی بیوی فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے بیٹے، پیغمبر اسلام کے چچازاد بھائی اور داماد، اور سابقین اوّلین میں سے تھے۔ ولادت کہتے ہیں اس وقت ہوئی جب حاملہ ماں جوف کعبہ کے اندر تھی (۱) سنّی انہیں خلفائے راشدین میں بطور خلیفۂ چہارم داخل کرتے ہیں۔ شیعوں کے ہاں ان کو خلیفۂ اول

ہونے کا حقدار سمجھا جاتا ھے ۔ معتزلہ ان کی فضیلت کے بارے میں سنّیوں سے اختلاف کرتے ھیں ۔ غالی خارجی ان کو اسلام ھی سے خارج کرتے ھیں ۔

یتیم پیغمبر اسلام نے ابو طالب کے گھر میں پرورش پائی اور سن شعور کو پہنچے تو چچا کو تجارتی کاروبار میں مدد دیتے رھے ۔ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد چچا کا مکان ترک کیا اور بیوی کی تجارت میں شریک اور کارندہ ھوگئے ۔ یہ تو واضح نہیں کہ پھر چچا کی دکان بھی چلاتے رھے یا نہیں ، لیکن چچا کا مالی بوجھ کم کرنے کے لئے اس کے ایک بیٹے ، علیؓ، کو اپنی تبنیت میں لے لیا اور سفارش کر کے ایک دوسرے بیٹے ، جعفر کو عباس بن عبدالمطلب کی تبنیت دلا دی ۔ علیؓ سانولے اور ستہ قد تھے ۔ زمانۂ خلافت میں کوفہ میں لوگ ان کو دیکھتے تو ،،بزرگ اشکنب (شکم) آمد ،، کا فقرہ کسا کرتے تھے [۲] بڑا سر ، ذھین اور سورما سپاھی تھے ۔ روحانی لگاؤ بھی بہت تھا ، اور شیعہ ھی نہیں سنّیوں کے ہاں بھی متعدد سلسلہ ھائے طریقت انہیں کے توسط سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہوتے ھیں ، جیسے قادریہ ، سہروردیہ ۔

ان کا بعثت نبوی کے وقت علی العموم نابالغ ہونا سمجھا جاتا ھے ۔ ابن سعد (طبقات ۳ ـ ۱ ، ص ۱۳) کے مطابق ،،گیارہ ، دس ، نو ، یا نو سے بھی کم سال کے ، تھے ۔ ممکن ھے بعثت کے وقت تقریباً نو سال کے ھوں ، اور فترت کے بعد جب تبلیغ شروع کی تو گیارہ ساڑھے گیارہ سال کی عمر میں یہ بھی مسلمان ہوتے ھوں ۔ ابن کثیر کے مطابق نو <، ۸ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۳،۱۳ ، ۱۵ یا ۱٦ سال کی عمر میں اسلام لاتے تھے ۔ ابتدائی مسلمانوں میں سے ایک کا بیان

ھے : میں نے ایک دن دیکھا کہ ایک شخص اٹھک بیٹھک کر رہا ھے اور اس کے دائیں ایک لڑکا ، اور پیچھے ایک عورت بھی اقتدا کر رہے ھیں ۔ دریافت پر لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آنحضرتؐ ، ان کا متبنیٰ علیؑ ، اور ان کی بیوی خدیجہ ھیں اور ایک نئے دین پر عمل کرنے لگے ھیں (۳)

طبری نے علیؑ کے اسلام لانے کی دو روایتیں بیان کی ھیں ۔ ایک (ص ۱۱۶۳) یہ کہ وہ شروع ھی سے مسلمان ہوگئے تھے اور چھپ کر نماز پڑھتے تھے ۔ ایک دن ابو طالب نے دیکھ لیا اور پوچھا : کیا کر رہے ھو ؟ پھر منع نہ کیا بلکہ کہا کہ آنحضرتؐ اچھی بات ھی کا مشورہ دیتے ھیں اس لئے برابر پیچھے کیا کرو ۔ (۴) دوسری روایت (طبری ۱۱۷۲-تا ۱۱۷۳) کے مطابق ایک دن آنحضرتؐ نے اپنے رشتہ داروں کو جمع کر کے تبلیغ کی اور کہا کہ کون ھے جو مسلمان ھو ؟ وہ میرا بھائی ، وصی (نافذ کنندۂ وصیت) اور تم میں میرا خلیفہ (نائب) ھوگا ۔ ــــ النسائی فی الخصائص کی روایت میں ، جیسا کہ ازالۃ الخفا ۲ ۔ ۲۵۲ میں نقل ہوا ھے ، الفاظ یہ تھے : میرا بھائی اور صاحب (رفیق) اور تم میں میرا وارث ہوگا ۔ ــــ حضرت علیؑ کہتے ھیں : کسی نے بھی اسے قبول کرنا نہ چاھا ۔ میں اس وقت سب سے کم سن تھا ، میری آنکھوں میں آشوب چشم کی وجہ سے) سب سے زیادہ گندگی تھی اور میری پنڈلیاں سب سے زیادہ نحیف تھیں ۔ میں اٹھا اور بولا : ..میں ، اے اللہ کے نبی ، اس کام میں آپؐ کا وزیر (بوجھ اٹھانے میں شریک) رھونگا ۔ ۔ اس پر حضورؐ نے میری گردن پر ھاتھ رکھا اور فرمایا : یہ میرا بھائی ، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ھے ، اس لئے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت

کرو ۔ اس پر حاضرین ہنسنے لگے اور کہا : ابو طالب (مبارک ہو) ، محمد کہہ رہا کہ اب تمہیں بھی اپنے بیٹے کی بات سننی اور ماننی ہوگی ۔ اس طنز کی وجہ سے ابو طالب نے اسلام قبول نہ کیا ۔ اس روایت میں ایک تو الفاظ کو اصطلاحی نہیں بلکہ لغوی معنوں میں لینا چاہئے کہ ابھی اصطلاحیں وجود میں نہ آئی تھیں ۔ دوسرے وصی اور موصیٰ لہ ایک نہیں ہوتے : آنحضرتؐ کا موصی لہ کون تھا ، معلوم نہیں ۔ اور تیسرے علیؓ فوراً خلیفہ بن گئے ، یہ نہیں کہ آنحضرتؐ کی وفات پر خلیفہ بنے ۔ اس بنا پر ہم نے ..جانشین .. کی جگہ ..نائب.. ترجمہ کیا ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ یہ خلافت یا نیابت اس وقت کی کارکردگی کے مطابق ہوگی ۔ اور اس وقت تک سلطنت اور حکومت کا سوال نہ تھا ، بلکہ روحانی تعلیم تھی ، اور روحانی امور کی مملکت میں وہ رسول اللہؐ کے خلیفۂ بلا فصل سنّیوں کے ہاں بھی ہیں :

مواخات عمل ہجرت میں آنحضرتؐ نے علیؓ کو اپنا بھائی بنایا ، جس طرح ابو بکرؓ کو عمرؓ کا ۔ ہجرت کے بعد علیؓ کو سہل بن حنیف اوسی انصاری کا بھائی بنایا گیا ۔ اور ان دونوں میں دوستی ہمیشہ برقرار رہی چنانچہ علیؓ جب خلافت کے لئے کوفہ روانہ ہوئے تو سہل ہی کو مدینہ کا گورنر بنایا ، پھر شام کا گورنر نامزد کر کے دمشق پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ، مگر معاویہ کی فوجوں نے پیش قدمی کی اور ان کو نیزے کی نوک سے بھگا دیا (۵)۔ پھر جنگ صفین میں یہ علیؓ کی فوج میں نظر آتے ہیں ۔

رسول اکرمؐ کے پاس مشرکین مکہ کی جو امانتیں تھیں ، وہ مناظر احسن گیلانی کے گمان میں مضاربت کے اصول پر نفع آور تجارتی حصہ داری سے متعلق ہونگی ۔ بہرحال جب آپؐ ہجرت کر کے مدینہ

جائے لگے تو یہ امانتیں واپس کرنے کا کام حضرت علیؓ ھی کے سپرد کیا اور کہا کہ تین دن بعد یہ مالکوں کو واپس پہنچا کر مدینہ آجاؤ .

آنحضرتؐ کی یہ امانت داری مخالفین کو بری لگتی ھے چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے جدید ایڈیشن میں مادۂ علی میں کوئی وجہ بتائے بغیر لکھا ھے : ..یہ مختلف وجوہ سے غیرقرین قیاس ھے ..۔

ایک عجیب واقعہ نسائی میں بلا تاریخ ھے (۱)اسے ھجرت کی رات ھی کا واقعہ قرار دیا گیا ھے . وہ یہ کہ عـلیؓ اور رسول اللہؐ رات کو کعبہ گئے اور عـلیؓ کو آنحضرتؐ نے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور علیؓ نے کعبہ کی چھت پر کے ایک تانبے کے مضبوط نصب شدہ بت کو اکھاڑ کر نیچے پھینک دیا اور وہ کچھ ٹوٹ بھی گیا . پھر دونوں جبکہ سے تیز تیز وھـاں سے واپس ھو گئے . کعبہ کی چھت پر ھبل نصب تھا . کیا وھی مراد ھے ؟

ھجرت کے بعد صفر سنہ ۲ میں انھوں نے رسول اللہؐ کی دختر فاطمہ سے نکاح کیا . رخصتی چند ماہ بعد ھوئی . بلاذری (انساب ، مخطوطہ استانبول ۱ ـ ۲٦۵) کے مطابق آپ کا حلیہ بی بی فاطمہ کو بسند نہ تھا تو آنحضرتؐ نے سفارش کی کہ وہ ..أکثرھم عـلما و أعظمھم حـلما .. کئی بچے ھوئے جن میں امام حسن اور امام حسین ممتاز ھیں . ایک بیٹی ام کلثوم سے حضرت عمرؓ نے اپنے زمـــانۂ خلافت میں نکاح کیا . ایک بارحضرت علیؓ نے ابو جھل کی نو مسلم بیٹی سے نکاح کرنا چاھا تو آنحضرتؐ نے منع فرمایا کہ فاطمہ کا دل دکھیگا . اس لئے بی بی کی وفات تک وہ صرف ایک بیوی پر اکتفا کرتے رھے . شروع میں گھر داماد رھے بی بی فاطمہ اور حضرت عائشہ کے کمروں کے درمیان صرف ایک دیوار حائل تھی . اس میں ایک

کھڑکی تھی جس سے رسول اکرمؐ اپنی لڑکیوں کو دیکھ اور ان سے بات چیت کر سکتے تھے ۔ ام کلثوم کے حضرت عثمانؓ سے نکاح کے بعد فاطمہ وھاں تنہا رہ گئیں ، پھر شوھر علیؓ بھی وھیں رھنے لگے ۔ رسول اللہؐ کے مکان کے سارے حجروں کی طرح ، حضرت علیؓ کے کمرے کا بھی صرف ایک دروازہ تھا جو اولاً مسجد کے صحن میں کھلتا تھا ، پھر تبدیل قبلہ کے بعد مسجد کی اولین صفوں اور مسقف حصے میں کھلنے لگا ۔ ان کمروں میں مقابل سمت میں دروازے نہ تھے۔ غسل وغیرہ کے لئے باھر نکلنا چاھتے تو مسجد میں سے گذرنے کے سوا چارہ نہ تھا ۔ اسی لئے ، تبدیل قبلہ پر لوگوں کے قبلے کی دیوار میں کھلنے والے سارے دروازے بند کرا دے گئے ، اور مسجد میں حالت جنابت میں داخلہ ممنوع قرار دیا گیا تو اس سے خود رسول اکرمؐ اور حضرت علیؓ کو مستثنیٰ کرنا ناگزیر تھا (جیسا کہ ترمذی وغیرہ نے صراحت کی ھے) ۔ عورتیں اپنے کمروں کے اندر ٹب میں بیٹھ کر نہا لیا کرتیں ۔ (حضرت حفصہ کے ٹب میں خود رسول اللہؐ کو مرض موت کے زمانے میں سات مختلف کنوؤں کے پانی سے نہلانا سب کو معلوم ھے) ؛ بنی قینقاع کے اخراج پر جب ان کے مکان خالی ھوئے تو ان میں سے ایک حضرت علیؓ کو دیا گیا ، اور رسول اللہؐ اپنے نواسوں اور ان کے والدین کو دیکھنے وھیں جایا کرتے تھے [۱] ۔ تبدیل قبلہ کے بعد پبلک کے مسجد میں کھلنے والے جو دروازے بند کرائے گئے ، وہ صرف قبلہ رخ دیوار میں معلوم ھوتے ھیں ، کیونکہ وفات نبوی سے عین قبل جب لوگوں کے دروازے مکرر بند کرائے گئے (اور ان میں سے حضرت ابو بکرؓ کا دروازہ مستثنیٰ کیا گیا) ، تو ان دونوں واقعات میں تطبیق کی یہی صورت ھو سکتی ھے کہ پہلے حکم کو قبلہ رخ

دیوار سے متعلق کیا جائے ، اور دوسرے حکم کو باقی مسجد سے ورنہ پہلے حسکم کے بعد نئے دروازے کھل نہ سکتے ۔

حضرت علیؓ کی سوق بنی قینقاع میں منتقلی کے بعد ان کا تخلیہ کردہ کمرہ رسول اکرمؐ کے لئے زور یعنی ملاقات گاہ بن گیا ۔ جیسا کہ سمہودی میں ہے ۔ یہ حضرت عائشہ کے کمرے سے متصل تھا اور شروع میں وہاں رسول اللہؐ کی لڑکیاں رہتی تھیں ۔

سنہ ۲ کے غزوۂ بدر میں انہوں نے سفید صوف کا طرہ لگایا تھا (ابن سعد ۳ ـ ۱ ، ص ١٤) ۔ اس موقع پر اور ہسر دیگر جنگ میں بہ کثرت دشمنوں کو تہ تیغ کیا ۔ تبوک میں ان کو ساتھ لینے کی جگہ آنحضرتؐ نے انہیں مدینے میں نائب کی حیثیت سے چھوڑا ۔ لوگوں (غالباً منافقوں) نے طنز کیا کہ تم اچھے سپاہی نہیں ہو اس لئے تمہیں عورتوں بچوں میں چھوڑا ہے ۔ یہ بھاگے ہوئے جا کر آنحضرتؐ سے کیمپ میں گلہ کرتے ہیں تو حضور فرماتے ہیں : ..کیا تمہیں سند نہیں کہ میرے پاس تمہارا وہی مرتبہ ہو جسو حضرت ہارون کا حضرت مسوسیٰ کے پاس تھا؟ بجز اس کے کہ میرے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ۔ ۸۱) (کہ کوہ طسور کے اعتسکاف کے زمانے میں وہ بنی اسرائیل میں نائب بن کر رہے تھے) ۔ مگر راز کی وجہ جسسو آنحضرتؐ ان سے پبلک میں بتا نہیں سکتے تھے کچھ اور معلوم ہوتی ہے : مشہور منافق ابن ابّی کا برتاؤ ان دنوں بہت مشتبہ ہوگیا تھا ، حتیٰ کہ وہ تبوک کی اس مہم میں کچھ دور شریک رہ کر مدینہ واپس آگیا تھا ؛ جیسا کہ مسعودی نے (التنبیہ والاسراف میں) صراحت کی ہے ۔ ان حالات میں پیشبندی کے لئے ضرورت تھی کہ مدینہ میں ایک جسری اور قابل اعتماد فوجی افسر موجود رہے

تبوک سے پہلے غزوۂ خیبر میں انھوں نے ایک مقامی مستحکم قلعہ قصر مرحب کو بھی فتح کیا ۔ یہ اب تک معروف اور دشوار گزار پہاڑی کی چوٹی پر ہے ، نیچے سے اوپر چڑھنے والوں کو دشمن آسانی سے ٹھہراؤ کر سکتا تھا ۔ علیؓ نے ایک بڑے دروازے کو چھتری یا سپر بنا کر پیش قدمی جاری رکھی اور کامیاب رہے ۔ خیبر کی مدد کے لئے فدک والے آرہے تھے ۔ ان کو روکنے کے لئے بھی علیؓ کو بھیجا گیا لیکن بلاذری (انساب ، ط مصر ، ف ۹۳۷) نے جو یہ واقعہ بیان کرتا ہے لکھا ہے کہ غزوۂ خیبر محرم میں ہوا اور فدک کی مہم شعبان میں ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔ غالباً یہ وقت شماری کے دو مختلف مروجہ طریقوں کا نتیجہ ہے کہ ایک میں اہل مکہ کے کبیسے کا لحاظ رکھا جاتا تھا اور دوسری خالص قمری تقویم ہوتی تھی ۔ اسی زمانے میں ہرقل کو بھیجے ہوئے مکتوب نبوی میں بھی یہی فرق ہے کہ سفیر محرم ۷ میں جاتا اور چھ ماہ قبل جمادی الآخرہ سنہ ٦ میں واپس آتا ہے ۔ (اس بحث اور تقویمی حل کے لئے دیکھئے میری فرانسیسی سیرت نبوی میں باب مکتوب نبوی بنام ہرقل) ۔

فتح مکہ کی تیاری کے زمانے میں حاطب بن ابی بلتعہ نے بھولے پن سے اہـل مـکہ کو اطلاع بھیجی تھی ۔ آنحضرتؐ نے نامہ بر عورت کے تعاقب کے لئے حضرت علیؓ کو بھیجا ۔ فتح مـکہ کے بعد بنی جـذیمہ میں خالد بن الولـید نے غلطی سے کچھ خونریزی کی تو تلافی کے لئے حضرت علیؓ ہی بھیجے گئے ۔

قبیلۂ طئی میں بت ور لٹیرے بہت تھے ۔ ابن سعد وغیرہ حضرت علیؓ کی سرکردگی میں ایک مہم کا ذکر کرتے ہیں جـو تبوک کے غزوے سے پہلے بھیجی گئی تھی اور جس میں انھوں نے وہاں کے بت

خانے کے چڑھاوے بھی بطــور مال غنیمت لا کر آنحضرت کو پیش کئے نہیں ۔ نہ اس کی ٹھیک تاریخ معلوم ہے اور نہ وجوہ و اسباب ۔

سنہ ۹ میں نجران کے عیسائی مدینہ آئے ۔ آنحضرتؐ نے انہیں مباہلہ کرنے کو کہا کہ ..جھوٹے اور اس کے کنبے پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ ام المومنین ام سلمہ کے مکان میں ہوا ۔ اس میں حضرت علیؓ بھی شــریک کئے گئے ۔ مگر نجرانی کترا گئے ۔

سنہ ۹ میں حج کے موقع پر اس اعلان کا فریضہ حضرت علیؓ کے سپرد کیا گیا تھا کہ اب آئندہ غیرمسـلم کعبہ کے حج کے لئے نہ آ سکیں گے ۔اور یہ کہ جن غیرمسـلم قبائل سے آنحضرتؐ نے غیرمعین مدت کے لئے حلیفی کے معاہدے کئے تھے وہ چار ماہ بعد ختم سمجھے جائنگے ۔ اس سے ان قبائل کو تشویش ہوئی کہ مزید دیر کئے بغیر مسلمان ہو جائیں

رمضان سنہ ۱۰ میں انہیں یمن بھیجا گیا ۔ وہاں لوگوں نے جنگ نہ کی اور ان کی تبلیغ سے سارا قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان هــوگیا ۔ اور زکــوٰۃ بھی دی (۹) وہاں سے فارغ ہو کر یہ مــکہ گئے 'ور حجۃ الوداع میں آنحضرتؐ کے ساتھ رہے ۔ یمن سے واپسی میں راستے میں انہوں نے ساتھیوں کو ناراض کر دیا تھا (ان ساتھیوں نے زکــوٰۃ کے سرکاری کپڑوں کو لے کر حج کا احرام بنایا تھا اور علیؓ نے وہ کپڑے واپس کرنے کا حــکم دیا تھا) ۔ آنحضرتؐ سے شکایت ہوئی تو حضورؐ نے مــدینہ واپسی کے زمانے میں رابغ کے قریب غدیر خــم کے نزلو کے وقت علیؓ کی تائید کی اور بتایا کہ سرکاری مال میں خیانت نہیں کرنی چاہئے ۔ اور اسی خطبے میں ..من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔. کا مشہور جملہ بھی فرمایا تھا (جس کے دستوری مفہوم کے لئے دیکھو میرا مضمون Constitutional Problems in Early Islam

شیعہ مکتب خیال اس جملے کو ولی عہدی سمجھتا ہے لیکن خود حضرت علیؑ کا یہ خیال نظر نہیں آتا : نہ صرف خلفائے ثلاثہ کے انتخاب کے وقت بلکہ اس وقت بھی نہیں جب وہ حضرت معاویہؓ سے اپنی خلافت جتانے کے لئے جنگ کر رہے تھے۔ اس زمانے میں ان کی حضرت معاویہؓ سے جو خط و کتابت ہوئی وہ شیعی کتاب نہج البلاغۃ للشریف الرضی میں محفوظ ہے۔ ان خطوط میں حضرت علیؑ اپنی فضیلت اور ترجیح کے سارے استدلال بیان کرتے ہیں بجز اس کے کہ آنحضرتؐ نے آپ کو ولی عہد نامزد کیا ہو۔

غزوات میں اگر یہ علمبردار ہوتے تو ..اثنائے سفر میں میسرہ العبسی اسے اٹھائے لے جاتے اور جب معرکہ شروع ہوتا تو اس وقت علیؑ اسے لے لیتے۔ (۱۰) کہتے ہیں کہ ایک دن یہ ایک اہم سرکاری کام میں مشغول تھے اور آفتاب غروب ہونے لگا تو آنحضرتؐ نے دعا فرمائی اور آفتاب رک گیا اور علیؑ کی عصر کی نماز قضا نہ ہوئی۔

خلافت صدیقی میں

حضرت ابو بکرؓ کے انتخاب کے وقت یہ سقیفہ بنی ساعدہ میں موجود نہیں تھے۔ آنحضرتؐ کے دفن کے بعد کی بیعت عامہ میں بھی وہ شریک نہ ہوئے۔ اور بعد میں وجہ بتائی کہ قرآن جمع کرنے میں مشغول تھا (۱۱) مگر اس کی تفصیل معلوم نہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کب کی : بیعت عامہ کے تھوڑی دیر بعد یا چھ ماہ بعد (۱۲) لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابو بکرؓ کی بیعت عامہ پر جب بی بی فاطمہ اپنے دادا حضرت عباس کے ہمراہ اور یقیناً حضرت علیؑ کی اجازت سے ان کے پاس جا کر گفتگو کرتی ہیں تو یہ نہیں کہتیں کہ خلافت کا حق میرے شوہر کو ہے۔ بلکہ ان

سے آنحضرتؐ کی میراث میں اپنا حصہ اور فدک کی جاگیر مانگتی ہیں ۔ یعنی وہ اور عباسؓ اور علیؓ سب حضرت ابو بکرؓ کو جائز خلیفہ اور مختار کل تسلیم کرتے ہیں اور اسی حیثیت میں ان سے اپنے مقدمے کے لئے رجوع کرتے ہیں ۔ (۱۳) طبری اور ابن کثیر کے مطابق بی بی نے ابو بکرؓ سے خواہش یہ کی کہ ان کے سوھر کو فدک کا ناظر بنائیں ۔ ابو الحسین المعتزلی نے لکھا ہے : ..مگر صحیح یہ ہے کہبی بی نے فدک میراث نہیں بلکہ بطور نحلہ یعنی ھبہ مانگاتھا۔(۱۴)۔

بخاری نے لکھا ہے کہ بی بی نے ابو بکرؓ سے آنحضرتؐ کے اس مال میں میراث مانگی جو بطور فی صرف خاص حضورؐ کے تصرف میں تھا . . . یعنی خیبر ، فدک اور خود مدینہ کی زمینیں . . . جہاں تک مدینہ کی اراضی کا تعلق ہے وہ حضرت عمرؓ نے اسی خلافت کے زمانے میں علیؓ اور عباسؓ کے مشترکہ تصرف میں دیدیں لیکن خیبر و فدک انھوں نے ان کو نہ دیا اور کہا کہ یہ رسول اللہؐ کے صدقہ یعنی سرکاری مصارف کے لئے تھے جو حضورؐ کے وقت بوقت پیش آنے والے اخراجات اور اتفاقی مصارف کے لئے تھے اور حضورؐ نے یہ اس شخص کے لئے دئے ہیں جو آپ کے بعد ولی الامر (خلیفہ) بنے ۔ بہرحال ابو بکرؓ کا جواب کہ حضورؐ اپنی زندگی میں آپ لوگوں کو جو دیتے تھے میں بےکم و کاست جاری رکھونگا ،بی بی کوناگوار گزرا ۔ چند ماہ بعدجب بی بی کی وفات ہوئی تو علیؓ نے ابو بکرؓ کو خبر کئے بغیر راتوں رات دفن کر دیا ۔

خلافت صدیقی میں علیؓ ، ابو بکرؓ کے ساتھ شروع سے پورا تعاون کرتے رہے ، اور مشوروں میں چاہے سیاسی اور نظم و نسق ہوں یا فقہی اور علمی ہوئے شریک رہے ۔ مرتدین کے مدینہ پر یورش

کرنے کا خطرہ پیدا ہوا تو ابوبکر نے علیؑ، زبیر، طلحۃ اور عبداللہ بن مسعود کو مدینے کے بیرون شہر سے آنے کے راستوں کی حفاظت کرنے بھیجا تھا(١٥) ایک مرتد سردار ربیعہ بن بجیر التغلبی کو جب خالد بن الولید نے شکست دی تو اس کی بیٹی کو لونڈی بناکر مدینہ بھیجا ۔ یہ حضرت علیؑ نے خریدی اور اسے ام ولد بنایا (١٦)

خلافت فاروقی میں

ابن سعد (٣۔١،ص١٩٦) کے مسطابق علیؑ اور طلحہؓ نے ابوبکر سے ان کے بستر مرگ پر ، گمنام شخص کی بطور ولی عہد بیعت لینے پر آکر پوچھا کہ کسے نامزد کیا ہے ؟ کہا : عمر کو دونوں نے کہا : خدا کو کیا جواب دوگے ؟ کہا : کیا تم مجھے خدا سے ڈراتے ہو ؟ میں اللہ اور عمرؓ کو تم دونوں سے زیادہ جانتا ہوں ، اور میں اللہ سے کہونگا کہ میں نے تیرے سب سے بہتر بندے کو خلیفہ نامزد کیا ۔

مگر خلیفہ بننے کے بعد عمرؓ کا برتاؤ ایسا رہا کہ کسی کو شکایت نہ رہی ۔ دونوں ایک دوسرے کی انتہائی عزت کرتے تھے ، اور علیؑ نے اپنی چھوٹی بیٹی ام کلثوم بھی عمسر سے بیاہ دی ۔

عمؓر ان کی رائے کی بہت قدر کرتے تھے اور ایک آدھ بار تو فرط تعریف سے کہا : ..علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا ۔ (١٧) اسلامی تقویم کو ہجرت سے شروع کرنے کا مشورہ علیؑ ہی نے دیا تھا (١٨) شراب نوشی کی سزا بڑھا کر اسّی درے کرنے میں بھی علی کا مشورہ شریک تھا (١٩): اہل فومس اور طبرستان وغیر نے جوابی حملہ کیا تو عمرؓ کی مشاورت پر عـلیؑ نے کہا : ساری شامی فوج ادھر بھیجیں تو قیصر حملہ کر دیگا ، ساری یمنی فوج بھیجیں تو حبشہ حملہ کر دیگا ، اس لئے ہر جگہ سے وہاں کی ایک تہائی فوج بطور کمک

بھیجی جائے ۔ عمرؓ نے کہا : میری بھی یہی رائے تھی اور میں اوروں کا اتفاق چاہتا تھا (۲۰) بنی تغلب کے عیسائیوں سے لی جانے والی رقم کو جزیہ کی جگہ صدقہ کا نام بھی بمشورہ علیؓ دیا گیا (۲۱) مگر اختلاف بھی کرتے تھے ۔ حضرت علیؓ دیوان اور خزانوں کے خلاف تھے اور کہتے تھے کہ ہر سال کی آمدنی اسی سال ختم کر دی جائے ۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان کی رائے پسند کر کے دیوان قائم کیا (۲۲) دیوان بننے لگا تو علیؓ نے عمرؓ سے کہا : "آپ اپنے سے شروع کریں " ۔ مگر عمرؓ نے رسول اللہؐ کے خاندان اور حضرت عباس سے شروع کیا (۲۳) ۔

خلافت عمری میں علیؓ مدینہ کے قاضی رہے (۲۴)۔ اسی بیرون عرب سفروں میں عمر نے کئی بار علی کو نائب بنا کر چھوڑا (۲۵)

حضرت عمرؓ نے ان کو سپہ سالار بنا کر شام بھیجنا چاہا مگر خود انہوں نے پسند نہ کیا ۔

خلافت عثمانی میں

حضرت عمرؓ کو قاتل نے مہلک طور پر زخمی کیا تو انہوں نے اپنے جانشین کو خود معین کرنے کی جگہ ایک شوریٰ (کمیٹی) کے سپرد کیا کہ اپنے ھی میں سے کسی کا انتخاب کر لے ۔ اس وقت عشرہ مبشرہ میں سے سات زندہ تھے جن میں سے سعید بن زید حضرت عمرؓ کے رشتہ دار تھے اس لئے وفور تقوٰی سے ان کو شوریٰ سے خارج رکھا ۔ مابقی چھ رائیں اگر آدھوں آدھ بٹ جائیں تو گتھی دور کرنے کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کو ساتواں رکن اس صراحت سے بنایا کہ وہ صرف گتھی کی صورت میں رائے دیں ۔ اور ان کی رائے بھی معین کر دی کہ اس طرف ہو جدھر عبدالرحمن بن عوف ہوں ۔

شوریٰ میں اولاً سوال یہ کیا گیا کہ کون امیدوار نہیں ہے ؟ ایسے چار شخص نکلے ۔ اس پر امیدواروں سے کہا گیا کہ کسی ایک غیر امیدوار کو پنچ بنا لیں اور فیصلہ اس پر چھوڑ دیں ۔ اس کے لئے عبدالرحمن بن عوف چنے گئے اور طبری کے الفاظ میں علیؓ اور عثمانؓ نے حلف لے کر کہا کہ ہم اس شخص کی بیعت کریں گے جس کی تم بیعت کرو حتیٰ کہ اگر تمہارا ایک ہاتھ تمہارے ھی دوسرے ہاتھ کی بیعت کیوں نہ کرے ۔ مگر عبدالرحمن نے اس سے کوئی بے جا فائدہ نہ اٹھایا بلکہ کئی دن شہر میں دورہ کیا ، مقامی اور مسافر ، بوڑھے اور بچے ، مرد اور عورت ہر کسی سے رائے پوچھی اور سوائے دو افراد کے سارے لوگوں نے عثمانؓ کو ترجیح دی ۔ پھر انہوں نے خلوت میں عثمانؓ اور علیؓ سے بھی اقرار لیا کہ اگر اس کا انتخاب نہ ہو تو وہ فوراً منتخبہ شخص کی بیعت کرلیگا : آخر میں مسجد نبوی میں مجمع عام میں منبر پر سے علی سے پوچھا : اگر تمہارا انتخاب کروں تو کیا قران و حدیث اور نظائر ابو بکرؓ و عمرؓ پر عمل کروگے ؟ انہوں نے کہا : قرآن و حدیث پر بے شک لیکن ابوبکرؓ اور عمرؓ کے نظائر پر امکان کی حد تک ۔ اسی سوال پر عثمان نے غیر مشروط طور پر ھاں کہا ۔ اس پر عبدالرحمن بن عوف نے انہیں کا انتخاب کیا ، اور لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے (٢٦) ۔

اس زمانے میں اولین مسئلہ عبیداللہ بن عمر کا تھا جنھوں نے اپنے باپ کے قتل کے سلسلے میں قاتل کے بعض ھموطن (ایرانیوں) کو اس لئے قتل کر دیا تھا کہ ان کے ھتھیار مہیا کرنے اور شریک سازش ہونے کی اطلاع ملی تھی ۔ مگر ایسے ایک شخص ، جفینہ ، کی ایک ننھی بچی کو بھی قتل کر دیاتھا۔ حضرت علیؓ نے قصاص کی رائے دی (٢٧)

مگر رائے عـامہ کے دباؤ سے کہ کل عمرؓ قتل ہوئے آج ان کے بیٹے کو قتل کیا جا رہا ہے ، عثمانؓ نے ان ایرانی مقتولوں کے رشتہ داروں کے اتفاق سے خون بہا پر مسئلہ ختم کیا ، اور خون بہا اپنی جیب سے دے دیا ۔

خلیفہ ہوتے ہی حضرت عثمانؓ نے .. لوگوں کی تنخواہوں میں سالانہ ایک سو درہم اضافہ کرنے کا حکـم دیا ، اور صوبہ جاتی شہروں سے (بیعت کے لئے) مدینہ وفد بلائے اور ان کی ضیافت کی ، اور سب سے پہلے انہیں نے اس عمل کا آغاز کیا (٢٨) ۔ ۔ ابتدائی پانچ چھ سال ہردلعزیزی کے تھے ، وہ خزانہ سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے بلکہ دادودھش ہی کرتے تھے ۔

حضرت عثمانؓ پر اولین اعتراض حج کے زمانے میں منیٰ میں قصر کی جگہ کامل نماز پڑھنے پر ہوا ۔ لوگوں کے کہنے پر حضرت علیؓ نے ان سے گفتگو کی مگر جواب سے وہ مطمئن نہ ہوئے (٢٩) ۔ ممکن ہے انہوں نے سہو اور بے خیالی میں چار رکعتیں پڑھا دی ہوں مگر انہوں نے کہا کہ ان کے اجتہاد میں وہ چار رکعت پڑھ سکتے ہیں ۔

پھر حضرت ابوذرؓ کا قصہ شروع ہوا ۔ ان کی رائے تھی کہ ایک رات اور ایک دن سے زیادہ کا غذائی ذخیرہ گھر میں رکھنا حرام ہے ، اور سونا اور چاندی بھی گھر میں رکھنا ناجائز ہے ۔ مگر یہ لفظی تعمیل تھی کیونکہ تنخواہ ملتے ہی خود ابو ذر دراہم اور دنانیر کو تانبے وغیرہ کے فلوس میں تبدیل کر لیتے تھے اور اس کو گھر میں رکھنے میں حرج نہ سمجھتے تھے ۔ جب تک حضرت عمرؓ زندہ تھے ، حضرت ابوذرؓ چپ رہے مگر اب اپنی رائے کو شدّ و مدّ سے ظاہر کرنے لگے اور لوگوں نے شکایتیں کیں تو مجبوراً ان کو حضرت عثمانؓ نے حکم دیا کہ

صحرا میں ربذہ نامی مقام پر رہو اور وہاں سے کہیں نہ جاؤ ۔ ان کے مدینہ سے جانے وقت حضرت علیؓ نے اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ ان کو پہنچانے کے لئے مشایعت کی ۔ جو حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر محمول کی جا سکتی ہے ۔

سنہ ۳۴ میں ابن سبا کی سازش شروع ہوئی : اسی یہودی نے اس زمانے میں اسلام قبول کیا تھا پھر شہر شہر پھر کر کارستانی کی خطہ کی ۲۰، جو یہ تھی ہر شہر سے دوسرے شہر کے ایجنٹ کو خط جاتے کہ ہمارے ہاں اسلام باقی نہیں ۔ گورنر علی الاعلان بدکاری کرتے ہیں ۔ نماز کوئی نہیں پڑھتا وغیرہ ۔ یہ ایجنٹ شہر کی کسی چھوٹی مسجد میں ایسے خطوط وقتاً فوقتاً سب کو پڑھ کر سناتا ۔ سنانے لوگ کہتے : الحمد للہ ہمارے شہر میں ایسا بالکل نہیں ہے ۔ اور خیال کرتے کہ ساری دنیائے اسلام بگڑ گئی ہے ، صرف ان کا ایک شہر اچھا ہے اور ہر جگہ ایسا ہی ہوتا ۔ رفتہ رفتہ حضرت عثمانؓ تک اطلاع آئی تو انہوں نے صحابہ کے مشورے سے ایک غیر جانبدار کمیشن بھیجا کہ ساری مملکت کا دورہ کرکے تحقیقات کرے ۔ اس کا پول تو کھل گیا لیکن کچھ بھولے لوگ کمیشن کو سرکاری کمیشن سمجھ کر اسی غلط فہمیوں میں غلطاں رہے تو حیرت کی بات نہیں ۔ خاص کر جب یہ نکتہ ابن سبا کے ایجنٹ ہر وقت یاد دلاتے رہتے ۔ چنانچہ کمیشن کے ایک رکن عمار بن یاسر ابن سبا اور اس کے ساتھیوں کی شہادت کی بنا پر مصر کے گورنر کے متعلق مطمئن نہ ہو سکے ۔ مزید برآں کمیشن کا بیان مدینے میں شائع ہوا ، یہ ظاہر اضلاع کو اس کی اطلاع نہ بھیجی گئی اور وہاں بدگمانیاں برقرار رہیں ۔

ایک مرتبہ ساکیوں نے حضرت معاویہؓ کے خلاف الزام لگا کر حضرت علیؓ کو گفتگو کے لئے مامور کیا ۔ وہاں بھی بے بنیاد باتیں تھیں (٣١) ۔ ان سازشیوں نے علیؓ ۔ زبیرؓ ۔ طلحہؓ اور بی بی عائشہ کے نام سے سارے اضلاع میں خط بھیجے کہ عثمانؓ کے خلاف مسلح بغاوت کرو (٣٢) بی بی عائشہ کے متعلق مسروق کی ایسی ہی روایت طبری کے ہاں بھی ہے۔

ب سنہ ٣٥ ھ میں سبائیہ لوگوں نے خانہ جنگی کی کوشش کی ۔ اس کے لئے بصرے کے لوگ طلحہ کے پاس ، کوفی لوگ زبیر کے پاس اور مصری لوگ علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تم عثمانؓ سے بہتر ہو ۔ ہماری بیعت قبول کرو ہم تمہیں خلافت دلاتے ہیں ۔ ان تینوں نے ظاہر ہے کہ دھتکار کر ان کو ان کے اپنے اپنے ملک کو واپس جانے کا مشورہ دیا (٣٣) ۔ مسلمان مؤرخ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرتے رہے ہیں کہ سبائیہ میں پھوٹ تھی ۔ لیکن ہماری رائے میں ابن سبا کا ماسٹر پلان ہی یہ تھا ۔ اور وہ چاہتا تھا کہ نہ صرف عثمانؓ قتل ہوں بلکہ اس کے بعد طلحہؓ ۔ زبیرؓ اور علیؓ میں بھی خانہ جنگیاں ہوں ۔مذکورہ بصری ، کوفی اور مصری وفد مدینہ سے روانہ تو ہو گئے لیکن تھوڑی دور جا کر پھر واپس آئے اور کہا کہ ہمارے قتل کے احکام سرکاری ڈاکیوں کے پاس سے برآمد ہوتے ہیں (٣٤) ۔ حضرت علیؓ سے ان کی خفیہ گفتگو ہوتی تھی ، ان کے نام حضرت عثمانؓ کو کیسے معلوم ہو گئے ۔ اور پھر سارے ہی ڈاک لیجانے والے کیسے پکڑے گئے ؟

ابن حجر (المطالب العالیہ ، نمبر ٣٣٣٨) نے ابن راہویہ کی یہ اہم اور معنی خیز روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمانؓ نے مصری گورنر کو بدلنے پر رضامندی ظاہر کی تو مصری وفد خوش خوش

واپس ہو گیا ۔ لیکن جب وہ مصر کے راستے میں تھا تو ایک اونٹ سوار (راکب) ملا جو ان کے قریب سے گزرتا پھر ان کو چھوڑ کر دور ہو جاتا ۔ پھر مکرر ان کی طرف آتا اور کچھ دیر بعد انہیں چھوڑ کر دور چلا جاتا ۔ اور مدنیوں کو گالیاں دیتا ۔ مدنیوں نے کہا : تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ تجھے کوئی خاص کام ہونا چاہیئے ۔ تیرا کیا حال ہے ؟ کہا : میں امیر المومنین کا خط مصر کے گورنر کے نام لے جا رہا ہوں ۔ وفد نے اس کی تلاشی لی تو حضرت عثمانؓ کی طرف سے ان کی مہر لگا ہوا ایک خط مصر کے گورنر کے نام برآمد ہوا کہ ان مدنی لوگوں کو سولی چڑھائے ۔ یا قتل کرے ۔ یا ان کا مختلف جہتوں کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کاٹے ۔ یہ وفد مدینہ آ کر حضرت علیؓ کے پاس گیا اور کہا : دیکھا ؟ یہ اللہ کا دشمن (عثمانؓ) ہمارے متعلق فلاں فلاں بات لکھتا ہے ۔ اب اس کا خون حلال ہو گیا ۔ اٹھئے اور ہمارے ساتھ (اسے قتل کرنے) چلئے ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا : خدا کی قسم میں تمہارے ساتھ عثمانؓ کے خلاف نہیں چلونگا ۔ انہوں نے کہا : ایسا ہے تو پھر آپ نے خط لکھ کر ہمیں کیوں بلایا ؟ فرمایا : خدا کی قسم ، میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا ۔ اب وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔

مصری گورنر کے خلاف شورش سب سے برزور تھی ۔ کہ ابن سبا مصر ہی میں رہتا تھا ۔ سازش سے ناواقف خلیفہ نے خیال کیا کہ عوام کو ٹھنڈا کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔ اسی لئے شورشیوں ہی سے موجھہ کر محمد بن ابوبکر کو (جن کی نامناسب حرکتوں کے باعث ان کی بہن ام المومنین عائشہ انہیں سخت نفرت سے دیکھتی تھیں) ، مصر کا گورنر بنا کر بھیجا ۔ انہوں نے ہی راستے میں

اس سرکاری ڈاکیے کو پکڑا ، اور اس کے پاس سے جو خط برآمد کیا اس میں ان کی مصر آمد پر قتل کا حکم پایا گیا (۳۵)۔ سیوطی نے تدریب الراوی (ص ۱۵۱) میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں حروف پر نقطوں کا زیادہ رواج نہ تھا ، اور حسب دستور مصر کے گورنر کو بیتنگی آگاہ کیا گیا کہ ایک نیا گورنر آرہا ہے ..فاذا جاء کے فاقبلوہ - (جب وہ وہاں آئے تو اس کو قبول کرو) ، لیکن نقطے نہ ہونے سے اسے ..فاقتلوہ - (اسے قتل کر ڈالو) بھی پڑھا جا سکتا تھا ۔ اور محمد بن ابوبکر ایسا ہی پڑھ کر مدینہ واپس آئے اور شہر میں حضرت عثمانؓ کو بدنام کر کے ان کے خلاف تن من دھن سے کوشش میں لگ گئے ۔ طبری نے لکھا ہے کہ سارے مدینہ میں صرف تین شخص حضرت عثمان کے مخالف تھے ، محمد بن ابی بکر ، محمد بن ابی حذیفہ ، اور عمار بن یاسر . باغی (مصری) انھیں سے سازشیں کرتے رہے ۔ (محمد بن ابی بکر کی غلط فہمی کی وجہ ہم ابھی اوپر دیکھ چکے ہیں ۔ محمد بن ابی حذیفہ کو یتیم ہونے کے باعث حضرت عثمانؓ نے بڑی محبت سے پرورش کیا تھا ۔ جوانی پر اس نے گورنری مانگی ۔ حضرت عثمانؓ نے ناموزوں پاکر انکار کیا ۔ اس پر یہ ناشکرا ان کی جان کا دشمن ہوگیا ۔ عمار بن یاسر جب مصر سے ابن سبا سے متاثر ہو کر آئے تو ایک بار حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے ان کو مار پیٹ کی تھی اور اسے وہ کبھی بھول نہ سکے) ۔ بہرحال مصری باغی اب مدینہ میں گھس آئے اور مسجد نبوی پر قبضہ کر لیا (۳۶)۔ ایک دن حضرت عثمانؓ جمعہ کا خطبہ دینے لگے تو ان لوگوں نے ان پر پتھراؤ کیا اور غشی کی حالت میں ان کو گھر لیجایا گیا (۳۷)۔ قبضۂ مسجد کے بیس دن بعد انھوں نے حضرت

[illegible] مسجد میں [illegible] پڑھانے سے بھی روک دیا اور پھر
مسجد کے منبر پر غافقی (جو خالصتاً یہودی النسل ہی تھا . کیونکہ
اس نے قرآن مجید کو لات ماری تھی . دیکھو نیچے) . امامت کرنے
لگے ۲۸ ایام محاصرہ . زید بن ثابت وغیرہ کئی لوگوں نے ان باغیوں سے
جنگ کرنے کی تجویز کی تو حضرت عثمانؓ نے اپنے مکان کے چھجے
میں سے ان کو قسمیں دے کر ان کو گھروں کو واپس بھیجا (۲۹).
حضرت عثمانؓ کی مدد کو ام المومنین ام حبیبہ آئیں تو قریب تھا کہ
وہ قتل کی جاتیں . بی بی عائشہ نے اپنے بھائی محمد کو لعنت ملامت
کر کے واپس کرنا چاہا مگر اس نے نہ مانا . حضرت علیؓ بھی آ کر
باغیوں کو سمجھانے لگے . مگر کسی نے ان کی بات نہ مانی (۳۰) اس
[illegible] سب ڈر گئے محصور
ہونے کے باوجود حضرت عثمانؓ نے (۳۱) یہ چاہا کہ مدینہ کے لوگ
حج کو نہ جائیں بلکہ اصرار کر کے ابن عباس کو امیر الحج بنا کر
بہت سے مسلمانوں اور امہات المومنین کے ساتھ مکہ بھجوایا (۳۲).
(طبری ص ۱۱ ـ ۳) ؛ حضرت عثمانؓ کا گھر مضبوط و مستحکم تھا .
اور اس کا دروازہ توڑا نہ جا سکا تو اسے اور چھجے کو باغیوں نے
آگ لگا کر منہدم کیا . پھر اندر گھسے ـ حضرت عثمانؓ قرآن کی
تلاوت فرما رہے تھے غافقی نے قرآن مجید کو لات ماری (۳۳) اور
معصوم خلیفہ کو شہید کر دیا گیا

قتل کے بعد بھی دشواریاں کم نہ ہوئیں : عثمانؓ کو اسلامی
قبرستان جنت البقیع میں دفن کرنے نہ دیا گیا اور کہا کہ ان کو
غیرمسلموں کے قبرستان میں دفنایا جائے . آخر مشکل سے جنت البقیع
کے باہر ایک سادہ زمین میں ان کو دفن کیا جا سکا جس میں حضرت

علیؓ نے بھی مدد دی ۔ اموی خلافت کے زمانے میں وہ مقام جنت البقیع میں داخل کر دیا گیا ۔

خلافت علیؓ

باغیوں نے نوے سالہ اور روزہ دار حضرت عثمان کو تلاوت قران کرنے وقت شہید تو کر دیا لیکن رائے عامہ کے رد عمل سے گھبرانے اور چاہا کہ کسی طاقتور شخصیت کے پیچھے اپنے کو چھپائیں ۔ سب سے ممتاز حضرت علیؓ تھے ۔ پہلے وہ انہیں کے پاس آئے لیکن وہ روپوش ہونے کی کوشش کرنے رہے ۔ یہی حال طلحہؓ اور زبیرؓ کا تھا ۔ اس پر وہ سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے ۔ انہوں نے قطعاً انکار کیا ۔ پھر عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے ، اور وہاں بھی انکار ھی ملا ۔ اس پر وہ گھبرائے کہ اگر اسی ہم وطنوں کے پاس ان حالات میں جائیں تو ہماری خیر نہیں ۔ طبری کی روایت میں ہے کہ اس پر سارے بزدلوں کی طرح انہوں نے کمزوروں پر دباؤ ڈالا اور عام اہل مدینہ کو دھمکی دی : ہم تمہیں تین دن کی مہلت دیتے ہیں ، اگر کسی موزوں شخص کو خلافت قبول کرنے پر تم آمادہ نہ کر سکو تو ہم علیؓ ، طلحہؓ ، زبیرؓ اور بہ کثرت عوام کا قتل عام کرینگے ۔ یہ طریقہ کارگر ہوا ، اور خود اہل مدینہ حضرت علیؓ سے الحاح و اصرار کرنے لگے ۔ وہ انکار پر ڈٹے رہے تو طلحہ پھر زبیر کے پاس گئے اور ان کے انکار پر مکرر حضرت علیؓ ھی کے پاس آ کر رونے لگے : تمہیں اللہ کا ڈر نہیں ، تمہیں ہم پر رحم نہیں آتا ؟ اہل مدینہ اور باغیوں کی الحاح وزاری پر انہوں نے معذرت پر اصرار کرتے ہوئے کہا : ..تمہیں معلوم ہونا چاہئیے کہ اگر میں تمہاری بات کو مان لوں تو تمہیں اپنی مرضی کے مطابق چلاؤنگا اور کسی کی

بات یا عتاب کی پروا نہ کرونگا ـ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو تمھارے
میں سے ایک کی طرح رھونگا اور جس کو تم امیر بناؤ اس کا شــاید
تم سب سے زیادہ ھی مطیع اور بات ماننے والا رھونگا ـ اور میں
تمھارے لئے امیر کی جگہ وزیر رھوں تو تمھارے ھی لئے زیادہ بہتر
ھے ـ (۴۳) سب نے کہا آپ کی شرطیں منظور ھیں ـ اس پر فرمایا :
اچھا تو کل مجمع عام میں بیعت ھو گی ـ باغیوں نے آپس میں سوچا :
اگر علیؑ کے ممکنہ رقیبوں کو بھی ان کی بیعت پر مجبور کر دیں تو
استقامت حاصل ھو جائیگی ـ چنانچہ زبیر کو ان کے کوفی دوست ،
اور طلحہ کو ان کے بصری دوست بلا کر لائے اور علیؑ کی بیعت
کــرائی ـ دوسرا دن جمعہ کا تھا ـ اطــلاع ملنے پر لوگ سویرے ھی
سے مسجد میں جمع ھونے لگے ـ حضرت علیؑ آ کر منبر پر جڑھے اور
حاضرین سے مخاطب ھو کر پوچھا : لوگو ! میں عــلی الاعــلان
کہتا هــوں یہ (خلافت) تمھارا کام ھے ـ جس کے سپرد تم کرو اس
کے سوا کسی اور کو اس پر حق نہیں ـ کل ایک سمجھوتے پر ھم نے
باتیں ختم کی تھیں ـ اگر تمھاری خواھش ھو تو میں (بیعت کے لئے
یہاں) بیٹھتا ھوں ، ورنہ مجھے کسی کے خلاف کچھ رنج نہ ھوگا ـ
اس پر بیعت شروع ھوئی ـ .،پہلے طلحــہ بہ جبر لائے گئے اور انھوں
نے کہا : میں اکراہ کے تحت بیعت کرتا ھوں (بعد میں حضرت علیؑ
بھی اسے تسلیم کرینگے : ھم نے ان کو اتحاد پر مجبور کیا ، انتشار
پر نہیں) ـ پھر زبیر بھی لائے گئے ـ اس کے بعد ان لوگوں کو لایا گیا
جو پیچھے رہ گئے تھا (تخلّفوا ـ اس سے مراد غالباً عبداللہ بن عمر ،
زید بن ثابت ، اسامہ بن زید ، صھیب وغیرہ ھیں جو فتنے کے زمانے
میں غیر جانبدار رھنا چاھتے تھے اور باغیوں کی تلواروں کے سائے میں

انتخاب سے خوش نہ تھے) ۔ اور انھوں نے کہا : ہم اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ کتاب اللہ کو قریب اور بعید ، قوی اور ذلیل سب پر نافذ کیا جائے ۔ علیؓ نے ان سے اس پر بیعت کی ۔ پھر عوام الناس اٹھے اور بیعت شروع کی ۔ ۔

بیعت کی رسم ختم ہونے کے بعد ، ابن کثیر (بدایہ ، ۷ ۔ ۲۲۷ تا ۲۲۹) کے مطابق طلحہ ، زبیر اور دیگر اکابر صحابہ ان کے پاس آئے اور قاتلین عثمانؓ سے قصاص کا مطالبہ کیا ۔ انھوں نے کہا ان (باغیوں) کے پاس بڑی قوت ہے ان کے خلاف فی الوقت فوراً کچھ نہیں کیا جا سکتا ۔ اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا : مجھے کوفہ کا والی بناؤ میں وہاں سے فوجیں لے کر آتا ہوں ۔ اسی طرح حضرت طلحہؓ نے کہا : مجھے بصرہ کا والی بناؤ تاکہ وہ وہاں سے فوجیں لا کر ان خوارج (یعنی باغیوں) اور جاھل بدویوں کے مقابلے کے لئے قوت حاصل ہو ۔ کہا : میں غور کرونگا ۔ ابن عباس نے مشورہ دیا کہ سارے پرانے والیوں کو امن قائم ہونے تک ان کی خدمتوں پر بحال رکھا جائے ۔ خاص کر حضرت معاویہؓ کو شام کے صوبہ پر ۔ علیؓ نے کہا میری یہ رائے نہیں ہے ۔ خاص کر معاویہ کے متعلق تو قطعاً نہیں ۔ پھر شام کی گورنری ابن عباس کو پیش کی مگر انھوں نے انکار کیا ۔ پھر سہل بن حنیف کو وہاں نامزد کر کے بھیجا ، مگر معاویہ کی سوارہ فوج کے رسالے نے تبوک ھی سے انھیں واپس کر دیا ۔ مصر پر قیس بن سعد کو نامزد کیا ، مگر وہاں والوں نے اسے نہ مانا ۔ اھل بصرہ نے بھی نئے گورنر کو قبول نہ کیا ۔ عمارہ بن شہاب کو کوفہ بھیجا تو راستے میں طلحہ بن خویلد نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے اس کو آگے جانے نہ دیا ۔ والی کوفہ ابو موسیٰ اشعری نے علیؓ کو

اہل کوفہ کی بڑی اکثریت کی بیعت بھیجی بلاذری (انساب) کے مطابق خود اہل مکہ نے بھی بیعت سے انکار کیا ۔ غرض انتشار پھیل گیا ۔

عوام نے حضرت علیؓ سے بڑی توقع کی لیکن دن گذرتے گئے اور قاتلین عثمان کے خلاف کچھ بھی نہ ہونے سے ان کی مقبولیت روز بروز متاثر ہوتی گئی ۔

اس پر طلحہؓ اور زبیرؓ مکہ چلے گئے اور امہات المومنین سے جو وہاں سخت تاسف و تاثر کی حالت میں تھیں کہا کہ ہم حضرت عثمان کا بدلہ لینگے ۔ طلحہ کا بصرہ میں بڑا اثر تھا ۔ وہاں کا قصد کیا تو بی بی عائشہ نے ساتھ جانے پر رضامندی ظاہر کی ۔ بی بی حفصہ بھی امادہ تھیں لیکن ان کے بھائی عبداللہ بن عمر نے روکا اور کہا میں ساتھ نہ اؤنگا ۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کے بصرہ جانے میں وہاں کے خزانے اور چھاؤنی کی اہمیت کے باعث خانہ جنگی کا خطرہ محسوس کیا ۔ اور مدینہ سے روانہ ہوئے کہ ان سے پہلے خود بصرہ پر قبضہ کر لیں ۔ امن سبا بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے ہمراہ بصرہ روانہ ہوا ۔ حضرت علیؓ نے والی کوفہ ابو موسیٰؓ اسعری کو کمک بھیجنے کا حکم روانہ کیا ۔ صریح احادیث نبویہ کی یاد میں وہ خانہ جنگی روکنے کے لئے اپنے علاقے کے رضا کاروں کو باہر نہ جانے کی تاکید کرتے رہے ۔ حتیٰ کہ جب امام حسن نے آکر مسجد میں لوگوں کو ساتھ چلنے کا مشورہ دیا تو بھی وہ اپنی امن پسندی سے باز نہ ائے ۔ اس پر حضرت علیؓ نے انہیں فوراً خدمت سے معزول کر دیا ۔ اور اس منفی گورنر نے کوئی مخالفت نہ کی بلکہ خدمت کا خاموشی سے جائزہ دے کر صحرا نشین ہو گئے ۔

حضرت علیؓ بھی عراق پہنچے اور حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ بھی ۔ جب دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو بہت سے سربرآوردہ مسلمان اس خانہ جنگی کو روکنے کی کوشش کرنے لگے ۔ واقعہ یہ ہے کہ بہت سی بدگمانیاں اور غلط فہمیاں تھیں : حضرت علیؓ خیال کر رہے تھے کہ حضرت عائشہ و طلحہ ان کے شخصی مخالف ہیں ـ فریق ثانی کو گمان تھا کہ حضرت علیؓ کا شہادت عثمانی میں ہاتھ ہے جس کی وجہ سے وہ ان قاتلین عثمانؓ کو بھی جو ان کی اپنی فوج میں ہیں سزا دینا نہیں چاہتے ـ جب غیر جانبدار بیچ میں پڑے تو غلط فہمیاں دور ہوگئیں اور مصالحت مکمل ہوگئی (۳۵) ابن سبا اور اس کے ساتھی گھبرائے کہ اب ان کی خیر نہیں ـ اس پر بڑی رات گئے اس گروہ نے حضرت عائشہؓ کے پڑاؤ کی طرف سے اکثر حضرت علیؓ کی غافل اور مطمئن فوج پر ہلّہ بول دیا ـ حضرت علیؓ نے فطرۃً گمان کیا کہ حضرت طلحہؓ نے غداری کی ہے ـ جب انہوں نے مدافعت میں جوابی حملہ کیا تو اب حضرت عائشہ اور طلحہ کو بھی مماثل گمان ہوا ، اور جلدی ہی دونوں فوجیں گتھ گئیں ـ حضرت عائشہ ایک اونٹ پر سوار ہو کر پوری جوانمردی سے معرکہ میں شریک ہوئیں ، اور اسی لئے اس لڑائی کو جنگ جمل کا نام دیا گیا ہے ـ لڑائی دیر تک جاری رہی ـ اس اثنا میں حضرت علیؓ نے طلحہ و زبیر کو پیام بھیجے ، اور یہ دونوں اس سے اتنا متاثر ہوئے کہ فوج چھوڑ کر صحرا میں پناہ گزین ہونے چلے گئے ـ لیکن بعض مخالفین نے بظاہر ناواقفیت میں ان کو راستے میں مار ڈالا ۔ ان کے جانے پر فریق ثانی کی فوج کمزور ہوگئی ـ حضرت عائشہ کے ساتھی ، غلط فہمی میں ، انتہائی بہادری سے لڑے مگر آخر

مغلوب ہوگئے ۔ (تنبیہ مسعودی کے مطابق اصحاب الجمل میں سے تیرہ ہزار آدمی مارے گئے جن میں سے قبیلہ ازد ہی کے چار ہزار تھے) ۔

حضرت علیؑ نے اسلامی شرافت کا برتاؤ کیا : بھگوڑوں کے تعاقب سے روکا ، مجروحین کو قتل کرنے سے منع کیا ، مال غنیمت میں سے سرکاری سامان اور ہتھیار تو ضبط کر لئے لیکن باقی سامان مالکوں یا ان کے وارثوں کو واپس کرنے کا حکم دیا (اور لوگ رفتہ رفتہ عرصہ دراز تک آ کر اپنا سامان پہچان کرلیجاتے رہے) ۔ عورتوں کی عصمت بچائی ۔ یہودی غنڈوں کو یہ اچھا نہ لگا تو حضرت علیؑ نے بگڑ کر ڈانٹا : کون ہے جو ام المومنین عائشہ کو لونڈی بنا کر ان کی عصمت دری کرنے پر آمادہ ہے ؟ پھر حضرت عائشہؓ کو پوری عزت و حرمت سے ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر اور دیگر معتمد علیہ لوگوں کی حفاظت میں مدینہ واپس بھیجنا چاہا ۔ حضرت عائشہ اتنا متاثر نہیں کہ انہوں نے شکر گذاری میں کہا ، میں تمہارے ساتھ رہ کر اہل شام کے مقابلے کے لئے جانا چاہتی ہوں ۔ مگر حضرت علیؑ نے ان کو اصرار سے مدینہ واپس بھیج ۔

اس پہلی فتح پر حضرت علیؑ کی پوزیشن کافی مستحکم ہو گئی اور حرمین اور عراق ہی نہیں ، خراسان ، آذربئیجان ، بلاد الجبل ، یمن اور مصر نے بھی بیعت کر لی ۔ لیکن بصرہ کے بیت المال کو بہر حال انہوں نے سیاسی اغراض کے لئے استعمال کیا اور اس کی ساری رقم اپنی فوج کو انعام میں دیدی ۔ ہر شخص کو پانچ پانچ سو درہم ملے ۔ اور وعدہ کیا کہ دمشق کا خزانہ بھی ان کو بانٹینگے ۔

اب انہوں نے شام کی طرف توجہ کی اور طویل خط و کتابت ہوتی رہی ۔ (اس کا بڑا حصہ نہج البلاغہ میں محفوظ ہے) ۔

بلاذری (انساب ، مخطوطہ استانبول ، ۱ ـ۳۳۳) کے مطابق المسور بن مخرمہ الزہری کے ہاتھ حضرت علیؓ نے حضرت معاویہؓ کو یہ خط بھیجا : ..لوگوں نے مشورہ کئے بغیر عثمانؓ کو مار ڈالا ہے ۔ پھر میری بیعت کی ہے ـ تم بھی بیعت کر لو ۔ اللہ تم پر ۔ نوفبی دیتے ہوئے ۔ رحـم کریگا ۔ اور میرے پاس شام کے شرفاءکا وفد ساتھ لے کر آؤ ـ لیکن معاویہ کے لئے گورنری کا کوئی ذکر نہ کیا ـ ـ اولاً معاویہ نے کہلا بھیجا کہ قاتلین عثمانؓ کو ان کے رشتہ داروں کے سپرد کرو ۔ اور خلافت کو شوریٰ بناؤ تاکہ لوگ آزادی سے کسی کا انتخـاب کر سکیں ـ ظاہر ہے کـہ حضرت علیؓ نے یہ رد کر دیا ـ طبری ۔ نہج البلاغہ وغیرہ میں مندرج خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے حضرت علی کا واحد استدلال یہ تھا کہ وہ رسول اکرمؐ کے قریبی رشتہ دار ہیں اور نبوت و خلافت ایک ہی جگہ رہ سکتی ہیں (یعنی وراثت)

اور یہ کہ انتخاب کا حق صرف اہل مدینہ کو ہے ۔ صوبہ جات کو صرف اطاعت کرنی چاہئے ـ اور کسی خط میں خفیف سے خفیف اشـــارہ بھی اس طرف نہیں ہے کہ آنحضرتؐ نے انہیں ولی عہد نامزد کیا ہو ـ (فضائل علیؓ کی حـــدیثوں سے عـــلیؓ ســند لوگ اب جـــو استنباط کرتے ہیں کیا وہ بعد کی چیزیں ہیں ؟) ان کا معاویہ کے متعلق قول کہ وہ طلقاء فتح مکہ میں سے ہونے کے باعث خلافت کی صلاحیت نہیں رکھتے ، وہ بھی بعد والوں کی ایجاد ہے ـ حضرت ابو سفیانؓ نے فتح مکہ سے قبل رسول اکرمؐ کے نزاؤ میں اسلام قبول کیا اور حضورؐ نے اعـــلان کرایا : جـــو کوئی ابو سفیانؓ کے مکان میں چلا جائے اسے امن رہیگا ـ معاویہ کے اس سے بھی سال بھر قبل اسلام لاچکے ہونے کی روایت کو قبول نہ بھی کیا جائے تو ۔ اس فرمان

نبوی کے باعث معاویہ نہ غلام بنے اور نہ آزاد کئے گئے (طلقاء کے معنے ہیں : تمھیں چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ مواخذہ نہیں کیا جاتا ۔ یہ نہیں کہ آزاد کیا جاتا ہے ۔ اگر وہ آزاد کردہ غلام بھی ہوتے تو حضرت عمرؓ کے نزدیک ســالم مولی ابی حذیفہ کے خلیفہ بن سکنے کی موزونیت بھی اس استدلال کے خلاف پڑ رہی) ۔

جب باتوں سے کام نہ بنا تو آخر العلاج الکیّ ۔ دونوں طرف سے فوجیں آگے بڑھنے لگیں ۔ علیؓ کے ساتھ نوے ہزار ۔ اور معاویہ کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی ۔ صفین پہنچ کر ایک سو دس دن تک آمنے سامنے پڑے رہیں اور اس اثنا میں صرف چپقلشیں ہوتیں اور فریقین میں قرّاء بیچ میں پڑ کر لڑائی سے روکتے رہے : یہ لوگ قرآن لے کر دونوں فوجوں کے مابین بیٹھ جــاتے اور کسی کو جــرأت نہ هــوتی کہ قران بڑھنے والوں کو روندتے ہوئے جائیں ۔

آخری معرکے سے قبل چند ضمنی امور کا ذکر بےجا نہ ہوگا : معاویہ جیسے فقیہ اور امین سند صحابی نے حضرت علیؓ سے کیوں مخالفت کی ؟ خود ان کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ نے میری حــکمرانی کی پیشینگوئی فرمــائی اور تاکید کی کہ اگر میں اس رتبے پر پہنچوں تو درگذری کو اپنی عادت بناؤں ۔ جب سے میں نے یہ سنا مجھے خلافت کی تمنا رہی (ابو بکرؓ ۔ عمرؓ اور عثمانؓ کے انتخاب کے وقت کسی جناؤ کا سوال نہ تھا) ۔ ایسی ســاری حدیثیں ازالۃ الخفا (۱ ۔ ۱۳۸ ، ۱-۱۵۳ تا ۱۵۴ ۔ ۱٦۹) میں جمع کر دی گئی ہیں : ترمذی میں ہے : ..اے اللہ تو اس (معاویہ) کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کے ذریعے سے ہدایت دے ۔۔ ابن سعد اور ابن عساکر میں ہے : ۔ اے اللہ تو اسے کتاب (قرآن) سکھا ۔ اسے ملک میں متمکّن کر ۔ اور اسے عذاب سے بچا ۔ ۔ وغیرہ ۔

سیاسی نقطۂ نظر سے : اس اثنا میں خراسان اور ترکستان کی سرحد بظاہر پر امن رہی ۔ اور مصر میں بھی بیرونی حملہ کا خطرہ نہ پایا گیا ۔ رومی شہنشاہ قسطنط Constans نے فائدہ اٹھانا چاہا : اپنی سابق رعایا کو مسلمانوں سے بغاوت پر ورغلایا ۔ اور حملہ کرنے کی تیاری شروع کی ۔ شام میں معاویہ کے حسن انتظام سے عیسائی رعایا کو مذہبی متعصب بیزنطینی حکومت کا جوّا دوبارہ گلے میں ڈالنے کی کوئی خواہش نہ تھی (اور ایسی مثالیں صدیوں تک ملتی رہیں کہ غیرفرقے کے عیسائیوں کے مانحت بننے پر یہ لوگ مسلمانوں کی ماتحتی کو ترجیح دیتے رہے ۔ حتیٰ کہ حروب صلیبیہ کے زمانے میں بھی) ۔ مگر فریس معاویہ کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرتے تھے۔ انھوں نے ایک طرف قسطنط کو لکھا کہ اگر وہ حملہ کرے تو وہ علیؓ سے صلح کر کے علیؓ کی فوج کے مقدمۃ الجیش میں رہ کر اس کا مقابلہ کرینگے (۳۱) ۔ اور ساتھ ہی اسے پیشکش کی کہ اگر وہ پرسکون رہے تو اسے معقول رقم ..خراج ۔ میں دینگے ۔ یہ نرم و گرم جوڑ توڑ کارگر رہا ۔

صفین میں آخر جب لڑائی ہوئی تو آخری دن حضرت علیؓ کو غلبہ ہوگیا اور قریب تھا کہ ان کی فتح پر جنگ ختم ہو جائے ۔ اس وقت فریق ثانی نے مہلت حاصل کرنے کی ایک جذباتی تدبیر کی : قرآن مجید کے کوئی پانچ سو نسخے سپاہیوں نے نیزوں کی نوک پر باندھ کر بلند کئے ۔ اور دمشق کا حضرت عثمانؓ کا روانہ کردہ مصحف اعظم بھی جو اتنا بڑا تھا کہ پانچ نیزوں پر باندھا گیا اور اسے پانچ سپاہیوں نے اٹھایا ۔ اور مطالبہ کیا کہ فریقین قرآن پر عمل کریں ۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی ۔ بیہودی تو نہیں ۔ لیکن خارجی جو

حضرت علیؓ کی فوج میں کافی تھے ۔ قرآن پر وار کر نہیں سکتے تھے۔
جب انھوں نے مقدمہ الجیش کے کمانڈر مالک الاشتر کو روکنے میں کامیابی حاصل نہ کی تو براہ راست حضرت علیؓ کو مجبور کیا ۔ لڑائی میں کچھ یہودی سارے بھی گئے ہونگے لیکن وہ بہرحال اپنے کو کٹانے کے زیادہ خواہشمند ہو نہیں سکتے تھے ۔ اصل جوش اور خلوص یمن کے قرّاء اور خوارج میں تھا اور انہیں کی جانبازی سے علیؓ کو فتح حاصل ہو سکی تھی ۔ ان کے اس دیندارانہ مطالبہ کو وہ اب رد کر نہیں سکتے تھے ۔ ان کو سمجھانے کی کوشش میں جب وہ کامیاب نہ ہوئے تو مالک الاشتر کو ہتھیار روکنے اور واپس آنے کا حکم دیدیا ۔

حضرت علیؓ کی کامل فتح میں بھی ابن سبا و شرکا کو دغدغہ تھا ۔ ان لوگوں نے فوراً دونوں فریقوں میں ایجنٹ پھیلائے اور دونوں کی مہربانیاں حاصل کرنے کی کوشش کی ۔ چنانچہ ایک یہودی تھا اشعث بن قیس کندی (۴۷) ، سات پشت کا غدار ابن غدار ۔ کچھ عرصہ بعد اسی کی بیٹی سے امام حسن نے نکاح کیا مگر اس نے انہیں زہر دیدیا ۔ غرض اسی الاشعث بن قیس نے دوا دوی کر کے اور بیچ میں پڑ کر فریقین میں صلح ۔ کرائی تاکہ جنگ کبھی ختم نہ ہونے پائے ۔ وہ مصالحت یہ تھی فریقین ایک ایک حکم نامزد کریں ۔ اور دونوں حکم باہم گفتگو کر کے قرآنی احکام کے مطابق فیصلہ سنائیں ۔ عہدنامہ لکھا گیا تو فریقین کے ممتاز لوگوں نے اس پر دستخط کئے ۔ اشعث نے بھی علیؓ کی طرف سے دستخط کرنے کی عزت حاصل کی ۔ پھر اس کا نسخہ لے کر دستہ بہ دستہ گھومتا رہا تاکہ لوگوں کو اپنی کارگزاری بتائے کہ کتنی اچھی اور دیندارانہ

شرائط کے تحت صلح ہوئی ہے (اگرچہ بعض خارجیوں کا اختلاف اسی وقت سے شروع ہو گیا) ۔ معاہدۂ تحکیم ہم یہاں کاملاً درج کرتے ہیں (متن کے لئے الوثائق السیاسیۃ ۔ نمبر ۲۷۲) ۔ کچھ اختلاف روایات بھی ہے ۔ لیکن قدیم ترین متن دینوری کی الاخبار الطوال میں ہے ۔ جو یہ ہے :

۱) یہ علیؑ بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور ان کے ہم خیالوں نے ۔ باہمی قبول کی ہوئی چیزوں کے تحت ۔ فیصلہ کیا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مطابق حکم دیا جانا چاہئیے ۔

۲) علیؑ کے فیصلہ کی موجود و غائب (سارے) اہل عراق پر (پابندی) ہے ۔ اور معاویہ کے فیصلہ کی موجود و غائب اہل شام پر ۔

۳) ہم نے باہم رضامندی سے قبول کیا ہے کہ قرآن شروع سے آخر تک جو حکم دیتا ہے اسی پر توقف (عمل) کیا جائیگا : جسے وہ زندہ کرتا ہے ۔ ہم زندہ کرینگے ۔ جسے وہ مار ڈالتا ہے ہم بھی مار ڈالینگے ۔ اسی (شرط) پر ہم نے باہم فیصلہ کیا اور باہمی رضامندی دی ہے ۔

۴) علیؑ اور اس کے ہمخیالوں نے عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کو ناظر اور حکم بنانے پر رضامندی دی ہے ۔ اور معاویہ اور اس کے ہمخیالوں نے عمرو بن العاص کو ناظر اور حکم بنانے پر ۔

۵) علیؑ اور معاویہ دونوں نے عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص سے اللہ کا عہد و میثاق و ذمہ اور رسول خدا کا ذمہ لیا ہے کہ وہ قرآن کو اپنا امام بنائینگے اور اس میں جو چیز لکھی ہوئی ملے اس کو چھوڑ کر کسی اور طرف نہ جائینگے ۔ اور انہیں جو چیز وہاں نہ ملے تو رسول اللہؐ کی متحد کنندہ سنت کی طرف رجوع کرینگے ۔ اور

اس کی عمداً ہرگز نہ خلاف ورزی کرینگے اور نہ اس میں کوئی مشتبہ چیز تلاش کرینگے ۔

٦) عبداللہ بن قیس اور عمر و بن العاص نے علیؓ اور معاویہ سے اللہ کا عہد و میثاق لیا ہے کہ یہ دونوں کتاب اللہ و سنّت نبویہ میں (موجود چیز) کے ذریعہ سے جو حکم دینگے اس کو وہ قبول کرینگے اور انھیں یہ حق نہ ہو گا کہ اس (فیصلۂ تحکیم) کو توڑیں اور اس کے خلاف کسی اور چیز کی طرف جائیں ۔

۷) ان دونوں کو تحکیم کے بارے میں جان و مال ، بال و پوست اور اہل اولاد کے متعلق امن رہیگا ۔ یہ دونوں حق بات سے تجاوز نہ کرینگے چاہے وہ کسی کو پسند آئے یا ناگوار گذرے ۔ ساری امّت ان دونوں کی ، ان کے کتاب اللہ (میں مندرج اور اس) کے مطابق کئے ہوئے فیصلہ کے متعلق ، مددگار ہوگی ۔

۸) اگر دونوں حکموں میں سے کوئی تحکیم کے طے ہونے سے قبل فوت ہو جائے تو اسی کی پارٹی اور اسی کے مددگار اس کی جگہ کسی اور صاحب عدل و صلاح شخص کا انتخاب کرینگے ۔ اور اس پر بھی اسی عہد و میثاق کی پابندی ہو گی جیسا کہ اس (متوفی) رفیق پر تھی ۔

۹) اور اگر اس عہدنامۂ تحکیم میں بیان کردہ مدت کے اندر دونوں امیروں (علیؓ و معاویہ) میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسی کے ہمخیال اس کی جگہ اس شخص کو والی بنائینگے جس کی عدالت پر وہ رضامند ہوں ۔

۱۰) فریقین پر یہ فیصلہ ، اور گفت و شنید ، اورہتھیار روکنا نافذ ہوتا ہے ۔

(۱۱) اس فیصلہ نے وہ چیز واجب کر دی ہے جس کا اس تحریر میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ دونوں امیروں، دونوں حکموں، اور دونوں فریقوں پر کیا شرط عائد ہوگی ۔ اللہ سب سے زیادہ قریبی گواہ ہے اور اسی کی گواہی کافی ہے ۔ اگر دونوں (حکم) اس کے خلاف کام کریں اور تعدی کریں تو ساری امّت ان کے حکم سے اپنے کو بری قرار دیتی ہے پھر ان کے لئے نہ (حفاظت) کا عہد برقرار رہیگا نہ ذمہ۔

(۱۲) سارے لوگوں کو مدت کے ختم ہونے تک جان، مال، اولاد اور اہل کے بارے میں امن رہیگا ۔ ہتھیار ڈال دئے جائینگے ۔ راستے پر امن رہینگے ۔ فریقین کے غائب (غیر موجود) لوگوں کو بھی وہی (حق) حاصل ہوگا جو حاضر لوگوں کو ہے ۔

(۱۳) دونوں حکموں کو حق ہوگا کہ اس مقام پر قیام کریں جو اہل عراق اور اہل شام کے مابین متوسط اور مساوی فاصلے پر ہو ۔

(۱۴) ان کے پاس سوائے اس کے کوئی جانہ سکے گا جس کو وہ پسند کریں اور راضی ہوں ۔

(۱۵) مدت ماہ رمضان کے ختم ہونے تک ہے ۔ اگر دونوں حکم تحکیم کو اس سے قبل ہی کرنے کی رائے رکھیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں ۔ اور وہ مدت کے آخر تک تاخیر کرنا چاہیں تو تاخیر بھی کر سکتے ہیں ۔

(یہ آخری جملہ بلاذری اور جاحظ کے ہاں : ,,مدت کے آخر تک ۔ کی جگہ علی الترتیب یوں ہے : تاخیر کرنا چاہیں تو تاخیر بھی کر سکتے ہیں ۔ اور ,,تاخیر کرنا چاہیں تو دونوں حکم باہمی رضامندی سے تاخیر بھی کر سکتے ہیں ۔ ۔ یہ ظاہر بھی صحیح ہے کیونکہ تحکیم کو کوئی ڈیڑھ سال لگا ۔)

۱٦) اگر مدت کے آخر تک بھی یہ دونوں حکم کتاب اللہ اور سنت نبویہ کے مندرجات کے مطابق تحکیم نہ کر سکیں تو فریقین اپنی سابقہ حالت پر عود کر آئینگے ۔

۱۷) ساری امت پر اس بارے میں اللہ کا عہد و میثاق ہے کہ وہ ہر اس شخص کے ، جو اس بارے میں الحاد ، ظلم اور بغاوت چاہے، خلاف ہو کر ایک ہاتھ بن کر مقابلہ کرینگے ۔ ۔ (تمت)

متن میں تاریخ نہیں ہے ، جو ۱۷ صفر سنہ ۳۷ ھ کہی جاتی ہے۔ حضرت علیؓ نے چاہا تھا کہ ان کا نمائندہ ان کے سیاست دان چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس یا کمانڈر مالک الاشتر ہوں لیکن امن پسند قراّ نے کہا کہ ابن عباس غیرجانبدار نہ رہینگے اور مالک الاشتر ہی فساد کی جڑ ہے اور مجبور کیا کہ ابو موسیٰ اشعری جیسے خدا ترس منفی کو، جو خانہ جنگی کو روکنے کی ناکام کوشش کر بھی چکے تھے ، معین کیا جائے ۔ حضرت علیؓ کو ماننا پڑا۔

ظاہر ہے کہ قرآن مجید کوئی پیشینگوئیوں کی کتاب نہیں کہ اس میں حضرت علیؓ یا ان کے مخالفین کے متعلق کوئی صراحت اس خانہ جنگی کے متعلق ملے ۔ مقتول کے وارثوں کو قاتل کے قتل کر سکنے کا حق ضرور بیان ہوا ہے ، لیکن جھگڑا اس پر نہ تھا کہ قاتلین عثمانؓ کے متعلق کیا برتاؤ کیا جائے ۔ دونوں قصاص پر متفق تھے ۔ بلکہ یہ کہ خلافت کے مستحق اس زمانہ میں علیؓ ہیں یا معاویہ ؟ اب قرآن و حدیث کی جگہ محض اجتہاد اور صوابدید کا مسئلہ تھا کہ جائز خلیفہ حضرت عثمانؓ نے چونکہ کسی کو ولی عہد نامزد نہیں کیا تھا اس لئے نئے خلیفہ کا انتخاب کس طرح ہو ؟

حکموں کے مجتمع ہونے کے مقام کے متعلق اذرح اور دومة الجندل

دونوں کا ذکر آتا ہے ۔ اس کی وجہ بلاذری نے بتا دی ہے : ..دونوں حکم پہلے تدمر میں ایک مہینہ رہے ۔ باہم بحث بھی ہوتی اور ہر ایک حـکم اپنے امـیر کو لکھ کر جوابات بھی حاصل کرتا رہا ۔ پھر تدمر سے دومۃ الجندل جا کر وہاں مہینہ بھر رہے ۔ پھر وہاں سے أذرح چلے گئے ۔ ۔ (۳۸)

مروج الذھب (مسعودی) کے ہاں بعض تفصیلیں ہیں جو محض افسانہ معلوم ہوتی ہیں . مثلاً یہ قصہ کہ حـکم نامزد ہونے کے بعد جب شامی فوج واپس ہوئی تو عمرو بن العاص نے معاویہ کے ہاں آنا جانا ترک کر دیا (کہ میں اب مختار کل ہوں . چاہے معاویہ کو رکھوں یا معزول کروں . غرض انھیں مجھ سے ہی مجھے ان سے نہیں) ۔ اس پر معاویہ ایک دن عمرو بن العاص کے گھر گئے اور بلطائف الحیل ملاقات کے کمرے کو عمرو کے آدمیوں سے بالـکلیہ خـالـی کراکے اپنے سپاھیوں سے بھر دیا اور کمرہ اندر سے بند کر کے کہا : میری بیعت کر ورنہ ابھی قتل کرا دیتا ہوں ۔ عمرو نے مصر کی گورنری مانگی . جو معاویہ نے بخوشی دی ۔ پھر عمرو کی بیعت لے کر گھر واپس گئے ۔

بلاذری وغیرہ کے ہاں صراحت ملتی ہے کہ حکموں نے کبار صحابہ مثلاً عبداللہ بن عمر ، سعد بن أبی وقاص وغیرہ سے درخواست کی کہ وہ زحمت کر کے ان سے ملنے آئیں اور مشورے دیں ۔ ظاہر ہے کہ یہ حکموں کی اولین ملاقات کے بعد ہی طے ہوا ہوگا . اور اس میں وقت بھی لگا ہو گا کہ دعوت نامہ جائے اور یہ لوگ(غالبـاً مـکہ یا مـدینہ سے) عرب کے شمال میں پہنچ سکیں ۔

مروج الذھب (مسعودی) کے ہاں بعض دیگر تفصیلیں بھی ہیں

جو اوروں کے ہاں نہیں ہیں ۔ اور یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کس حد تک صحیح ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ جب پہلی بار دونوں حکم ملے تو ابو موسیٰ نے ایک طویل تقریر کی ۔ اور اسلام کی مصیبت کا ذکر کرتے ہوئے کہا : اے عمرو ، آؤ ، ایسا کام کریں جس کے باعث اللہ مسلمانوں میں الفت پیدا کرے اور جھگڑوں کو دور کرے ۔ عمرو بن العاص نے جواب دیا : یہ ٹھیک ہے لیکن بھول نہ جانے کے لئے مناسب ہے کہ ہم میں طے شدہ ہر چیز لکھ لی جائے ۔ پھر اپنے کاتب کو بلا کر کہا : تجھ سے جو چیز کہی جائے اگر اسے ہم دونوں حکم منظور کریں تو لکھنا ورنہ نہیں ۔ پھر ایک عبارت لکھوانی شروع کی کہ یہ ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن العاص کا متفقہ فیصلہ ہے ۔ شروع میں حمد و صلاۃ ۔ پھر ابو بکرؓ و عمرؓ کے برحق اور اچھے خلفاء ہونے کا ذکر آیا ۔ بعد ازاں یہ کہ عثمانؓ اجماع امت اور شورائے اصحاب رسول اللہؐ سے خلیفہ بنے ۔ وہ دیندار مومن تھے ، مظلوم قتل کئے گئے ۔ اور ان کا خون ان کے ولی ۔ اور قریب ترین ولی معاویہ ہیں طلب کر سکتے ہیں ۔

اس کے بعد ابو موسیٰ نے کہا کہ علیؓ کو شامی ، اور معاویہ کو عراقی پسند نہیں کرتے ۔ اس لئے دونوں کو معزول کر کے کسی موزوں شخص کو خلیفہ نامزد کیا جائے ۔ ابو موسیٰ نے عبداللہ بن عمر کا نام پیش کیا ۔ عمرو بن العاص نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرو بن العاص کا ۔ ابو موسیٰ نے کہا : عبداللہ بن عمرو بھی موزوں تھے لیکن تمہیں نے ان کو جنگ میں گھسیٹ کر داغدار کر دیا ہے ۔ (غالباً اس کے بعد عبداللہ بن عمر وغیرہ مشاورت کے لئے بلائے گئے کہ علیؓ و معاویہ کی جگہ کسے چنیں) ۔ اس بارے میں دارقطنی کی روایت بھی

دیکھی جائے (جسے ابن العربی نے العواصم،ص ـ ۱۲۸ ـ ۱۲۹ میں نقل کیا ہے) کہ اس کی بھنک حضرت معاویہ کے کانوں پر بھی پڑگئی تھی اور دونوں میں کچھ تنت بھی ہوگئی تھی ـ

بلاذری (انساب ، مخطوطہ) کے مطابق عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا : میں تمہیں خلیفہ بناؤں تو کیا مجھے مصر کا والی بناؤ گے ؟ انہوں نے کہا : نہیں ـ بلاذری ہی نے ابو خیثمہ کے حوالے سے ایک اس سے بھی زیادہ غیر قرین قیاس قصہ لکھا ہے : عمرو بن العاص نے عبداللہ بن عمر سے کہا کہ ہم دونوں حکم اس پر متفق ہو چکے ہیں کہ تمہیں خلیفہ بنائیں ؛ کیا تم کچھ رقم لے کر اس شخص کے حق میں دستبردار نہ ہو جاؤ گے جو اس کا خواہشمند ہے ؟ ظاہر ہے کہ ابن عمر نے خفگی اور حقارت سے اسے رد کیا اور کہا کہ میں خلافت اس وقت تک قبول نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ متفقہ نہ ہو ، اور اگر دو آدمی بھی مخالف ہوں تو پھر میں اسے قبول نہ کرونگا ـ

بہرحال اس طرح دونوں حکموں میں مہینوں پیچیدہ سیاسی رسہ کشی ہوتی رہی ـ تاریخوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابو موسیٰ اور عمرو بن العاص اس پر راضی ہو گئے کہ معاویہ اور علیؓ دونوں کو معزول کر کے کسی کا آزادانہ انتخاب ہو ـ یہ ممکن ہے لیکن اس سے سیاسی خلا پیدا ہو جاتا ، اور فریقین کی فوج کی موجودگی میں ، جب کہ علیؓ اور معاویہ اپنی اپنی خلافتوں کو منانے پر تلے ہوئے ہوں ، آزادانہ انتخاب کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی تھی ـ واحد حل یہ تھا کہ دونوں حکم کسی ایک نام پر متفق ہوں ، اور یہ ہو نہیں رہا تھا ـ عمرو بن العاص نے یہ بھی محسوس کیا ہوگا کہ اگر ان کا اپنا

بیٹا خلیفہ نہیں بنتا ھے تو محض معاویہ کی معزولی اور سیاسی خلا کے بیدا کرنے کے بعد وہ نہ گھر کے رھینگے نہ گھاٹ کے ۔ اس لئے اگر انھوں نے شــروع مــیں ابــو مــوسیٰ کی تجــویز منظور بھی کی ھــو تو غور مکرر کے بعد رائے بدل دی ھو گی ۔ اور یہ بھی ممکن ھے کہ ابو موسیٰ کو غلط فہمی ھوئی ھو ۔ ان حالات میں اوپر بیان شدہ حــکموں میں یاد داشت کا لکھا جانا ایک افسانہ بن جاتا ھے کیونکہ جب حکمــوں نے فیصلہ سنایا اور ان میں اتفاق نہ پایا گیا تو ابو موسیٰ نے کیوں نہ کہا کہ یہ ھمارے نوشتہ معاھدہ کے خلاف ھے ؟

جو بھی ھو ، تحکیمی فیصلہ سنانے کے لئے فریقین کے نمائندے جمع ھوئے ۔ پہلے ابو موسیٰ نے اٹھکر کہا کہ امت میں دوبارہ اتحاد پیدا کرنے کے لئے بہتر ھے کہ موجودہ دونوں امیدواروں کو معزول کر کے کسی تیسرے کا انتخاب کیا جائے ۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا کہ ابو موسیٰ کو صرف اپنے موکل کو معزول کرنے کا حق ھے اور میں اسے نوٹ کرتا ھوں ۔ رھا میں ، میں اپنے موکل کو معزول نہیں کرتا بلکہ انھیں برقرار رکھتا ھوں ۔

فرقہ واری بحث میں اس پر گالی گلوچ بلکہ تکفیر تک کی نوبت آ گئی ھے ۔ ھم ٹھنڈے دل سے کچھ غور کریں :

بخاری وغیرہ میں ایک مشہور حدیث امام حسن کے فضائل میں ھے : میرا یہ بچہ ایک سردار ھے اور ایک دن آئیگا کہ اللہ اس کے باعث ,,مسلمانوں کے دو گروھوں میں ,,صلح کرائیگا ۔ جب رسول اللہؐ معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کو مسلمان قرار دیتے ھیں تو پھر کسی مسلمان کو ان کی تکفیر بہرحال نہ کرنی چاھئے ۔

علیؓ اور معاویہ میں معاھدہ یہ ھوا تھا کہ تحکیم متفقہ ھو تو ان پر

پابندی عائد ہوگی ۔ وہ متفق علیہ نہ ہو سکی اس لئے ردی کا کاغذ اور ناقـــابل نفاذ تھی ۔ اور جیسا کہ معاہدہ کی دفعہ ۱۶ میں صراحت ہے ، علیؓ کا کوئی نقصان نہ ہوا اور حالت سابقہ عود کر آئی۔

ہر وکیل اپنے موکل کے لئے سارے جتن کرنے کا عقلاً اور قانوناً مجاز ہے ۔ عدالت اسے رد کرنے کی مقتدر ہے لیکن وہ کسی وکیل کو محض اس کی بحث کی وجہ سے نہ کوئی سزا دیتی ہے اور نہ اس کی نیت پر حملہ کرتی ہے (کہ جانبدارانہ بحث وکـیل کے فرائض میں داخل ہے) بلکہ صرف یہ کہنے پر اکتفا کرتی ہے کہ تمہاری دلیلیں ہمیں معقول نہیں معلوم ہوتیں ۔ اس چودہ سو سال پہلے کے واقعہ میں ہم خوانندگان بھی عدالت کی طرح سنجیدہ اور جذبات سے خـالی فیصلہ سنائیں اور بس ۔

اعلان تحکیم کے بعد ظاہر ہے کہ ابو موسیٰ سیاست سے کنارہ کش ہو کر گوشہ گزین ہو گئے ۔ معاویہ کی پوزیشن کتنی طرح سے بہتر ہوگئی : تحکیم سے ان کو اخلاقی تقویت ہوئی ہو یا نہیں ، صفّین کے بعد کی مہلت میں ان کی فوجی حالت ضرور بہتر ہوگئی۔ حضـرت عـلیؓ کے ہاں اسی زمانے میں پھوٹ پڑ گئی : خوارج نے اس نازک وقت اتحاد و تعاون کی جگہ ایسے مباحث چھیڑے جـو جو نہ علمی حیثیت سے اور نہ ہی سیاسی نقطۂ نظر سے معقول تھے ۔ میدان صفین سے تحکیم نامہ سنتے ہی چند لوگ کہنے لگے ..لا حـکم الا لله، اور اس کے خلاف کرنے والا کافر ہے ۔ ۔ پھر یہ لوگ علیؓ کی فوج سے نکل کر ہر جگہ دعایہ (پروپگنڈا) کرنے لگے ۔ ان کے بعض گروہ حضرت علیؓ نے منتشر کئے تو آخر وہ نہروان میں جمع ہونے لگے ۔ (کیا اس میں بھی یہودی ہی ان کو شہ دیتے رہے ؟ کوئی صراحت تو

نہیں ملتی لیکن مروج الذھب میں بیان ہوا ہے کہ ان کو سمجھانے کے لئے حضرت علیؓ نے ایک یہودی کو سفیر بنا کر بھیجا ۔ یہ خوارج جو عام مسلمان ہی نہیں سارے غیر مسلموں کو بھی گردن زدنی سمجھتے تھے ، ان تک ایک یہودی کا پرامن طور سے آنا جانا کچھ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے ۔)

علیؓ کے ہاں نظم و ضبط کے خراب ہونے کا اندازہ اس سے کریں کہ ان کے گورنر بصرہ نے بیت المال سے ، بروایت بلاذری ساٹھ لاکھ درھم ، جبراً لے لئے ۔ خازن کی شکایت اور حضرت علیؓ کی جواب طلبی پر انہوں نے جواب لکھا : کسی اور کو گورنر بنا کر بھیج دو ، اور رقم لے کر وھاں سے چلے گئے ۔ اس سے بڑھ کر ذھبی کی روایت ہے : ..حسن بن علیؓ اور جعفر نے معاویہ کو خط لکھ کر کچھ پیسہ مانگا ۔ معاویہ نے ان دونوں کو ایک لاکھ (دینار) بھیج دئے ۔ علیؓ کو اطلاع ملی تو ان دونوں سے کہا : تمھیں شرم نہیں آتی ؟ جس شخص پر ہم صبح شام طعن و تشنیع کرتے رھتے ھیں اسی سے تم پیسہ مانگتے ہو ۔ دونوں نے جواب دیا : آپ نے ھمیں محروم رکھا ہے ، اور انھوں نے جود و سخا دکھائی ہے ۔ (۴۹)

ان حالات میں حضرت علیؓ معاویہؓ سے فوراً جنگ نہ کر سکے ۔ عراق ھی میں خوارج کی پیدا کردہ بدامنی دور کرنی تھی یہ لوگ غیر خوارج مسلمانوں کے دودھ پیتے بچوں کو بھی قتل کرنے سے باک نہ رکھتے تھے ، اور ان کے فقیہہ نجدۃ الحروری کا استدلال تھا کہ قرآن کے مطابق حضرت موسیٰ کے معلم خضر نے ایک مستقبل کے برے بچے کو بچپن ھی میں قتل کر دیا تھا (۵۰) ۔ یہ لوگ بےعقل لیکن انتہائی مخلص اور دیندار مسلمان تھے ۔ حضرت علیؓ نے نہروان میں ان پر

حملہ کر کے ان کا قتل عام کیا ، چنانچہ کوئی دس ہزار میں سے
صرف دس زندہ بچ سکے ۔ مگر سارے خوارج نہروان میں نہ تھے ۔
ان سرفروشوں نے صدیوں مسلمان خلفاء کی نیند حرام کئیے رکھی ۔
نہروان کے بعد حضرت علیؓ نے شام جانا چاہا تو اشعث کندی نے
رکوایا کہ ہتھیار وغیرہ درّست کرنا ہیں ۔ ٹھہرے تو فوج کے لوگ
کھسکنے لگے ، اور جلدی ہی بمشکل ایک ہزار آدمی باقی رہ گئے ۔
اس وقت اطلاع آئی کہ معاویہ نے شہر انبار پر حملہ کر کے چھاونی
کے لوگوں کو قتل کیا ۔ اس پر حضرت علی نے فوجی رضاکار مانگے ۔
لوگ مہر بھی نہ آئے ۔ اس پر جبراً فوج میں بھرتی کرنا شروع کیا ۔
ظاہر ہے کہ ایسی فوج کس کام کی ہوتی ۔ اس مایوسی کے زمانے میں
وہ بعض وقت بےاختیار کہا کرتے تھے : ..وہ بڑا شقی آخر کیا انتظار
کر رہا ہے ؟ .. (۵۱) رسول اللهؐ کی بیشینگوئی تھی حضرت علیؓ کو
ایک بڑا شقی قتل کریگا) ۔ اس سے بھی زیادہ حیرت مروج الذهب
کی اس روایت پر ہوتی ہے کہ الحارث بن راشد نامی ایک شخص
تین سو ساتھیوں کے ساتھ ان کی فوج سے نکل کر چلا گیا اور یہ
سب نصرانی بن گئے ۔

طبری ، سنہ ۳۰ ابن الجوزی (المنتظم ۳ ۔ ۲۹ ، ابن کثیر
(البدایۃ ۷۔ ۳۲۲) اور العواصم من القواصم لابن العربی ، ص ۱۵۲ ،
کے مطابق معجم الصحابۃ للبغوی ، سب ہی صراحت کرتے ہیں کہ
..علی اور معاویہ میں طویل خط و کتابت کے بعد سنہ ۴۰ ھ میں ایک
مہادنہ (معاہدۂ جنگ بندی) ہوگیا کہ دونوں میں جنگ رک جائے ،
علی کو عراق ، اور معاویہ کو شام (کی حکومت) حاصل ہو ، ان
دونوں فریقوں میں سے کوئی بھی دوسرے کے علاقے میں فوج لے کر نہ

جائے اور نہ لوٹ مار غارت گری کرے ۔ ابن اسحاق کے مطابق جب دونوں میں سے کسی نے دوسرے کی اطاعت (بیعت) منظور نہ کی تو معاویہ نے علی کو لکھا : اگر اس سے تم کو انکار ہے تو عراق تمہارا ، اور شام میرا ۔ اور اس تلوار کو اس امت سے روکو ، اور مسلمانوں کا خون نہ بہاؤ ۔ علیؓ نے اسے قبول کیا اور سب اس پر راضی ہوگئے ۔ ۔ ایک طرف یہ ، اور دوسری طرف ایسی روایتیں بھی ہیں کہ شام پر حملہ کرنے کے لئے وہ فوج جمع کر رہے تھے اور جب ہزاروں لوگ مرنے مارنے کی بیعت کر چکے تھے تو ان کو ایک خارجی نے شہید کر دیا ۔

خارجی اپنی انتہا پسند تقشف کی تحریک میں سب سے بڑی رکاوٹ تین شخصوں کو سمجھتے تھے : علی ، معاویہ اور عمرو بن العاص . اور علی سے نہروان کے قتل عام کا انتقام بھی چاہتے تھے ۔ چنانچہ چند سرفروش نکلے کہ ان تینوں کو ایک ہی معین دن فجر کی نماز کے وقت مسجد میں قتل کر دیں ۔ عمرو بن العاص اتفاق سے اس دن مصر میں نماز کی امامت کے لئے نہ آئے ۔ معاویہ اور علی دونوں زخمی ہو گئے ۔ مگر معاویہ کا زخم کاری نہ تھا ۔ (ان کے کردار کا اندازہ اس سے کیا جائے کہ جب قاتل نے گرفتار ہو جانے پر معاویہ سے کہا : اے اللہ کے دشمن ، کیا میں نے تجھے قتل کر دیا ہے ؟ تو انہوں نے جواب دیا : ہر گز نہیں اے میرے بھائی (۵۲)۔ علیؓ کے قاتل ابن ملجم کو بھی گرفتار کر لیا گیا ، اور علی نے کہا : اسے قید رکھو لیکن اذیت نہ دو ۔ میں جانبر ہو گیا تو دیکھونگا کہ معاف کروں یا کوئی سزا دوں ؛ اور اگر مر جاؤں تو اس سے قصاص لے لینا ۔ پھر جب حضرت علیؓ دار فانی سے روانہ ہو گئے تو امام حسن نے اسے محبس

سے نکالا ، اور لوگ نفط اور لکڑی کا برادہ لائے کہ اس کی لاش کو جلا ڈالیں (۵۴) پھر اس کا ایک ایک عضو کاٹا جانے لگا مگر اس نے اف نہ کیا ۔ جب اس کی زبان کاٹنے کا حکم دیا تو وہ رونے لگا ۔ وجہ پوچھی گئی تو کہا : مجھے مرنے کا کوئی ڈر نہیں لیکن میں چاھتا تھا کہ آخری سانس تک اللہ کا ذکر کرتا رھوں زبان کے کٹ جانے پر یہ ممکن نہ ہو سکیگا ۔ایسے کرداروں پر آدمی کو دم بخود مبھوت ھو جانا پڑتا ھے اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ کیا رائے دے ۔ ایک اور معاصر خارجی کو سزائے موت دینے کے بعد اس کے خادم خاص سے پوچھا گیا کہ وہ زندگی میں کیسا تھا ؟ کہا : مجھے کبھی دن میں غذا حاضر کرنے کی ، اور رات میں بستر بنانے کی ضرورت نہ پڑی (کہ وہ قائم اللیل صائم الدھر تھا) ۔

زخمی حضرت علی نے پورے سکون سے جان دی ۔ بیٹے امام حسن کو ایک وصیت کی (جو جانداد اور خاندان کے افراد کے باھمی برتاؤ کے متعلق ھے ، ولی عہدی یا سیاسیات کا اس میں کوئی ذکر نہیں) (ابن کثیر ، مقاتل الطالبین للاصبہانی ، طبری ، ابن الاثیر) بعض لوگوں نے ان سے کہا بھی تو ولی عہد نامزد کرنے سے انکار کیا (۵۵)۔ بعض اور نے پوچھا : کیا آپ کے بعد ہم حسن کی بیعت کر لیں ؟ تو کہا : نہ تمھیں حکم دیتا ہوں ، نہ منع کرتا ہوں ۔ پھر وہ جنت کو سدھارے ۔

چار سال نو ماہ کی حکمرانی کے بعد ۱۷ رمضان ۴۰ ھ کو چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں چھوڑ کر فوت ہوئے ۔ ابن کثیر کے مطابق چار بیویاں اور انیس لونڈیاں گھر میں چھوڑیں ، نیز چودہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں ۔ ابن حجر کے مطابق ۲۱ بیٹے اور ۱۸ بیٹیاں ۔

ان کے خاندان میں ایک سندھی لڑکی بھی آئی اور اسی سے زید بن علی پیدا ہوئے تھے (۵۶)

روحانی زندگی

سارے کبار صحابہ کی طرح ، یہ بھی عابد و زاھد تھے ، اور قرآنی حکم ..فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة ـ کی تعمیل میں انھوں نے نہ دنیا کو ترک کیا (حصول خلافت کی کوشش کی) اور نہ آخرت کو ـ آنحضرت کی روحانی تعلیم کو جن صحابہ نے بطور خاص پھیلایا ، ان میں یہ بہت ممتاز ھیں ـ اور آج تک نہ صرف شیعہ بلکہ سنی (قادری ، چشتی ، سہروردی وغیرہ) سلسلے انھیں کے توسط سے رسول اللہؐ کے فیض سے مکتسب ہوتے ھیں ـ مسلمانوں میں انسانی چیزوں کو عیسائیوں کی طرح دینی اور دنیوی میں نہیں بلکہ ظاھری 'ور باطنی میں تقسیم کیا گیا ھے ـ نتیجہ یہ ہوا کہ حکمرانی کے ساتھ ساتھ ظاھری امور دین یعنی نماز ، روزہ ، حج اور زکوٰۃ بھی خلیفۂ سیاسی سے متعلق ہوئے ، اور باطنی امور خلیفۂ طریقت سے ـ خلافت سیاسی کو بعض انصار نے متعدد امیروں میں بانٹنا چاھا تھا (منّا أمیر و منکم أمیر) ، لیکن امّت نے اسے پسند نہ کیا ، لیکن خلافت باطنی میں ایک سے زائد صحابی رسول اللہؐ کے خلیفۂ بلافصل بنے ، علی بھی ، ابو بکر بھی (شاہ ولی اللہ بحوالہ ازالہ الخفا ۱۸۵:۲) کے مطابق حضرت عمرؓ کا سلسلۂ فاروقیہ بھی برقرار رھا ھے ـ نیز متعدد دیگر صحابہ سے بھی ـ حضرت علی رسول اکرم کے سیاسی خلیفۂ بلا فصل نہ بنے (اور دنیا ایک سایہ ھے ، آنی گئی چیز) ، لیکن ابدی زندگی کے سلسلے میں وہ بھی رسول اللہؐ کے

خلیفۂ بلا فصل ہیں ، اور اس میں سنّی شیعہ سب متفق ہیں ۔ اب لے دے کے دونوں فرقوں میں فرق یہ رہ جاتا ہے کہ حضرت علیؓ کو سیاسی زندگی میں بھی خلیفہ بلا فصل اور خلیفۂ اول بننے کا حق تھا یا نہیں ؟ اب ان کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو سال بعد اس مسئلے کی عملی اہمیت کچھ بھی نہیں ، اس لئے اس کا فیصلہ خدا پر چھوڑا جا سکتا ہے ۔

غالی فرقے بھی پیدا ہوئے ، سب سے پہلے ابن سبا نے یہ خیال پھیلایا کہ حضرت علیؓ میں خدا نے حلول کیا ہے اور وہ رسول اللہ ؐ کے وصی اور آخر الا وصیاء ہیں (طبری) ۔ حضرت نے اسے قید بھی کیا ، جلاوطن بھی کیا مگر معلوم ہوتا ہے بڑا چرب زبان بھی تھا ، عمار بن یاسرؓ بھی مصر گئے تو اس سے متاثر ہو گئے (طبری) ۔ علوی ، فاطمی وغیرہ بھی ان کے احترام میں مبالغہ کرتے ہیں ۔ امامیہ شیعوں میں حضرت علیؓ ہی نہیں ان کے جانشین بارہ پشت کے امام بھی معصوم ہیں ۔

اداری نظام

ان کا زمانہ خانہ جنگی کا تھا ، اس لئے بیرونی فتوح بالکل بند ہوگئیں ۔ کہتے ہیں کہ صرف سندھ کی سمت ان کے والی نے کچھ عملیت جاری رکھی ۔

کشوری نظم و نسق میں جو ابو بکرؓ کے زمانے سے چلا آ رہا تھا ، کوئی خاص فرق خلافت علی میں نظر نہیں آتا ۔ دستور بھی برقرار رہا کہ خلیفہ منتخب تو ہو مگر تاحیات ۔ خلیفہ دستوری حکمران یعنی آئین پسند ہی رہا اور وہ قانون کو بدلنے کا مجاز نہ تھا بلکہ قرآن و حدیث کا کاملاً تابع تھا ، اور اپنے اعمال کے لئے عوام کے

سامنے ہر وقت جوابدہ ۔ مرکزی حکومت میں سارے امور خلیفہ سے متعلق رہے ۔ مشورہ تو ہوتا ہے لیکن انہیں سے جن کو خلیفہ پسند کرے ۔ عوام کے منتخبہ نمائندوں ۔ اور شعبہ وار خود مختار وزیروں کا ابھی سوال نہ تھا ۔ سب سے اہم چیز شاید یہ تھی کہ مدینۂ منورہ کی جگہ کوفہ دارالخلافت بنایا گیا ۔ ابن عمر کے اعتراض پر کہا : وہاں مال اور آدمی (سپاہی) ہیں ۔

صوبوں میں حسب سابق گورنر تھے ۔ اور ان میں بہت سے بنی ہاشم کے تھے فوج اور سرکاری خزانہ گورنر ہی کے ماتحت ہوتا تھا ۔

خود مختار قـاضی ایک ایسا ادارہ ہے جس پر اسلام فخـر کر سکتا ہے کہ وہ اپنے ہی مامور کنندہ خلیفہ کی بھی سماعت کر سکتا تھا ۔ ابو بکر کی طرح علیؓ کو بھی ان کے زمانۂ خلافت میں قاضی کے ہاں رجوع ہونا پڑتا تھا ۔ ایک مرتبہ علیؓ نے ایک یہودی کے خلاف قاضی کے ہاں رجوع کیا ۔ اور ثبوت کے لئے اپنے بیٹے اور غلام کو بطور گواہ پیش کیا ۔ قاضی شریح نے شہادت رد کر دی کہ بیٹا باپ کے حق میں شہادت نہیں دے سکتا ۔ فوری خفگی میں حضرت علیؓ نے قاضی کو برطرف کر دیا لیکن دوسرے ہی دن اضافۂ تنخواہ کے ساتھ مکرر مامور کر کے اپنی حق پسندی کا ثبوت دیا ۔ ان کے زمانے کی ایک اہم اور اچھی اصلاح یہ تھی کہ ایک گواہ دوسرے گواہ کا بیان نہ سنے ، ورنہ سابق میں سب حاضر رہتے اور گواہ ثانی گواہ اول کے بیانات سے معلومات حاصل کرتا اور امکان ہوتا کہ جھوٹا گواہ بھی اس طرح تفاصیل سے واقف ہو جائے ۔ یعقوبی عام طور پر ناقابل اعتماد مؤرخ پایا گیا ہے ۔ بہرحال وہ لکھتا ہے : حضرت عـلیؓ نے عجیب عجیب احکام دئے حتیٰ کہ بعض لوگوں کو زندہ جلایا ۔ بعض

کو دھوئیں سے سزا دی (دخّن) ، چوری میں پہنچے کی جگہ صرف انگلیاں کاٹیں ، لواطت میں مجرمین پر دیوار گرا کر ملبے میں زندہ دفن کیا ۔ ۔

غیر مسلموں کی عدالتیں بھی حسب سابق جدا ھی رھیں ۔ ان سے سلوک اچھا رھا ، انھیں سفیر تک بنایا ۔ جزیے میں رقم کی طرح هم قیمت مصنوعات بھی قبول کئے جا سکتے تھے ۔ (۵۷)

ان کے زمانے میں قانون بین الممالک کی قسم ..قانون بین المسلمین ۔ نے خانہ جنگی کے باعث نظائر کے ذریعے سے ترقی کی ۔ حضرت علیؓ کا طرز عمل اب فقہ کی کتابوں میں ..کتاب البغاۃ ۔ میں عام طور پر درج ملیگا ۔ اسلحہ کے سوا مسلمان باغی کی دیگر گرفتار شدہ جائداد کو وہ مال غنیمت نہیں بنانے تھے ۔ بلکہ بھگوڑوں کا تعاقب تک نہ کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اس پر تو بعد میں کم عمل ہوا لیکن مسلمان باغی کو غلام نہ بنا سکنا ایسا فیصلہ تھا جو ذھنوں میں راسخ ھوگیا ھے ۔ ابن کثیر نے لکھا ھے کہ جنگ جمل کے فریقین کے مقتولوں پر انھوں نے نماز جنازہ پڑھی ۔ سنن سعید بن منصور (حدیث:۲۹٦۸) میں ھے : ان سے کسی نے پوچھا تو کہا ھمارے اور ان کے مقتولوں میں سے جو شخص بھی وجہ اللہ اور دار آخرت چاھتے ھوئے لڑ کر مارا گیا وہ جنت میں جائیگا ۔

نماز فجر کی دعائے قنوت میں وہ آخری زمانے میں معاویہ ، عمرو بن العاص وغیرہ پر لعنت کرنے لگے تو اطلاع ملنے پر معاویہ نے بھی مماثل طرز عمل اختیار کیا (۵۸) یہ نامناسب بدعت حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ختم کرائی ۔

ان کی سرکاری مہر پر ..اللہ الملک ۔ درج تھا ۔ کبھی کبھی

..محمد رسول اللہؐ۔ عبارت والی مہر بھی استعمال کرتے تھے۔ جیسا کہ تحکیم نامۂ صفین میں کیاتھا چونکہ رسول اکرمؐ کی ایسی عبارت والی مہر بعد میں ابو بکرؓ اور عمرؓ نے استعمال کی تھی۔ اس لئے اس کے سیاسی مضمرات واضح ہیں۔

ان کے ذہانت آمیز فتوے اور فیصلے رسول اللہؐ کی بھی تعریف حاصل کر چکے ہیں۔ اور خلیفہ حضرت عمرؓ کی بھی۔ خود ان کے زمانۂ خلافت میں بھی اس کی دلچسپ مثالیں ملتی ہیں: دو شخص کھانے کو مل کر بیٹھے تھے۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ اتفاق سے ایک شخص پاس سے گذرا تو اسے بھی کھانے کی دعوت دی۔ اس نے چلتے ہوئے شکر گذاری میں آٹھ درھم پیش کئے۔ ان کے بٹوارے میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے تین روٹیوں والے رفیق سے کہا: پانچ درھم مجھے، تین تجھے ملنا چاہئیں۔ دوسرے نے اصرار کیا کہ رقم مساوی بٹنی چاہئیے۔ حضرت علیؑ کے پاس مقدمہ گیا تو انھوں نے تین روٹیوں والے جھگڑالو سے کہا: تیرا دوست جو دے رہا ہے لیلے۔ وہ اپنے اصرار پر قائم رہ کر عدالتی فیصلہ چاہنے لگا۔ حضرت علیؑ نے کہا: تجھے آٹھ میں سے صرف ایک درھم ملیگا۔ اور سات درھم تیرے رفیق کو۔ وہ بوکھلایا تو کہا: آٹھ روٹیوں کو تین شخص نے کھایا۔ ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے کرتے تھے تاکہ ہر ایک آٹھ ٹکڑے کھا سکے۔ یہ فرض کرنا چاہئیے کہ تینوں نے مساوی مقدار میں کھانا کھایا۔ تیرے رفیق کے پاس کی پانچ روٹیوں کے پندرہ ٹکڑے بنے، اور تیری تین روٹیوں کے نو۔ ان نو میں سے آٹھ خود تو نے کھائے اور صرف ایک ٹکڑا مہمان کو دیا اور تیرے رفیق کے پندرہ ٹکڑوں میں سے اس نے آٹھ کھائے اور سات

مہمان کو دئے ۔ لہذا مہمان کے دئے ہوئے آٹھ درہم میں سے ایک تجھے اور سات اسے مسلینگے (۵۹)

حضرت علیؓ کے فتوؤں کی دھوم تھی اس لئے بعد میں بعض جا ، برست مؤلفوں نے اصلی نقلی چیزوں کے مجموعے تیار کئے تھے ۔ ایک اس طرح کا مجموعہ فتاویٰ حضرت عبداللہ بن عباس کو دکھایا گیا تو انھوں نے اس کی بہت سی چیزوں کو مٹا دیا اور کہا کہ یہ حضرت علی بر افترا ہے ۔

انھیں حدیث نبوی سے بھی بڑی واقفیت تھی ۔ ان کی روایتیں یکجا بھی مسل سکتی ھیں ، مثلاً مسند احمد بن حنبل ، المعجم الکبیر للطبرانی ، المستدرک للحاکم ، وغیرہ میں انھوں نے حدیثیں لکھائیں بھی ۔ ایک دن مسجد کوفہ میں کہا : کون ہے جو میرا علم ایک درہم میں حاصل کرنا چاھتا ہے ؟ الحارث الاعور دوڑ کر بازار گیا اور ایک درہم کا کاغذ خرید لایا اور اس نے بہت سی چیزیں (علما کثیرا) لکھیں ۔ حر بن عدی کے پاس بھی حضرت علیؓ کی لکھائی ہوئی چیزوں کا ایک پورا رسالہ (صحیفة) تھا ان کے پاس چونکہ رسول اکرمؐ کی ذاتی تلوار آ گئی تھی اس لئے اس پر جو دستاویزیں رسول اللہ نے لپیٹ رکھی تھیں وہ بھی ان کے پاس تھیں اور وہ ان کو بڑھ کر سناتے اور کہا کرتے قرآن اور ان دستاویزوں کے سوا میرے پاس کوئی اور لکھی ہوئی چیز نہیں ہے (۶۰) ایسا معلوم ہوتا کہ ان میں شہری مملکت مدینہ کا دستور ، اور تخطیط حدود حرم مدینہ ، نیز نصاب زکوٰۃ کی تفصیلیں شامل تھیں ۔

دائرۃ المعارف اسلامیہ (فرنگی) کی طبع دوم کی مقالہ نگار مادۂ ..علی.. نے اپنی رائے یوں دی ہے : ..ان کا نظام العمل غیر معیّن تو

نہیں لیکن خواب و خیال کی دنیا کا utopian تھا مـگر جب اقتدار ہاتھ آیا تو غالباً انہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ وہ نظام العمل تحقق پذیر ہونے کے ناقابل ہے۔ ـ

حواشی

۱۔ شاہ ولی اللہ ۔ ازالۃ الخفاء ۔ ۲ ۔ ۲۵۱

۲ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ۔ انساب الاشراف ط مصر ج ۱ ۔ ف ۴۲۰ ۔

۳ ۔ محمد ابن جریر طبری ۔ تاریخ الامم والملوک ص ۱۱۶۱ ۔

۴ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ۔ انساب الاشراف ف ۴۱۸

۵ ۔ ابن کثیر دمشقی ۔ البدایۃ و النہایۃ ۷ ۔ ۲۲۸

۶ ۔ شاہ ولی اللہ ۔ ازالۃ الخفاء ۲ ۔ ۲۵۲

۷۔ محمد بن اسماعیل البخاری ۔ الصحیح ۔ ۲۳ ۔ ۳۹ ۔ ۵ وغیرہ

۸ ایضاً ۶۳ ۔ ۷۸ ۔ ۵

۹ ۔ احمد بن یحیی البلاذری ۔ انساب الاشراف ج ۱ ف ۸۲۶

۱۰ ۔ ایضاً مخطوطہ استانبول ۱ ۔ ۳۷۶

۱۱ ۔ ایضاً ۔ ص ۱۱۸۳ ۔ ۱۱۸۷

۱۲ ۔ ایضاً ص ۱۱۸۳ تا ۱۱۸۶

۱۳ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۲۵

۱۴ ۔ ابو الحسین المعتزلی ، کتاب المعتمد مطبع بیروت ۲ ۔ ۶۳۶

۱۵ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۱۸۷۳

۱۶۔ ایضاً ص ۱۹۷۷ ۔ ۲۰۷۲

۱۷ ۔ ابن عبدالبر ۔ الاستیعاب نمبر ۲۰۱۵

۱۸ ۔ دیکھئے میرا مضمون the Nasi مجلہ ہسٹاریکل سوسائٹی آف پاکستان جلد ۱۶ شمارہ اوّل و چہارم ۔ ۱۹۶۸ نیز اسلامک ریویو جلد ۵۷ شمارہ ۲ ۔ ۱۹۶۹

۱۹۔ ازالۃ الخفا ۱ ۔ ۷۷

۲۰۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۶۱۳

۲۱۔ ایضاً ص ۲۵۱۰

۲۲ ۔ ایضاً ص ۲۷۵۰

۲۳۔ ایضاً ص ۲۳۱۲

۲۴ ۔ ایضاً ص ۲۲۱۲

۲۵ ۔ ایضاً ص ۲۵۲۲

۲۶ ۔ البدایہ والنہایہ ۷ ۔ ۱۳۶

۲۷ ۔ تاریخ الامم والملوک ص ۲۷۹۶

۲۸ ۔ ایضاً ص ۲۷۸۶

۲۹ ۔ ایضاً ص ۲۸۳۳ تا ۲۸۳۵

۳۰ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۳۲

۳۱ ۔ ایضاً ص ۲۹۲۷

۳۲ ۔ (ابن سعد ۳ ۔ ۱ ص ۵۷ ابن کثیر ۷ ۔ ۱۷۵) بی بی عائشہ سے متعلق مسروق کی ایسی ہی روایت طبری کے ہاں بھی ہے ۔

۳۳ ۔ تاریخ الامم و الملوک ص ۲۹۵۵

۳۴ ۔ ایضاً ص ۲۹۵۸

۳۵ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۳

۳۶ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۰

۳۷ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۱

۳۸ ۔ ایضاً ص ۲۹۶۲

۳۹ ۔ ایضاً ص ۲۸۶۱

۴۰ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۰

۴۱ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۱

۴۲ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۱

۴۳ ۔ ایضاً ص ۳۰۱۷ تا ۳۰۱۸

۴۴ ۔ شریف رضی ۔ نہج البلاغۃ ۔ ۱ ۔ ۱۸۲ خطبہ ۸۸

۴۵ ۔ ابن کثیر ۔ الکامل والتاریخ ۷ ۔ ۲۳۷

۴۶ ۔ محمد حمید اللہ ۔ الوثائق السیاسیۃ مصر ۲۷۲

۴۷ ۔ ابو جعفر محمد ابن حبیب ۔ کتاب المحبّر ص ۲۳۵

۴۸ ۔ انساب مخطوطہ استنبول ۱ ۔ ۲۸۳

۴۹ ۔ تاریخ الاسلام ۔ ۲ ۔ ۲۲۳

۵۰ ۔ محمد بن احمد ابی سہل سرخسی ۔ المبسوط ۱۰ ۔ ۲۹

۵۱ ۔ ابن عبدالبر ۔ الاستیعاب زیر ۔۔علی۔ (ترتیب ابجدی)

۵۲ ۔ ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری ۔ کتاب الاخبار الطوال ص ۲۲۹

۵۳ ۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ ۳ ۔ اول ۔ ص ۲۶

۵۴ ۔ الاخبار الطوال ص ۲۲۹

۵۵ ۔ ابن سعد ۔ الطبقات الکبریٰ ۔ ۳ ۔ ۱ ص ۲۲

۵۶ انساب الاشراف ۱ ۔ ۲۳۰

۵۷ ۔ الاستیعاب ۔ مادہ ۔۔علی۔

٥٨ـ الكامل والتاريخ ـ ٧ـ ٢٨٣ ـ

٥٩ـ الاستيعاب ـ حواله بالا

٦٠ـ بخاری ، الصحیح ـ ٥٨ـ ١٠ . ٩١ . ٩٦ وغیره

فکر و نظر

جلد۔ ۳۳ شعبان ۔ شوال ۱۴۱۶ھ ☆ جنوری ۔ مارچ ۱۹۹۶ء شمارہ ۔ ۳

مجلس ادارت

☆☆☆☆☆

فکر و نظر اسلامی مسائل کے بارے میں آزادانہ اظہار کا حامی ہے۔ فکر و نظر میں کسی مضمون کی اشاعت کا یہ مطلب نہیں کہ ادارہ ان افکار و خیالات سے متفق ہے جو اس میں پیش کیے گئے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تعلیمی اداروں اور کتب خانوں کے لئے منظور شدہ
بحکم وزارت تعلیم حکومت پاکستان
چٹھی نمبر [illegible]

☆☆☆

قیمت فی شمارہ = ۲۵ روپے
سالانہ بدل اشتراک ۔ ۱۰۰ روپے

پتہ:
شعبہ مطبوعات، ادارہ تحقیقات اسلامی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد
فون نمبر: [illegible]

فہرست

حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کے فتاوی اور فیصلے

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی ☆

سیدنا حضرت علیؓ سید البشر' افضل الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پروردہ اور تربیت یافتہ' تحصیل علم اور کسب کمال کی فطری صلاحیت سے مالا مال تھے' مکتب نبوت سے جو فیض انہوں نے پایا وہ بہت کم لوگوں کا حصہ بن سکا۔

زبان نبوت نے خود اس بات کی گواہی دی اور فرمایا: تم میں سب سے بہتر فیصلے کرنے والے علی ہیں۔ دو فریقوں کے درمیان نزاعات اور مقدمات کا صحیح فیصلہ کرنا اور واقعہ کی تہہ تک پہنچنا بہت مشکل کام ہے۔ اس وصف میں پوری جماعت صحابہ میں کوئی آپ کا ہم سر نہ تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت سے مواقع پر قضا کی خدمت آپ کے سپرد فرماتے۔ یمن کے لوگ جب اسلام لائے تو آپؐ نے حضرت علیؓ کو وہاں کا قاضی بنا کر بھیجا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' جن پر فقہ حنفی کا مدار ہے اور جنہیں علماء نے فقیہ الامت کے لقب سے نوازا' وہ حضرت علیؓ ہی کے فیض یافتہ تھے۔

فہم قرآن اور اس کے نصوص سے احکام و مسائل کے استنباط کا خاص ملکہ رکھتے تھے۔ اکابر صحابہ مجمل و مشکل آیات قرآن کی توضیح و تشریح اور فقہی مسائل میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو بذات خود مجتہد اور امام فقہ تھے لیکن اس کے باوجود بہت سے اہم فقہی مسائل اور بعض پیچیدہ مقدمات میں حضرت علی سے رجوع کرتے تھے۔

اپنے دور خلافت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: جب مسجد میں' یا کسی مجلس میں علی موجود ہوں تو خبردار نہ کوئی شخص فتوی دے اور نہ کسی جھگڑے کا فیصلہ

☆ صدر شعبہ علوم القرآن والحدیث' ادارہ تحقیقات اسلامی' اسلام آباد

کرے۔

ان چند تمہیدی کلمات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چند تاریخ ساز فتاوی اور فیصلے ہدیہ قارئین ہیں:

ذخیرہ اندوزی کرنے والے کی سزا:

ایسا نص وارد نہیں ہوا جس میں ذخیرہ اندوزی کرنے والے کے لئے کوئی خاص سزا مقرر کی گئی ہو۔ اس لئے ایسے شخص کو تعزیری سزا دی جائے گی یعنی قاضی (عدالت) ایسی سزا مقرر کرے گا جو اسے اور دوسروں کو اس قبیح حرکت سے روک دینے والی ہو۔

حضرت علیؓ ذخیرہ اندوزی کے سخت خلاف تھے جو آپ کے اس قول سے کہ "احتکار کرنے والا گنہگار اور ملعون ہے" پوری طرح واضح ہے۔ اس لئے آپ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ فلاں تاجر نے ایک لاکھ درہم خرچ کر کے اشیا خوردنی کا ذخیرہ کر لیا ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ پورے ذخیرہ کو آگ لگا دی جائے۔

عبدالرحمن بن قیس سے روایت ہے: حبش نے مجھے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سواد کوفہ میں میرے کھلیانوں کو آگ لگا دی تھی جن میں میں نے اناج کا ذخیرہ کیا تھا' اس کا منشا تھا کہ اگر یہ کھلیان بچ جاتے تو اسے اس قدر منافع ہوتا جس قدر اہل کوفہ کو بیت المال سے عطیات ملتے تھے۔ (1)

بنجر زمین کی آباد کاری

تعریف:

موات سے مراد ایسی اراضی ہیں جن سے کسی قسم کا بھی کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو۔ اور احیا سے مراد ایسی اراضی کو ناکارہ پن سے نکال کر کار آمد بنانا ہے۔

کس قسم کی بنجر اراضی کی آباد کاری جائزہ ہے؟

جس شخص کو کوئی بنجر زمین ہاتھ آئے تو اس کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہے۔ ایسی زمین

کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ہوگی:

الف) یہ کسی شخص کی ملکیت نہیں ہوگی۔ ایسی صورت میں اسے آباد کرنے والا اس کا مالک ہو جائے گا اور اس کے معاوضے میں کچھ دینا نہیں پڑے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر دوران خطبہ فرمایا کرتے تھے "لوگو! جس نے کوئی بنجر زمین آباد کی وہ اس کی ملکیت ہو گی۔"(۱)

ب) یہ کسی کی شخصی ملکیت تو ہو لیکن مالک کی عدم توجہی سے غیر آباد ہو گئی ہو۔ ایسی صورت میں اسلامی سلطنت کے کسی بھی شہری کے لئے اسے آباد کرنا جائز ہو گا۔ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں ایک بنجر اور غیر آباد زمین پر آیا جس کے مالک اس کی آباد کاری کی اہلیت سے عاجز تھے میں نے اس زمین کو سیراب کرنے والی نہریں بنائیں اور فصل بو دی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: "اس کی پیداوار کو مزے سے کھاؤ تم نے اس کی اصلاح کی ہے۔ فساد نہیں مچایا ہے۔ تم نے تعمیر کی ہے تخریب نہیں کی۔ حضرت علیؓ نے قول باری تعالیٰ کو دلیل بنایا ہے: ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ (اعراف۔ ۱۲۸، یعنی زمین اللہ کی ملکیت ہے اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے) امام باقر کا قول ہے۔ ہم نے حضرت علیؓ کے خط میں مندرجہ بالا آیت قرآنی کا آخری حصہ والعاقبۃ للمتقین (اور انجام کی بھلائی ان لوگوں کے لئے ہے جو پرہیزگار ہیں) بھی لکھا ہوا پایا ہے۔ اس میں یہ بھی درج ہے: "اگر کوئی شخص زمین کو چھوڑ کر اسے نقصان پہنچائے اور اس کے بعد کوئی اور مسلمان اسے لے کر آباد یا درست کرے تو وہ اس زمین کا اس شخص سے زیادہ حقدار ہوگا جو اسے چھوڑ گیا تھا۔"(۲)

اختلاس: اچک لینا

تعریف:

کسی شخص کو ذرا غافل پا کر اس کی کسی چیز کو کھلم کھلا اچک کر لے جانا اختلاس کہلاتا ہے۔

اس کی سزا:

اختلاس چوری نہیں ہے اس لئے اس فعل کے مرتکب کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ حضرت

علی رضی اللہ عنہ سے جھپٹا مار کر کوئی چیز لے بھاگنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "یہ کھلم کھلا خباثت اور فساد ہے۔ اس میں قطع ید نہیں ہے" ایک شخص نے کسی کا کپڑا اچک لیا اسے پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا میں تو اس کے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ تو اسے (کپڑے کے مالک کو) جانتا ہے؟ اس نے اثبات میں جواب دیا جس پر آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ خلاسؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ جھپٹا مار کر چیز لے بھاگنے میں قطع ید کا حکم نہیں دیتے تھے 'لیکن خفیہ طور پر کوئی چیز چرا لینے پر ہاتھ کاٹ دیتے تھے۔ (۳)

بغی: بغاوت سرکشی

تعریف:

مسلمانوں کے ایک گروہ کا جو طاقت و قوت والا ہو' امام (امیر المومنین) کے خلاف اس عہدے سے اس کی علیحدگی کا مطالبہ لے کر اور اس مطالبے میں اپنے آپ کو حق بجانب تصور کرتے ہوئے اٹھ کھڑا ہونا بغی کہلاتا ہے۔ اگر اس گروہ کے پاس (افراد اور اسلحہ کی صورت میں) طاقت اور قوت نہ ہو تو یہ باغی نہیں کہلائے گا بلکہ معمول کے مجرموں کا گروہ ہوگا۔ ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو زخمی کر دیا تھا تو آپ نے اپنے بیٹے حسنؓ سے کہا تھا "اگر میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور میں بچ گیا تو پھر اس کے متعلق خود فیصلہ کروں گا اور اگر میری وفات ہو گئی تو اسے بھی تلوار کی ایک ضرب لگانا جس طرح اس نے مجھے لگائی تھی' حضرت علیؓ نے ابن ملجم کے ساتھ عادی معمول کے مجرم کا سلوک کیا تھا۔ (۴)

مسلمان باغی:

شریعت میں یہ طے شدہ امر ہے کہ مسلمان باغی امام وقت کے خلاف بغاوت کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتے اس لئے کہ ان کی بغاوت کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی توجیہ موجود ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ احکام شرعیہ کی پامالی مقصود نہیں ہوتی' ایک شخص حضرت علیؓ سے آ کر پوچھنے لگا کہ کیا جنگ جمل جنگ صفین اور جنگ نہروان میں آپ کے مخالفین کافر ہو گئے تھے؟ آپ نے نفی میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: "وہ ہمارے بھائی تھے اور ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے' ہم نے ان سے اس لئے جنگ کی کہ وہ اللہ کے حکم کی

طرف لوٹ آئیں۔ (۵)۔

اسی طرح خوارج کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ "یا وہ کافر ہو گئے؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا: "نہیں بلکہ وہ کفر سے بھاگے ہیں" پھر سوال ہوا کہ "آیا یہ منافق ہیں؟" تو آپ نے فرمایا: "منافقین اللہ کو بہت ہی کم یاد کرتے ہیں" (جب کہ خوارج ذکر اللہ کثرت سے کرتے ہیں) پھر پوچھا گیا کہ "آخر یہ لوگ ہیں کیا؟" آپ نے جواب دیا یہ ایک گروہ ہے جو فتنے میں مبتلا ہو کر اندھا بہرہ بن گیا ہے اور ہمارے خلاف بغاوت کر کے ہم سے برسرپیکار ہو گیا پھر ہمیں بھی اس سے لڑنا پڑا۔ (۶)۔

باغیوں کے خلاف جنگ:

امام المسلمین پر واجب ہے کہ وہ مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد کو برقرار رکھنے اور ان کی صفوں کو انتشار سے بچانے کی خاطر باغیوں سے جنگ کرے تاکہ کوئی طائع آزما اللہ کے حکم سے فائز اور قانونی طور پر جائز حکمران کو اس کے عہدے سے ہٹانے کے لئے میدان میں نہ کود پڑے، اس لئے اگر امیر المومنین نے ان کے خلاف جنگ نہ کی تو وہ گنہ گار ہوگا۔ جنگ صفین کے دن حوشب الخیری نے حضرت علیؓ کو پکار کر کہا "اے ابو طالب کے بیٹے، ہمارے پیچھا چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ، ہم تمہیں اپنے اور تمہارے خون کے تحفظ کے لئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں۔ ہم عراق سے تمہارے لئے دست بردار ہوتے ہیں اور تم شام سے ہمارے حق میں دست بردار ہو، اس طرح ہم سب مل کر مسلمانوں کے خون کو گرنے سے بچائیں گے۔ حضرت علیؓ نے جواب میں فرمایا "اے ام ظلیم کے بیٹے، تم نے بڑی دور کی بات کی ہے! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میرے لئے اللہ کے دین کے معاملے میں مداہنت کی گنجائش ہے تو میں ضرور ایسا کر لیتا اور اس وقت میرے کندھے پر جو بوجھ ہے اس سے یہ کام ہلکا ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ قرآن والوں سے مداہنت اور خاموشی پر خوش نہیں ہوتا جب کہ اس کے احکام کی نافرمانی ہو رہی ہو" تاہم باغیوں سے قتال کے لئے دو شرطیں ہیں:

الف) اگر باغی ہتھیار اٹھالیں اور لوگوں کا خون بہانا شروع کر دیں، پھر بھی اگر وہ قانونی طور پر جائز امام پر صرف تنقید یا اس کی تکفیر کریں تو ان سے جنگ جائز نہیں ہاں اگر وہ ہتھیار بند ہو کر میدان میں آ جائیں اور خون بہانا شروع کر دیں تو ایسی صورت میں ان سے جنگ جائز

ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں ابن جریج سے روایت کی ہے ' وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبدالکریم نے بتایا: "خارجیوں نے پہلے حضرت علیؓ سے جھگڑا کیا پھر ان سے علیحدہ ہو گئے اور ان پر شرک کا الزام لگایا۔ حضرت علیؓ نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ پھر یہ لوگ مقام حروراء پہنچ گئے۔ حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ یہ لوگ کوفہ کو مستقر بنا کر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں حضرت علیؓ نے سن کر فرمایا کہ انہیں نہ چھیڑو' پھر یہ لوگ وہاں سے نکل کر نہروان پہنچ گئے اور وہاں ایک ماہ ٹھہرے رہے۔ لوگوں نے حضرت علیؓ سے ان کے خلاف قدم اٹھانے کے لئے کہا آپ نے جواب میں فرمایا "اس وقت تک نہیں جب تک وہ لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگیں مسافروں کو نہ لوٹیں اور امن کے لئے خطرہ نہ بن جائیں۔ آپ نے انہیں اس وقت تک کچھ نہیں کہا جب تک وہ قتل و غارت گری سے باز رہے۔ لیکن جب انہوں نے قتل و غارت شروع کر دی تو آپ نے ان کے خلاف جہاد کر کے ان کا خاتمہ کر دیا۔ (۷)

ب) دوم : انہیں ترک بغاوت کی دعوت دی جائے امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل قبلہ یعنی مسلمانوں کے کسی مخالف گروہ سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جب تک انہیں مخالفت ترک کرنے کی دعوت نہیں دی آپ نے جنگ جمل سے پہلے اہل بصرہ سے خط و کتابت کی اور خوارج کی طرف حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ وہ جا کر انہیں سمجھائیں اور انہیں پھر سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اطاعت کی طرف لوٹنے کی دعوت دیں کیونکہ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی قانونی طور پر امیر المومنین تھے۔

(ج) امام کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ باغیوں کے خلاف جنگ میں کسی کافر سے مدد لے ' کیونکہ ارشاد باری ہے ولن یجعل اللہ للکفرین علی المومنین سبیلا (النساء - ۱۴۱) (اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر کافروں کے غلبہ کے لئے ہرگز کوئی راہ نہیں نکالے گا)۔

(د) امام یا اس کے لشکر کے کسی سپاہی کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ باغیوں سے تعلق رکھنے والے ایسے افراد سے جنگ کرے جو جنگ میں حصہ نہ لے رہے ہوں چاہے وہ میدان جنگ سے فرار ہو رہے ہوں یا اپنے گھر بیٹھ رہے ہوں یا انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لئے

ہوں ۔ اسی طرح باغیوں کے زخمیوں پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے دن منادی کرا دی تھی کہ کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کیا جائے اور کسی زخمی کو ہلاک نہ کیا جائے اگر کسی نے ان میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچایا تو امام اس کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کرے گا۔ حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے موقعہ پر کچھ لوگوں کی دیت بیت المال سے ادا کی تھی جو بھاگتے ہوئے مارے گئے تھے (۸)

(ہ) باغیوں کے خلاف جنگ کرتے ہوئے امام کی نیت باغیوں کا خون بہانا نہ ہو' بلکہ انہیں بغاوت سے باز رکھنا اور دوبارہ مسلمانوں کے صف میں شامل کرنا ہو۔ اعور بن نیار المنقری نے واقعہ جمل کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے حضرت علیؓ سے بصرہ کی طرف کوچ کرنے کی غرض و غایت پوچھی تھی تو آپ نے فرمایا تھا "حالات کا جائزہ لینا اور بغاوت کی آگ فرو کرنا" تاکہ تمام مسلمان بھائی پھر اکٹھے ہو جائیں اور امت کی پراگندگی دور ہو جائے (۹)

(و) امیر کے لئے باغیوں کے مکانات منہدم کرنا یا ان کی فصلیں تباہ کرنا یا ان کے درخت کاٹ ڈالنا جائز نہیں کیونکہ اس سے مسلمانوں کے علاقوں کو نقصان پہنچے گا۔

باغیوں سے چھینا ہوا مال:۔

(الف) امامت کے عہدے پر قانونی طور پر متمکن امام اور اس کے لشکر کے لئے باغیوں کے مال و اسباب میں سے صرف وہی مال لینا حلال ہے جو وہ میدان جنگ میں لے کر آئے ہوں۔ رہا ان کا وہ منقولہ یا غیر منقولہ مال و اسباب جو وہ میدان جنگ سے باہر چھوڑ آئے ہوں تو اس میں سے کوئی بھی چیز لینا امام کے لئے جائز نہیں ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا تھا: "ان باغیوں کے گھروں میں جو مال و اسباب پڑا ہے وہ ان کا ہے اور جو کچھ وہ اپنے ساتھ تمہارے خلاف جنگ کے لئے لے کر آئے ہیں وہ تمہارے لئے مال غنیمت ہے" (۱۰)

اسی بنا پر آپ نے اہل نہروان اور اہل بصرہ کی لشکر گاہوں کے مال و اسباب کو بطور مال غنیمت تقسیم کر دیا تھا اور اس کے ماسوا کسی چیز سے تعرض نہیں کیا تھا۔ (۱۱) ایک شخص ایک قیدی کو پکڑ کر آپ کے پاس لایا تو آپ نے اس سے فرمایا: "تم اس کا ساز و سامان لے لو" ۔ (۱۲)

یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ جمل کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کے گھروں میں رکھے ہوئے مال و اسباب سے قطعاً کوئی تعرض نہیں کرتے اور انہیں ان کے

مالکوں کے قبضے میں رہنے دیتے ہیں۔ صرف خزانے کی وہ رقم جو بصرہ کے بیت المال میں تھی اسے لے کر سرکاری خزانے میں داخل کر دیتے ہیں جہاں تک فوج کا معاملہ تھا تو اسے پوری طرح قابو میں رکھنا بہت مشکل تھا کیونکہ فوج کے بہت سے سپاہی ایسے تھے جو امیر کی حکم عدولی کرتے ہوئے اپنی من مانی کرتے تھے۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ باغیوں پر قابو پانے کے بعد یہ اعلان کر دیتے تھے کہ جو شخص بھی اپنی کوئی چیز امام کی فوج کے کسی شخص کے ہاتھ میں دیکھے وہ اس سے لے لے۔ جنگ جمل کے بعد یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی حضرت علیؓ کی فوج کے ایک سپاہی کے ہاتھ میں دیکھی جو اسے اس شخص کے گھر سے ملی تھی اور جسے وہ کھلانے کی غرض سے لے آیا تھا۔ مالک نے اپنی باندی کی شناخت کر کے اس شخص سے واپس لے لی۔ (۱۳)

نہروان کی جنگ کے بعد حضرت علیؓ نے اہل نہروان کے گھروں سے حاصل کردہ تمام چیزوں کی باقاعدہ تشہیر کرائی چنانچہ تمام لوگوں نے اپنی اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ صرف ایک ہنڈیا رہ گئی جس کا کوئی مالک تشہیر کے باوجود پیدا نہ ہوا۔ اگر کہیں ایسا ہوتا کہ جس کا مالک مارا جا چکا ہوتا تو آپ وہ مال اس کے ورثاء کو دے دیتے۔ ابن حزمؒ نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ کسی مقتول کے مال کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ (۱۴)

(ب) باغیوں کے قیدی مرد اور عورتیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ باغیوں کے کسی گرفتار شدہ قیدی کو قتل کر دینا یا اسے غلام یا لونڈی بنا لینا حلال نہیں جانتے تھے۔

(۳) اسی طرح ان کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ جنگ جمل کے بعد عورتوں اور بچوں کی گرفتاری کے سلسلے میں لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا اور کہا: یہ کیا بات ہوئی کہ ان کا خون بہانا تو حلال ہے لیکن ان کا مال و اسباب لے لینا حلال نہیں ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس اعتراض کی خبر ملی تو آپ نے لوگوں سے فرمایا: تم میں سے کون یہ پسند کرے گا کہ ام المومنین عائشہؓ اس کے حصے میں آئیں! یہ سن کر تمام لوگ خاموش ہو گئے۔ (۱۵)

باغیوں کے ہاتھوں تلف ہونے والی اشیاء کا تاوان:

جنگ کے دوران باغیوں کے ہاتھوں جو جانی یا مالی نقصان ہوا ہو اس کا کوئی تاوان نہیں۔

اسی طرح باغیوں کے ہاتھ آیا ہوا مال بھی تاوان سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ ان پر تاوان ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں امیر کی اطاعت کی طرف لوٹنے سے متنفر کر دیا جائے' یہی وجہ ہے کہ جب حضرت علیؓ نے بصرہ کو باغیوں سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا تو آپ نے ان سے خراج وغیرہ کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا جس پر ان باغیوں نے پہلے قبضہ کر لیا تھا۔ (۱۶)

مقتول باغیوں کی نماز جنازہ:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ اہل حق کے خلاف جنگ میں قتل ہونے والے باغیوں کی نماز جنازہ امام المسلمین پڑھائیں گے۔ جنگ جمل کے دن طرفین کے مقتولین کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی تھی۔ (۱۷)

کوڑے لگانا

کوڑے لگانے والا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوڑے مارنے کے لئے ایسا آدمی منتخب کرتے تھے جو نہ بہت طاقتور ہوتا اور نہ ہی کمزور قسم کا مریل انسان' تاکہ اس کی ضرب درمیانے درجے کی ہو۔

کوڑا

آپ درمیانے درجے کا کوڑا منتخب کرتے جو نہ بہت ہی سخت ہوتا اور نہ بہت ہی نرم۔ ایک شرابی آپ کے پاس لایا گیا' آپ نے اس کے لئے تین کوڑوں میں سے درمیانے درجے کا کوڑا منگوایا۔ اس میں پھل لگے ہوئے تھے۔ آپ نے اس سے پھل اتروا کر اسے دو پتھروں کے درمیان زور زور سے مارا پھر اسے ایک شخص کے حوالے کر کے اسے کوڑے لگانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جسم کے ہر عضو کو اس کا حصہ ملنا چاہئے۔

کوڑے مارنے کی کیفیت:

(الف) قاذف (زنا کا الزام لگانے والا) کے سوا کسی کوڑے کھانے والے کے جسم سے کپڑے اتارے نہیں جائیں گے اور نہ ہی زیر جامہ اگرچہ وہ روئی دار کیوں نہ ہو۔ اور حضرت علیؓ نے فرمایا: "قاذف سے چادر نہیں اتاری جائے گی" آپ نے ایک شخص کو کسی حد میں بٹھا کر کوڑے لگائے اور اس کے جسم پر قسطلان کی بنی ہوئی چادر تھی' ایک لونڈی کو بدکاری کی بنا پر کوڑے

لگائے۔ اس کے کپڑوں کے نیچے لوہے کی زرہ تھی جو اس کے رشتہ داروں نے پہنا رکھی تھی۔ پھر اسے بصرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔ حد قذف کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے: "قاذف کو اس کے کپڑوں میں کوڑے لگائے جائیں گے اور اس کے جسم سے روئی دار اور چمڑے دار کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

(ب) اصولی طور پر مرد کو کھڑا کر کے اور عورت کو بٹھا کر کوڑے لگانے چاہئیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: "عورت کو بٹھا کر اور مرد کو کھڑا کر کے کوڑے لگائے جائیں گے" لیکن اگر مرد کو بٹھا کر کوڑے لگائے جائیں تو یہ بھی درست ہے۔ حضرت علیؓ نے ایک شخص کو بٹھا کر کوڑے لگائے تھے۔

(ج) اس کے ہاتھ باندھے نہیں جائیں گے بلکہ کھلے چھوڑ دیے جائیں گے تاکہ کوڑوں کی ضرب سے اپنا بچاؤ کر سکے۔ ایک شخص کو شراب پینے پر پکڑ کے حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے جلاد سے کہا: "اسے کوڑے لگاؤ اور اس کے ہاتھ چھوڑ دو تاکہ یہ ان کے ذریعہ اپنا بچاؤ کر سکے"۔

(د) کوڑوں کی ضربات کو اس کے پورے جسم پر بکھیر دیا جائے گا لیکن چہرہ اور نازک اعضا مثلاً شرمگاہ وغیرہ ان ضربات سے محفوظ رکھے جائیں گے۔ ایک شخص کو حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا جسے کسی حد میں کوڑے لگنے تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر عضو کو اس کا حصہ دیا جائے لیکن چہرہ اور شرمگاہ پر کوڑے نہ لگائے جائیں یہ کسی حد میں لگنے والے کوڑوں کی کیفیت تھی' لیکن اگر تعزیر میں کوڑے لگنے ہوں تو اس کا دارومدار قاضی یا عدالت کی رائے پر ہے کہ وہ کس طرح کوڑے لگوائے کہ جس کے نتیجے میں مجرم کو جرم سے باز رکھا جا سکے۔

۴۔ وہ جرائم جن پر کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل جرائم پر کوڑوں کی سزا دی جائے گی:۔

شراب نوشی' قذف' غیر محصن کا ارتکاب زنا' ایسے جرائم پر بھی کوڑوں کی سزا دی جائے گی جن کے متعلق شریعت میں کوئی نص موجود نہ ہو لیکن قاضی یا عدالت کی رائے میں کوڑوں کی یہ سزا مجرم کو جرم سے باز رکھ سکتی ہو۔

جیسے کوڑے لگائے جائیں:۔

آزاد کو پوری حد لگائی جائے گی لیکن غلام کے لئے کوڑوں کی سزا آدھی ہو گی مکاتب کو حد میں اسی حساب سے کوڑے لگائے جائیں گے جس قدر اس نے کتابت کی رقم ادا کر دی ہو۔ اگر اس نے کتابت کی آدھی رقم ادا کر دی ہو گی تو اسے آزاد کے آدھے اور غلام کے آدھے کوڑے لگیں گے۔ (۱۸)

ارتکاب جرم کا حکم دینا۔ اس کی سزا:

ہمیں اس سلسلے میں کہ "یا ارتکاب قتل پر مجبور کرنے والے پر بھی قصاص لازم آئے گا یا صرف ارتکاب کرنے والے سے قصاص لیا جائے گا" حضرت علیؓ کی رائے کسی روایت سے معلوم نہیں ہو سکی تاہم ہم حضرت علیؓ کے اس فیصلے سے آگاہ ہیں جو آپ نے ایسے شخص کے متعلق دیا تھا جس نے اپنے غلام کو ایک شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور غلام نے اسے قتل بھی کر دیا تھا' آپ نے فرمایا: "غلام اپنے آقا کی تلوار اور کوڑے کی طرح ہے" یعنی آقا اپنی مرضی سے جو کام بھی چاہے اس سے لے سکتا ہے" آپ نے آقا کی گردن اڑانے اور غلام کو قید میں ڈال دینے کا حکم دیا تھا۔ (۱۹)

معالج کے ہاتھوں مریض کی موت واقع ہونا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ طبیب کی غلطی کی ذمہ داری اس پر ڈالتے تھے' اگر کوئی مریض طبیب کی غلطی کی وجہ سے مرجاتا تو آپ طبیب پر اس کی دیت کی ادائیگی لازم کر دیتے۔ ایک دن آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے طبیبو اے حیوانات کا علاج کرنے والو اور اسے پیشہ طبابت اختیار کرنے والو۔ تم میں سے جو بھی کسی انسان یا جانور کا علاج کرے وہ اپنی جان کے چھٹکارے کا راستہ بھی رکھ لے۔ اگر اس نے کسی کا علاج کیا اور اپنے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہ رکھی اور مریض یا جانور ہلاک ہو گیا تو اسے اس کا تاوان دینا پڑے گا۔ (۲۰)

سربراہ حکومت یا حاکم کی جنایت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سلطان یا حاکم کو انسانوں میں سے ایک انسان سمجھتے تھے جو اپنے جرم کی پاداش کا اسی طرح سزاوار ہو گا جیسے دوسرے لوگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ بلحاظ عہدہ اپنی اس غلطی کا بھی ذمہ دار ہو گا جس کے اثرات لوگوں تک پہنچتے ہیں۔ یہ اصول حضرت عمرؓ کے اس واقعے میں پوری طرح ظاہر ہوتا ہے جس میں آپ نے ایک عورت کو جس کی شہرت

اچھی نہیں تھی اور اس کے ہاں لوگوں کا آنا جانا رہتا تھا' جو آپ کو پسند نہ تھا اپنے پاس بلوایا' لوگوں نے اسے حضرت عمرؓ کے پاس جانے کے لئے کہا وہ گھبرا کر سوچنے لگی کہ خدا خیر کرے' عمرؓ کے ہاں کیوں طلبی ہوئی ہے؟ پھر وہ چل پڑی۔ ابھی راستے میں تھی کہ ڈر گئی اور اس کا اسقاط ہو گیا' بچے نے دو چیخیں ماریں اور مر گیا حضرت عمرؓ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ بعض نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے کیونکہ خلیفہ کی حیثیت سے آپ کسی کی بھی تادیب کر سکتے ہیں۔ حضرت علیؓ خاموش رہے۔ حضرت عمرؓ نے آپ سے بھی رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا: "اگر ان لوگوں نے اپنی رائے ظاہر کی ہے تو ان کی یہ رائے غلط ہے' اور اگر آپ کی جانبداری کرتے ہوئے یہ رائے دی ہے تو انہوں نے آپ کی خیر خواہی نہیں کی' میری رائے یہ ہے کہ بچے کی دیت آپ کے ذمہ ہے کیونکہ آپ نے ہی اسے اپنے پاس آنے کا پیغام بھیج کر خوفزدہ کر دیا تھا اس لئے اس کا اسقاط آپ کی وجہ سے ہوا تھا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کی بات تسلیم کرتے ہوئے انہیں اس بچے کی دیت قریش یعنی حضرت عمرؓ کے جدی رشتہ داروں سے وصول کرنے کی ہدایت کی۔[۲۱] اس لئے کہ ان (حضرت عمرؓ) سے غلطی سرزد ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسقاط ہوا۔

قصاص لینے کا حق:

(۱) قصاص لینے کا حق کسے حاصل ہے؟ قصاص اس شخص کا حق ہے جس پر زیادتی کی گئی ہو' اگر جرم جان لیوا نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو' اگر جرم جان لیوا ہو تو یہ حق اس کے نسبی اور سببی رشتہ داروں کا ہے جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں۔ اگر قصاص کے حق دار معاف کر دیں تو معافی درست ہوگی اور قصاص ساقط ہو جائے گا۔ ایک ذمی ایک مسلمان کے ہاتھوں قتل ہو گیا تھا اور ثبوت بھی مل گیا تھا' حضرت علیؓ نے قاتل کو قتل کر دینے کا حکم بھی دے دیا تھا کہ مقتول کا بھائی آ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے قاتل کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کہ قاتل کے رشتہ داروں نے تمہیں ڈرایا دھمکایا تو نہیں ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا کہ قاتل کے قتل ہو جانے سے میرا بھائی تو واپس نہیں آ سکتا' ان لوگوں نے مجھے معاوضہ دے کر راضی کر لیا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے معافی کی توثیق کر دی۔[۲۲]

قصاص جاری کرنے کی شرطیں:

ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاص پر عمل درآمد کی جو شرائط روایتوں سے ملی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

مجرم یعنی قاتل بالغ اور صاحب اختیار ہو

جس کے خلاف قتل کا جرم ہوا ہو وہ معصوم الدم ہو (یعنی اس کا خون بہانا حرام ہو) اس لئے اس شخص پر قصاص نہیں ہوگا جس کا خون حلال ہو مثلاً بغاوت کرنے والے' اور نہ ہی اس پر قصاص ہوگا جس نے کسی سزائے موت پانے والے کو قتل کر دیا ہو۔

قاتل اور مقتول میں آزادی میں یکسانیت ہو' اس لئے اگر آزاد نے غلام یا مکاتب کو قتل کر دیا تو اس پر قصاص نہیں اسی طرح دین میں برابری ہو جیسا کہ حضرت علیؓ سے ایک روایت ہے اس لئے کوئی مسلمان کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔

ارتکاب قتل کا یہ جرم عمداً ہو' حضرت علیؓ کا قول ہے: جان بوجھ کر ارتکاب قتل کی سزا ہر صورت میں قصاص ہے۔ اس لئے اگر کسی شخص نے کسی کی آنکھ جان بوجھ کر پھوڑ دی ہو تو اس میں قصاص واجب ہے۔ حکم بن عتیبہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو طمانچہ رسید کیا جس سے اس کی بینائی جاتی رہی لیکن آنکھ کی پتلی اپنی جگہ قائم رہی۔ اس سے قصاص لینے کا ارادہ ہوا لیکن قصاص لینے والوں کو اس کا طریقہ معلوم نہیں تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں طریقہ بتایا' اس کے چہرے پر روئی یا اونی گدی رکھ دی گئی اور اس کا رخ سورج کی طرف کر دیا گیا پھر اس کی آنکھوں کے پاس آئینہ لا کر اس کے ذریعے سورج کا عکس اس کی آنکھوں میں ڈالا گیا۔ سورج کی چمک سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں' بینائی جاتی رہی اور آنکھوں کی پتلیاں اپنی جگہ قائم رہیں۔

جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ یا اس کے رشتہ دار معاف نہ کریں۔

جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ حملہ آور نہ ہو کہ اس کے حملے سے بچاؤ کی صرف ایک صورت ہو کہ اس پر جوابی حملہ کیا جائے یہ جرم کسی ایسے عضو پر نہ ہوا ہو جو پہلے ہی ناکارہ ہو چکا ہو مثلاً مفلوج ہاتھ

قصاص میں مماثلت ممکن ہو' اگر مماثلت ناممکن ہو تو پھر قصاص نہیں لیا جائے گا' اسی بنا پر دماغ کی جھلی تک پہنچنے والا زخم اور اسی طرح کے دوسرے زخموں مثلاً دماغ کو پھاڑ دینے والا زخم اور انتڑیوں تک پہنچنے والے زخم کا کوئی قصاص نہیں کیونکہ ان میں مماثلت ممکن نہیں' لیکن طمانچے کے قصاص کے بارے میں حضرت علیؓ سے صحیح روایت موجود ہے۔ (۲۳) یہ جرم جنین پر اور اس وقت نہ ہوا ہو جب وہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو۔

ارتداد کی سزا:

(الف) اس پر سب کا اجماع ہے کہ ارتداد کی سزا قتل ہے' اس کے متعلق حضرت علیؓ سے قولاً وعملاً بہت سی روایتیں منقول ہیں۔

(ب) قتل کی یہ سزا تمام مرتدین پر جاری کی جائے گی' چاہے وہ افراد ہوں یا گروہ۔ حضرت علیؓ نے معقل سلمی کو بنی ناجیہ کی طرف روانہ کیا۔ معقل نے انھیں تین گروہوں میں بٹا ہوا پایا۔ ایک گروہ وہ تھا جو پہلے عیسائی تھا پھر مسلمان ہو گیا' دوسرا گروہ عیسائیت پر قائم رہا' اور تیسرا گروہ مسلمان ہونے کے بعد عیسائیت کی طرف لوٹ گیا تھا۔ معقل نے اپنے ساتھیوں کے لئے ایک نشانی مقرر کر دی اور حکم دیا کہ جب تم یہ نشانی دیکھو تو تیسرے گروہ کے لوگوں کو تلواروں پر رکھ لو' جب معقل نے وہ نشانی بلند کی تو اس کے ساتھیوں نے انھیں تلواروں پر رکھ لیا۔ ان کے لڑنے والے مرد قتل ہو گئے' عورتیں اور بچے گرفتار ہو گئے۔ معقل نے ان گرفتار شدہ عورتوں اور بچوں کو مسقلہ کے ہاتھوں ایک لاکھ میں فروخت کر دیا مسقلہ نے پچاس ہزار نقد ادا کر دیئے اور پچاس ہزار ادھار کر لئے۔ حضرت علیؓ نے اس کی توثیق کر دی۔ پھر مسقلہ بھاگ کر حضرت معاویہ کے پاس چلا گیا۔ حضرت معاویہ نے ان عورتوں اور بچوں کو آزاد کر دیا جس کی حضرت علیؓ نے بھی توثیق کر دی۔ معقل مسقلہ کے گھر گئے وہاں ہر طرف پراگندگی تھی۔ اس کے بعد بھاگے ہوئے لوگ بھی واپس معقل کے پاس آ گئے۔ معقل نے ان سے کہا کہ تمہارا آدمی (مسقلہ) تمہارے دشمن (حضرت معاویہ) کے پاس بھاگ گیا ہے۔ اگر تم اسے پکڑ کر میرے پاس لے آؤ تو میں تمھیں تمہارا حق دلا دوں گا۔

(ج) اس واقعہ سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک مرتد عورت کا قتل جائز نہیں تھا' اس لئے کہ آپ نے عورتوں اور بچوں کو گرفتار تو کیا اور انھیں قتل نہیں کیا۔ ابن

قدامہ نے بھی حضرت علیؓ سے یہی روایت کی ہے کہ مرتد عورت کو قیدی بنا لیا جائے گا اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

(د) مرتد کو کس طرح قتل کیا جائے: مرتد کے قتل پر اجماع کے باوجود اس کے قتل کی کیفیت کی تحدید نہیں کی گئی ہے' لیکن معلوم یوں ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کی رائے میں مرتد کو اس طرح قتل کیا جائے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جائے اور کسی کو ایسا قدم اٹھانے کی جرأت نہ رہے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کبھی تو تلوار سے گردن اڑا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے محمد بن ابی بکرؓ کو لکھا کہ مرتدین کی گردنیں اڑا دی جائیں اور کبھی قدموں تلے روندنے اور لات مار مار کر مار ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ ابو عمرو شیبانی سے مروی ہے کہ بنو عجلان کا ایک شخص عیسائی ہو گیا' عینہ ابن فرقد سلمی نے حضرت علیؓ کو لکھ بھیجا۔ آپ نے لکھا کہ اسے میرے پاس بھیج دو' یہ شخص گھنے بالوں والا تھا اور اونی کپڑے پہن رکھے تھے جب اسے زنجیروں میں جکڑ کر آپ کے سامنے لا کر ڈال دیا گیا تو آپ نے اس سے طویل گفتگو کی اور وہ چپ رہا' آخر میں اس نے کہا: مجھے آپ کی باتوں کی سمجھ نہیں آتی میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ حضرت علیؓ اپنی جگہ سے اٹھے اور اسے پاؤں سے روند ڈالا۔ لوگ بھی یہ دیکھ کر آگے بڑھے اور اسے اپنے قدموں تلے کچل دیا' ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اس کی بات سن کر اسے پاؤں سے ٹھوکر لگائی' لوگ بھی شروع ہو گئے یہاں تک کہ وہ ختم ہو گیا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ ابن ابی شیبہ: ابوبکر عبداللہ بن محمد۔ المصنف (طبع: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)۔ ۲/ ۲۷۷

۲۔ قلعہ جی: محمد رواس۔ فقہ حضرت علی (اردو) (طبع: ادارہ معارف اسلامی لاہور ۱۹۹۳ء)۔ ص ۳۳۔ ۳۴

۳۔ علی المتقی: علاء الدین۔ کنز العمال (طبع: موسسۃ الرسالہ بیروت)۔

۴۔ ابن قدامہ: ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد۔ المغنی (طبع قاہرہ مصر ۱۳۶۷ھ)۔ ۸/ ۱۰۴

۵۔ فقہ حضرت علی ص ۲۴۰

۶۔ المغنی۔ ۸/ ۱۰۶

۷۔ ماوردی: ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری الاحکام السلطانیہ (طبع: مطبع محمودیہ تجاریہ قاہرہ مصر)
ص: ۵۸

۸۔ ایضاً ص: ۹۰ المغنی۔ ۸/ ۳

۹۔ ابن کثیر: عماد الدین اسماعیل بن عمر۔ البدایۃ والنہایۃ (طبع: مطبع السعادۃ قاہرہ مصر ۱۳۵۱ھ)۔ ۷/ ۲۳۹

۱۰۔ عبدالرزاق بن ۲۱۱ھ۔ المصنف (طبع: دارالعلم بیروت) ۱۰/ ۳۲

۱۱۔ فقہ حضرت علی۔

۱۲۔ مصنف عبدالرزاق۔ ۱۰: ۳۲

۱۳۔ المغنی۔ ۸/ ۹۵

۱۴۔ مصنف عبدالرزاق۔ ۱۰/ ۳۲

۱۵۔ البدایۃ والنہایۃ۔ ۷ ص ۲

۱۶۔ المغنی۔ ۸/ ۹۸

۱۷۔ البدایۃ والنہایۃ۔ ۷ ص ۲

۱۸۔ مصنف عبدالرزاق۔ ۷ ۳، ۷۵، ۷۰ ص۔

۱۹۔ المغنی۔ ۸/ ۷۵، ۷۸

۲۰۔ مصنف عبدالرزاق۔ ۹ ۱۷

۲۱۔ ایضاً۔ ۹ ۵۸، المغنی۔ ۷ ۸۰

۲۲۔ فقہ حضرت علی

۲۳۔ مصنف عبدالرزاق۔ ۹ ۳۲۸، المغنی۔ ۷/ ۱۷۵، ۱۷۶۔